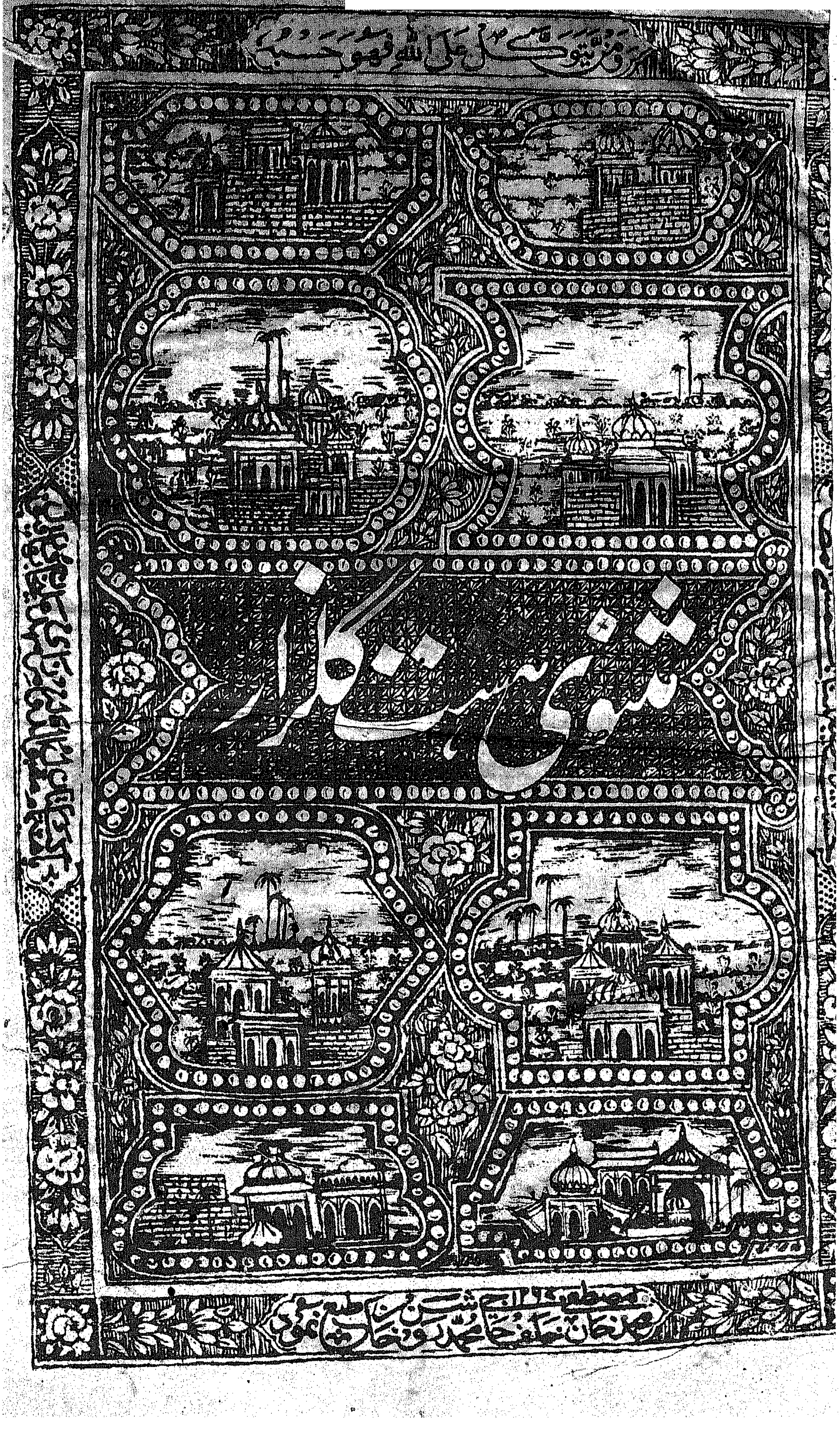
U 48244

Title - Masnawi Hasht Gulzar
Creator - Shah Hussain Haqeeqat.
Publisher - Mohd. Mustafa Khan (Lucknow).
Date - 1267
Pages - 108.
Subjects - Urdu Shayari - Masnawi.

Mohammad Aslam
Asstt. Binder, M. A. Library
A.M.U., ALIGARH


ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
مثنوی
گلزار

۵۳۷۴ ک
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U48244

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالی عز اسمہ

اے فرازندہ لوائے وجود
روز و شب دوران باتمکین
جبہہ سایندہ یان ہین شام و سحر
دے تو شاہی کا جسکو چاہے سریر
یان جو گردن کشی کرے او رزور
کیونکہ تیرے سوا نہیں معبود
خالق جملہ ذی حیات ہے تو
غنچہ سان کو کہ ہون ہزار زبان
ہر گیا ہے کہ از زمین رویید
تو ہی بیشک ہے خالق آدم کا
تیری صنعت عیان ہر شے ہے
[illegible]
تو ہی خلاق اور ہم مخلوق
آدمی کیا ہے ایک مشت خاک
معرفت تیری بحر بے پایان
راہ عرفان مین ہے تو دور از فہم
ما عرفناک بن تو ہے بتلا
حق تو یہ ہے کہ فہم انسانی

پستکی بخش خدائی ہے برجود
ق بلکہ سب بادشاہ روے زمین
لاکھ دارا ہزار اسکندر
چاہے جب شاہ ہو نکو بنا دے فقیر
شکل بہرام گور جائے یہ گور
ہے ہی در ہر ایک کا مسجود
رازق کل ممکنات ہے تو
تیری حمد ثنا کا ہو نہ ایک بیان
وحدہ لا شریک لہ گویید
بلکہ ہر ذرہ ہے ہزار عالم کا
خالی صنعت سے ایک ہی نہیں شے کو
تیری دریافت جو کرین یہ ہنر
تو ہی رزاق اور ہم مرزوق
خاک کا پہر خاک ہوا اور اک
کیونکہ ذرہ شناسی پہنچی ہے ان
ہر کسی کیونکہ قدم او نہو نگاہ ہم
بندۂ ناتوان کہی پہر کیا
کر سکی کیونکہ لاف حق دانی

نقش پرداز کارخانۂ کن
جبہہ سا تیری آستان پہ مدام
دے سکندر بنا گدا کو تو
واہ کیا شان کبریائی ہے
اے جہان بادشاہ بندہ نواز
ہے وہ مردود جو نہ پہچنی ہے
ہے غفور الرحیم تیری ذات
جبکہ یہ حال ہووے اے یکتا
کس مین قدرت ہے جز تیرے معبود
جن و انسان و مور و وحش و طیر
ایک فہم و بصر سے یان در کار
تو ہی صانع ہمارا ہم مصنوع
جانے مخلوق کیونکہ خالق کو
ہوون جب اپنی شناخت مین کم ہم
عقل و فہم و ذکا و ہوش و خرد
عقلمندان انبیا سے حیران ہے
جیسا مالک تھے نہ دیوے دیدہ
جز خموشی یہان نہین چارہ

آسمان ساز و ہم زمین سخن
کیا فریدون کیا جم اور بہرام
کردے دارا سا بینوا کو تو
یہ کریمی ہے یہ خدائی ہے
سبکو لازم ہے یان یہ عجز و نیاز
غیر تیرے اور کون لوجہ ہی تیجی
وحدہ لا شریک تیری صفات
بندہ توحید کب ہے کر سکتا
کن کی کہتی جہان کرے موجود
ہے یہ صنعت تیری صنعت غیر
تیری صنعت کی تا کہلین اسرار
کیا کرین ہم بجز خضوع و خشوع
کیونکہ بندہ سراپا ہے عاجز کو
ہارین ہیجان کا تری کیا دم
ایک ہو کر شرین ہزار یہ کد
فہم یان اولیا کا نادان ہے
تیری پہچان عقل سے ہی بعید
فہم عاجز زبون ہے نظارہ

بعد شکر و سپاس نعمتہا — منعما تو بتا کرین ہم کیا
بسکہ نعمت ہی ہی تو نعمت — شکر کرنی کی ہی نہیں فرصت
تیری احسان کیا بیان کیجی — منہ کہاں ہی جو شکر ان کیجی
ای خداوندگار ذی احسان — کیا یہ احسان ہی تجہ سی قربان
تا وکیا وین وراہ راست ہمین — اور آگاہ تجہسی ہمکو کرین
گرنہ مخلوق تو اوسے کرتا — تو عبا تا کبہی نہ ارض و سما
ہر بن مو بنی جو تن پہ زبان — ہوسر مو نہ اوسکا شکر بیان
گرچہ وہ ہو وہی تک نہ سی ہمسر — تو کرون کچھ ثنا ہی پیغمبر

سو بھی تو کثرت ثمر سی ہای — لا نہیں سکتی ہم بجا ای وای
ایک نعمت کا ہم سی شکر ادا — تیری سوگند ہو نہیں سکتا
نعمتین کیسی کیسی ہمکو دین — سب ہماری ہی لیتی ہی پیدا کین
ایک نعمت یہ ہی کہ پیغمبر — اتنی کتنی خلق ای کرم گستر
خاص سب سی ہمارا پیغمبر — کیسا پیدا کیا وہ خیر بشر
وہ ہی بیشک ہی باعث ایجاد — ہی اوسی کی تمام یہ بنیاد
شکر کرنی سی ہی ہون جب قاصر — ہی یہ حیرت کہ کیا کرین ہم پہر

گلدستہ بندی نعت جناب سید المرسلین کی اور مدح طرازی اوس آیہ رحمت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے

احمد مجتبی شفیع امم — مہتر و بہتر نبی آدم
شافع المذنبین بروز جزا — رہبر خلق و خواجہ دوسرا
بخدا ہی صحیفہ افلاک — چند اوراق دفتر لولاک
اوس نی انگشت کی بنا کر کاک — نصف نقطہ کیا قمر کا حاک
بی لکہی خط نسخ اور تعلیق — ہو گیا ناسخ جمیع طریق
اشرف انبیا حبیب خدا — ہوگئی بخشش ارب بطحا
سنگدل منکر و نکی خاطر آہ — سنگ ہی وسکی معجزہ نہ گواہ
مدح کیا اوسکی ہین کہون ای آہ — مدح خوان جسکا آپ ہو اللہ
یہ ہی بالرجس او نکی ہی مدحت — رضی اللہ عنہم انکے صفت
دامن آل ہی پکڑا اسے یار — ہونگی مجرم صراط سی ہم پار
یا الہی بحق آل رسول — یعنی اولاد مرتضی و بتول
بہیجتا ہی رہون جو صبح و شام — اوس پہ صلوات اور اونہون پہ سلام

سرور انبیا و ختم رسل — جسکی خاطر بنی یہ جزو و کل
اصل کہتی کہ ہی وجود اوسکا — ہی جہان کیا غبار جود اوسکا
اوسکی دفتر کی گر نہتی ورق — ق کیونکہ تو منکر و نکی وقت سبق
علم کونین آز بر او راتی — کون ہی جز محمد عربی
سایہ کردگار و بے سایہ — جسکا قوسین ادنی اک پایہ
مصطفی مجتبی رسول امام — ہی محمد علیہ الف سلام
عقل سی برتر اوسکی ہی توصیف — منہ ہی کیا کر سکون جو میں تعریف
اوسکی آل اور سب صحابہ کبار — رہبر راہ دین ہین بی تکرار
دوستی اونکی ہمکو فرض ہونی — ایک ہین وہ نہین کچھ اونمیں دوجہ
اور کیا مغفرت کا حیلہ ہے — دوستی انکی پر وسیلہ ہے
دی زبان کو مری خدا ایسی سکت — مرتی دم تک ہی تا ہین بی قت

سرسبز کرنا چمنستان مناجات کا اور مستدعی ہونا مجیب الدعوات سی اپنی حاجات کا

حشر کا روز جب عیان ہووی — اور خورشید وان تپان ہووی
بحق قاسم نعیم جنان — بخشی من عقوبۃ النیران
بحر عصیان میں غرق ہوں میں اثیم — بخش دی مجکو ای غفور رحیم
پر ہی امید مغفرت سی تیری — عفو تقصیر تو کر بکا مری
گو گر انبار معصیت سی ہون — نہیں نومید مغفرت سی ہون

بار الہا یہ عرض ہو وی قبول — ہو مرا تا نہ اور ذلیل رسول
ہو وی وسوقت ای کرم گستر — ظل ممدود احمدی مجہ پر
صدقہ اپنی حبیب کا یارب — عفو میری گناہ کر دی سب
عمل نیک گو نہ مجہ سے ہوا — مبتلا ہون بجرم صبح و مسا
گرنہ بخشی گناہ تو میرا — فرق ہو مجہ میں اور ہے کچہ میں کیا
ہو وی نومید مغفرت سی جو — صاف شیطان جانئی اوسکو

MAULANA AZAD LIBRARY
URDU TEXT BOOK
CHECKED 24.5.07
٨٢٤٤

نفس امارہ مجھ پہ غالب ہی
رات اور دن یہی کی طالب ہی
اسکو مغلوب کر دیجیو تو
بحق لا الہ الا ہو

اپنی الفت مجھی عنایت کر
اور محبت سبھی مجھے عنایت کر
عشق کا اپنی ہی سبب مجھے تو درد
اور دل گرم بخش اور دم سرد

اور داغون سی کی مجھکو فراغ
دی محبت کا اپنی لیکن داغ
کیونکہ تاریک ہی یہ گھر اوس بن
اور رہی بی نور سے اوس بن

دل پہ یون کھولدی در توفیق
آنکھون سی پردہ رخ تحقیق
گرم رو راہ معرفت کا کر
آشنا بحر مغفرت کا کر

کر قناعت کی ملک کا مجھی شاہ
بھولون تا شہر حرص کی مین راہ
کر نہ محتاج ہر کس و ناکس
اپنا محتاج رکھ فقط او بس

اپنی ہون قول و فعل سیسی بحال
محو کر دی خیال سب باطل
شکل آئینہ دی صفائی قلب
قلب سی کر نہ آشنائی قلب

کہو کی امراض قلبی و بدنی
دی مجھی صحت دلی و تنی
جو ہین امراض ان سبھی کی شفا
تندرستی سی رکھ مجھی تو سدا

اور یہ عرض ہی کہ رب غفور
ساتھ آل نبی کی ہون محشور
بعد ہو تیری نام کے بریان
نام جاری ہی انہین کا ای سبحان

وقت آپہونچی آخری جو مرا
خاتمہ اونکی یاد مین ہو مرا
والدین اور اقربا میری
یار و استاد و آشنا میری

بخشی جاوین سبھی بروز قیام
بحق مصطفی شفیع انام
جتنے ہی اور مومنین ہین خورد و کلان
رحم کر سب پہ ای مری رحمان

سبکی ہو مغفرت بروز جزا
بحق مصطفی شہ دوسرا

نالہ مصنف برنگ ہزار داستان بسبب نا یابی کام از جہان

یارو اب تک سنو مرا احوال
تم سی کہتا ہون اپنی جی کا ملال
یعنی ہین مبتلای درد و الم
چھوڑ اپنی وطن کو ای ہمدم

بتلاش معاش سرگردان
پہرتا آیا ہی ان بتان سی یہان
دشت پیما ہوا و رکوہ نورد
دیکھی دنیا کی خوب گرم و سرد

پورب آیا کبھی گیا پچھم
تنگ ہی ایک دل کا درد و غم
کاہ اوتر پہر آ گئی دکہن
پر کرم کی گئی نہ بد چہن

چین اک دن دیا نہ قسمت نی
مونہہ دکہایا کبھی نہ راحت نی
دیکہا پہر آکی ملک کرناٹک
کہتی جسکو ہین کا ہین جنت ملک

طرف آیا مجھی وہ ملک نظر
خوبی اوسکی نگفتہ بہ بہتر
گرچہ سب کچھ وہان مہیا ہی
سیم کا اور نہ زر کا توڑا ہی

طالع شوم دان بہی تہی ہمراہ
دلکو دلشاد ہوئی نہ مطلق آہ
ایک شب گفتگو یہ دل سی تہی
لائی قسمت مجھی کہان میری

چھوٹی یار و دیار او حبیب
طالع شوم وای ہای نصیب
یان کسی سی نہین شناسا ہے
پاس نہین کوئی غیر تنہا ہے

نہ کہین باغ ہی نہ سیر کی جا
نہ چمن اور نہ سبزہ زار اصلا
کیا کرون کس طرف کو جاؤن نکل
دلکو بہلاؤن مین کہان بیکل

بیکلی کس روش سی دل کی جائے
آئی آرام عیش مونہہ دکھلائے
گہر سی جانا کہین نہ آتا ہے
خانہ گیا ہی کہ قید خانا ہے

جلد یہان سی نجات دیوی خدا
مجھکو دکہلای پہر وطن میرا
کب تلک کوہ اور بن دیکھون
جلد پہر جا کی مین وطن دیکھون

نہ سفر سی تو کچھ ہوئی بہبود
کار بستہ نے کچھ نہ پائی کشود
آئی ناگاہ غیب سی یہ ندا
مضطرب کیا ہی اتنا اور تو گہبرا

ہی یہان ایک وہ امیر کبیر
جسکی محتاج ہین جہان کی امیر

شاداب کرنا گلبن سخن کا آبیاری سے ایک امیر کبیر کے اور شگفتہ ہونا گل مراد کا نسیم لطف سی اوس امیر کی وہ مقبول بارگاہ قیوم یعنی عبد القادر خان بہادر ثابت جنگ ابن نواب والاجاہ مرحوم

جود و ہمت مین اور سخا مین
زور و قوت مین اور شجاعت مین
صاحب خلق و دانش و آئین
حاتم علم دار یکتا و بیکین

صاحب جود و ہمت و بخشش
والی ملک و نعمت و بخشش
آج اوسکا نہین کوئی ثانی
ابر نیسان ہی گوہر افشانی

ہمت ایسی کہ ہو خجل حاتم
کیون نہ ہو وہی اوسکا دل حاتم

کف ہمت وہ جب ہو گہر بار
ابر نیسان دہی دامن اپنا پسار

بحر بخشش نہ اوسکی جوش مین آئی
کیا دریا کو پانی مین پیتلا

جزو جزو سخا کرون جو رقم
تو نگہر بار ہووی میرا قلم

سہی لی تا بیا ہی خلق جسیم
ہی غرض وہ کریم ابن کریم

بخشش ہمت ہین ہی اوسکا جود عیان
صورت آفتاب نور افشان

یہ غلط تہا امیر والا جاہ
ساری عالم کا بلکہ پشت پناہ

متفق ہین کی اس سخن پر سب
تہا نہ ایسا سخی ہوا کا اب

با مروت ہی اور با تمکین
اوس سخا سکی اور کوئی نہین

ختم ہین اوس پہ خوبیان بالکل
ہی وہ باغ جہان مین غیرت گل

ہی غریب عجیب پرور وہ
حق سلامت رکہی سدا اوسکو

رزم کی روز ہی وہ رستم وقت
بزم کی وقت ہی وہ حاتم وقت

اوسکی آگی جو کوئی ہنر ور جاے
اور ادا ہنر وہ اپنا دکہاے

وان بصد باغ ایک گل بہی اگر
لی وہ خار ہنر کو دیکر پہول

اوسکا در سب کا پرورش خانہ
ہوئیگا نہ وہ یا کہ بیگانہ

کیا دوامن امیر خان کا ہی
گہر وہ ملجا و اک جہانکا ہے

غضب ہی اوسکو پہونچی ہی یہ ندا
بسط اللہ ظلہ ابدا

اوسکا چہتی سے اسوجا ہی خراب
اور ہو رہگرا عدم کا شتاب

فیض بخش ایسا جب امیر ہو بان
جس سے ہین فیضیاب خرد و کلان

جا کی اوس پہ لا بجا تسلیم
دیکہ تو پہر پہر تو اور تعظیم

رشک قصر جنان ہی اک ایوان
غیرت خلد ہر چمن سے عیان

لی دیا مین تجہی نشان بتا
اور وہ عشرتسرا امکان بتا

لی وسیلی کبہی نہ وان جانا
یاد سعدی کا گر ہے فرمانا

سگ دربان چو یافتند غریب
این گریبان گرفت وان دامن

بولا کای جوہری در سخن
ہی تجہی یاد شاعری کا فن

ہین تہی پاس اب جو در ثمین
آج شاہونکی گنج مین تو نہین

ایسی یکتا و بیش بہا
درج دل مین ہین کیون چہپای تہا

بیخطر جا پہر اوس جناب کو تو
نذر دی اون در خوشاب کو تو

ہو تجمل کیون نہ ابر نیسانی
بحر جود اوسکا ہی پر طغیانی

اوس سے خرمہری کا گز ہی سوال
جون صدف دی اوسی گہر و لآل

نہین کسی شی کا اوسکی در پہ کال
اک نہین لب پہ سائلونکی سوال

باپ اوسکا تہا رشک حاتم طی
فیض جہان مہر اوسکا روشن ہے

تہا خطاب اوسکا امیر الہند
یہ وہ تہا فیض بخش سند اور سند

بخشش اوسکی پیلن سہی ہی باہر
بلکہ وہم و گمان سے ہی باہر

پہر سخی اوسکا کیون نہو دلبند
کیونکہ ہی اوس آب سے فرزند

ایسا انسان اب نہین کوئی
ہو وہی تو دہی بتا کہین کوئی

کیا کہون اوسکا اب مین حلم و وقار
کاہ سا جسکی آگی ہی کہسار

ہی شجاعت کی بحر کا وہ نہنگ
پہر نہ کیونکر کہاتی ثابت جنگ

خود ہنرمند و قدردان ہنر
پہر بڑہی کیون نہ اوس سی شان ہنر

بحر بخشش یہ جوش پر آوے
ایک کی جا ہزار وہ پاوے

اصل مین ہی بس ہند نژاد
اوسکی ہین قیل و فعل سب پر داد

ہی جہان فیض یاب اوس در سے
کیون نہ ہو فتح یاب اوس در سے

محفل اوسکی ہی رشک خلد برین
جا ہی جیسا ویسا ہی آئین

ہی وہ اقلیم جود کا والی
تو ہی کہہ مد ظلہ العالی

خوش ہین یار اوسکی دولت خواہ
اور اعدا پہرین بحال تباہ

پہر کس بات کا ہی تجکو غم
شکوہ بخت ہی عبث ہر دم

در دولت بہشت کا در ہی
رشک دار السلام وو گہر ہی

چار سو ہر روش ہی باغ و بہار
ہی وہ دولت سرا بہ از گلزار

وان کی جانی کی گر سبیل کوئی
کر لی پیدا ارہی الیل کوئی

در میر و وزیر و سلطان آ
پی وسیلت مگر دہی برامن

دون وسیلہ ہی گر کہی تو بتا
مین کہانسکی اس سے بہتر کیا

شعر تو لعل و در سی بہتر ہے
کب وہ لعل و گہر برابر ہے

ہی بہا گوہر خوشاب ہر ایک
در خور گوش آفتاب ہر ایک

ہین پراگندہ تیر سان یکسر
منسلک اونکو سلک نظم مین کر

بس یہی تیری تین وسیلہ ہی
جانیکا وان یہ روز حیلہ ہی

کیونکہ وہ قدردان فیض و ہنر
ہووی کیونکر نہ اوسی اسکی تاثیر
جتنی گذری ہین خسروان جہان
بسکہ پایندہ ہی کلام سدا
اور کہا یون کہ ای غم و اندوہ
لیک وہ اتنی تم بھی مجھے مہلت
عذر تا جاکی ہین وہ گذرانون
تب تو رکھکر دوات اوٹھا قلم
تخلیفہ اس چمن کا جب مین ہوا
عاشق اوس گل کی عندلیب آسا
کیا عجب ہی کہ بلبل تصویر
خسرو شاعران نی جسکو کہا
شعر سی ایسی ہی ہووی وہ رقم
ترجمہ اوسکا مین نہین کرتا
فی الحقیقت کہون ہمین این و آن
الحقیقت کہا غلط تو نے
ہی وہ لب لباب مغز سخن
رشتہ یہ اور وہ در شہوار
بہتر از گل یہ خار ہو جاویگا
سعد ہون طالع اور بخت نصیر
ہی عجب داستان عجب قصہ
در عالی پر اب مین آیا ہون
آپ کی فیض سی ہون خوشحال
یان سی آغاز داستان کا ہے

مشتری سخن ہی شام و سحر
نور خورسی فزون یہ بات ہی فاش تر
یہ جہان ابتک اونکا ہی جو نشان
پہر رہی کیون نہ اونکا نام سدا
راہ لو اپنی اب کرو نہ شکوہ
پاکی جو تم سی مین ذرا فرصت
اور وسیلہ اوسیکو گردانون
یہ کیا قصہ بدیع رقم
ہشت گلزار نام اسکا کہا
ہین بصد رنگ جس پہ نغمہ سرا
چہچہے زن ہو اب بلا تا خیر
فارسی کی زبان مین سر تا پا
نثرہ جس پہ نثار ہی ہر دم
پر وہ قصہ کرون اب نظم جدا
یعنی وہ مغز اور ہی یہ پوست
کی یہ ہی منصفی نقط تو نے
خاربن ہی یہ اور وہ گلبن
وہ گل تر ہی اور خشک یہ خار
آگی گل اسکی خوار ہو جاوی
نہ ہی عز و شرف نہ ہی توقیر
راحت افزا و باطرب قصہ
اور اوسی نظم کر کی لایا ہون
دلکو میری نہ گھیری رنج و ملال
کیا مزا واہ اس بیان کا ہی

ہی سخن کا بجان و دل خواہان
یعنی نہار نام اہل زمین
ہی خریدار جی سخن کی سبب
جسکی سرخرو سی ہین یہ بات
اب مین اوس در پہ جاتی ہون الاہو
کرلون لیجب قصہ کی منظوم
سنتی ہی اوس جناب کا بنام
جسکی حسن نی سی لکونہ حسنے
کیونکہ کہاتی معنی و مضمون
دیکہہ اس باغ کی بہار آکر
گو کہ ہی خوب یا کہ ہی یہ زشت
پیش ازین اوسکو ہین نقش و نگار
طوطی ہند کا مین خوشنہ چین
ریختی کی زبان مین با انداز
پوست گرچہ چو مغز شیرین نیست
مغز سی پوست کیونکہ ہو گا مغز
یہ شہا اور وہ مہر عالمتاب
لیک اس خار کو اگر وہ جناب
گر کری وہ سپہر عزت و جاہ
ہو قبول اوس جناب کا یہ اگر
رہنمونی سی بخت یاور کے
التجا ہی کہ بعد ازین اندوہ
فلک دیکھی میری دل کی دور

ہی خریدار وہ سخن کا بجان
اب خریدے سخن کی رہتا نہین
نام رہتا مگر نہ اونکا کب
مار سی آک اوشہ کی شعلکی لاٹ
دو نو ہو تم جہان خراب نہ ہو
جسکی پڑجای شش جہت مین دہوم
بہاگا غم اور کہک گئی آلام
جاتی غم اور نشاط و عشرت آئے
ہر روش مین شگفتہ گوناگون
ہی جہان بخش اور روان پرور
لیک قصہ یہ ہی یہ ہشت بہشت
فارسی مین کیا تہا نثر ای یار
ہندی مین اب لکھون بجان و دل
خوش ہو سن جسکو بلبل شیراز
بہتر از مغز پوست نہ ہی نیست
پوست ہی پوست اور مغز ہی مغز
ہی وہ آب حیات اور یہ سراب
چشمہ لطف سی کرے سیراب
پہر کے چشم سی تک اس پہ نگاہ
پہیر غم مجھکو گہیر یگا کیونکر
اور سعادت سی اپنی اختر کے
دل پہ میرے نہ توڑی غم کا کوہ
حق رکھی آپ کو سدا مسرور

کی اور چمن آرائی اس گلستان کے گلزار پہلا نخلبندی آغاز داستان

کیا بیان کیجیے اوسکی شان و شکوہ
نام بہرام گور تہا اوسکا

شاہ ہونگا جسکی در پہ ہوا انبوہ
کیا کہون کیسا زور تہا اوسکا

ملک ایران کا ایک تہا والی
اوسکی شاہا بنی ہر تہی محتاج
لیکہ بیحد شمار سی تہی قشون

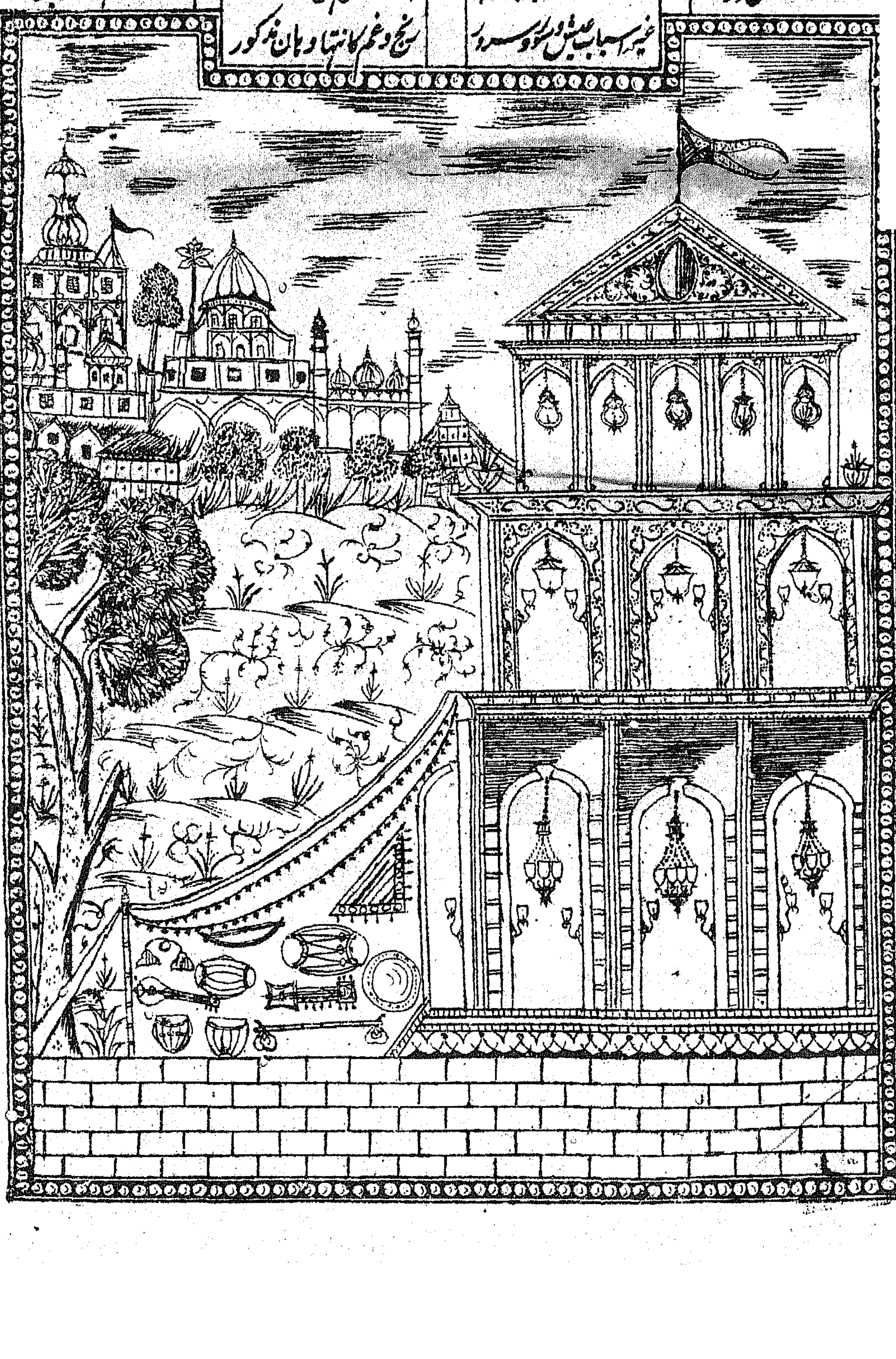
سپاہ اور تیر اسے خدا او اسکے
روم اور شام سی تہا لیتا خراج
سرکشان جہان تہی اوسکی زبون

س نے اوسکی خلاف ماراہم
صفت وداد وعدل کی شش وہم
سینہ بازخرانگاہ تدرو
زد کی خوف سی ڈر ہر ایک
فیلسوف زمان و دانشور
لک کی انتظام سے یکبار
روز و شب شغل بادہ خواری تہا

پہونچا اکدم مین وہ بقعر عدم
جور و ظلم و ستم ہوی معدوم
چنگ شاہین کا بناہ تدرو
چین سے سوو ہی بخطر ہر ایک
راست کار و امین و نیک سیر
وہی عنان اونکی ہاتہ بی تکرار
آب کار ہی کا آب جاری تہا
غیر اسباب عیش و رنگ و سرور

خوش سپاہ اور سب رعیت شاد
تہی غنم گرگ سی نڈر پہرتے
شہری خوش و ستائی آسودہ
جب ہوا اسطرح نظام جہان
کاردان خیرخواہ خلق خدا
کرکی یون بندوبست با دل شاد
مدرخونسی تہی رات دن صحبت
رنج و غم کا نتہا وہان مذکور

گنج معمور اور ملک آباد
جا کی گنجشک باز پر گرتے
بلکہ سارے خدا کی آسودہ
کر تہی دلخواہ جملہ کام جہان
ایسی انسان بہت سی کر پیدا
عیش کرنے لگا عجب مراد
خوش آتی تہی اونکی بن صحبت



چنگ و قانون و عود و بربط و دف — بیٹھتی مطرب بجاتین ایکطرف
ارغنون مین اور ستار کہین — بجتی مرچنگ بار بار کہین
کوئی مطرب بچہ وہ لیوی تان — سننی والون کی کہینچ لی جو جان
بزم رقص و سرود و جام مدام — شام سی صبح صبح سی تا شام
رشک غلمان غلام مہ صورت — رہتی حاضر بخلوت و جلوت
باندیان گلبدن ہزارون تہین — یاسمن بستری ہزارون تہین
سرو قد کوئی اور کوئی گلچہر — غیرت ماہ کوئی فلک چہر
دلبری کی تہی فن مین وہ استاد — طرز دلداری اوسکو ساری یاد
نہ فقط چہرہ ہی سہبو کا تہا — شعلہ سان گرم تہی وہ سرتا پا
شرمگین چتون اور بانکی نگاہ — ملک خوبی کی تہی وہ شاہنشاہ
دیکہی چلنی مین جو کوئی اوسکی اکڑ — وہ مری ایڑیان رگڑ ہی رگڑ
یہ لگاوٹ کی یاد اوسکو چال — اک نگہ مین لی کہینچ دل فی الحال
اوسپہ بہرام گور مایل تہا — عاشق اوس شوخ پہ بصد دل تہا
جاتا جسدم شکار کی خاطر — رہتی خدمت مین جان ہی حاضر
میل خاطر بہت تہی سوی صید — جی سی ہی یاسی بندہ کرلی قید
تیرہ شب مین وہ چہیدتا تہا بال — تیر سی اوسکی تہا بچاو محال
تیر جب ہاتہ اوسکی آتا تہا — تیر گر شون ہی سہم جاتا تہا
جب لب شست سی وہ ملا سوفار — کرتا میدان مین جا کی سد گذار
گور جاتا تہا روز بہر شکار — سینہ زری بن تہا وہان بہی قرار
خانہ زین تہا اوسکا خانہ عیش — اور آوازہ ترانہ عیش
گور کی تہا شکار پر مایل — دوڑتا اور کسی صید پہ دل
مرگ کی مرگ کا نہ تہا وہ فقیر — گورکن گور کا تہا اوسکا تیر
لیک رہتا تہا روز بازی مین — اشقر باد پا سواری مین
کہنی کو ہی زبان کہاتا تہا — باتین کرتا ہوا سی جاتا تہا
تیز رو ایسا وہ چہلاوا تہا — غیرت شرق اوسکا ایک ہوا تہا
چلنی مین باندگی جب اوسکو ہی — دوڑ کر ہی اوسی جو تہکنا پائی
سایہ جب اوسکا ساتہ دینی کو — دوسرا کون اوسکی ساتہ چلی

کہین جلاجی کی گا اور ہے لہرا — جس سی زہرہ کا آب ہو زہرا
طبلہ ڈہولک پکہاوج او منجل — گونجتی ہر محل مین تہی ہلچل
اک طرف سر کی اوڑتی تہی پکی — کنکری پہلجہڑی سی کوئی لے
گرم رہتی تہی شعلہ خویون سی — آتشین چہرہ شمع رویون سی
بہر خدمت سبہی کمر بستہ — دستہ دستہ برنگ گلدستہ
ایک سی ایک دلبری مین غضب — کوئی تیکہی کسیکی بانکی چہب
اون مین اک نازنین خوش اندام — تہی نہایت ہی شوخ اور خودکام
شوخ حاضر جواب او رطرار — لی لبہا دلکو ایسی خوش گفتار
سر سی لی تا بہ پا کرشمہ و ناز — تہی یہ عیار اور غضب طناز
کاٹ وہ جسکو دیکہ ملتی ہاتہ — اور رفتار بہی اکڑ کی ساتہ
ترک چشم اوسکی قاتل و خونریز — خون دم سی کیا اونہین پرہیز
دینا آرام دلکو کام اوسکا — ہو دلارام کیون نہ نام اوسکا
ایکدم اوس سی تہا نہوتا جدا — شب کو بہی تہا نہ اوس سی سوتا جدا
تہا جو خوف عدو نہ کچہ زنہار — رہتا مصروف وہ بسیر و شکار
قادر انداز یون بہ فن تیر — ماری اک تیر سی جو سو نخچیر
تیر کی حق مین تہا وہ سخت کمان — الغرض کوئی تو وہ طوفان
اوسکی قبضی مین آتی جبکہ کمان — قوس چرخ اوس پہ جاتا تہا قربان
سہم کر طایران سدرہ نشین — ہوتی تہی گوشہ گیر و چلہ گزین
لطف دی بادہ خوار کی جب تنگ — نکبا ب شکار کی ہو گزنگ
گرچہ اقسام صید کی ہین ہزار — پر نہ کرتا وہ غیر گور شکار
لاکہون ہی گور کردی بیجان — اور مارا نہ جی سی کوئی حیوان
گہوڑی بہی تہی ہزارون اوسکی ہر — ایک سی ایک دن مین تہا بہتر
باد پا وہ کی جب اوٹہاتی قدم — صرصر اوس سی پہر بٹہاتی قدم
اسقدر تہا غرض سریع السیر — اوڑ سکے پہونچی اوسی وہم کا طیر
جلد اور تیز رو زیس تہا وہ — باندگی چہو نہ سکتی تہی اوسکو
دوڑنی پر وہ جبکہ تہا آتا — سایہ پیچہی تہا اوسکا رہ جاتا
اوس سی گور و گوزن اور غزال — عاجز آتی تہی جان بچنی تہی محال

اوسکا ساکب ہی تہا ازبس نزور / زندہ ہی لیتا تہا پکڑ وہ گور
کیہی جاندار کیب لگ بیجان / حق کی مخلوق ہین یہ سب حیوان
کرکے یہ عزم پہر یہ ٹہرایا / گور جو زندہ اوسکی ہاتہ آیا
بعد ازین جاتا جب وہ بہر شکار / دیتا نخچیر کو نہ کچہ آزار
جان سی جی کی نہ تہا مارا اوسی / جان و دل سی کری تہا پیار اوسے
ران پر جسکی ایسا ہوتا داغ / باندہ اور مار سی اوسی تہا فراغ
کوئی کرتا نہ پہر شکار اوسے / جیسی ہی التانہ مارا اوسی

صید سی گر کو جب ملال آیا / ایک دن جی مین یہ خیال آیا
اپنی ہی جان جانتی سب کی / جان نہین ہی ہی کی اسی سبکی
جان سی جانکر نہ مارونکا / تن سی اوسکا نہ سر اوتارونکا
گور کو زندہ کر اسیر کمند / رکہتا قید حیات ہی مین بند
ران پہ دیکی داغ آزادی / چہوڑ دیتا بہ راغ آزادی
بندۂ داغی گور جب ہوتا / پاؤن پہیلا ی دشت مین سوتا
چال ڈالی یہ اوسنی گور سی جب / شاہ بہرام گور پایا لقب

جانا بہرام گور کا دلارام ساتہ واسطی شکار نخچیر کی اور تغیر کرنی صورت دو آہو کی ساتہ کلک تیر کے اور سہل سمجہنا دلارام کا اسی ہنر کو اور چہوڑ آنا بہرام کا صحرای بیدا مین مانند غزال دلارام سی دلبر کو

جبکہ برگشتہ ہوتی ہی تقدیر / اور ستارہ بہی پلٹی ہی تاثیر
کرنا اک دن ہوا خدا کا یون / نکلا بہرام بہر شکار کو جیون
دونو صحرا نورد دشت بدشت / صید جوئندہ کرہی تہی گشت
دیکہ بہرام نی اوٹہا گہوڑا / تیر بس ہ کی ساتہ جہٹ جوڑا
گو ہی اوستاد فن تیر مین تو / چوکتا ہی نہین تو یکسر مو
اوسطرح تیر تو انہون پہ لگا / امی مین تیری یہ جان و دل سی فدا
طنز سی یہ سخن جب اوسنی کہا / بولا بہرام کہہ نہ دیر سی کیا
تو کہی گی جو کچہ کرونگا مین / امتحان سی نہین ڈرونگا مین
دل مین کہنا سما گیا اوسکا / اور یہ نکتہ وہ پا گیا اوسکا
اوٹہو گی دونو سینگہ جو فی الفور / نر کو مادہ بنا دیا اس طور
لیکی یکبار گی دو چوبہ تیر / تاک کر ایک مادۂ نخچیر
جب یہ بہرام نی دکہایا ہنر / نر بنا مادہ مادہ بن گئی نر
بولا انصاف کر تو ای عیار / پوری کین دونو شرطین کیا یکبار
تہی توقع کہ وہ بطرز بدیع / بولی احسنت آفرین وزہ
سحر اوسکو کہون مین یا جادو / کم نہین معجزی سی یکسر مو
کام وہ تیری تیر نی یہ کیا / ہم انسان سی ہو نہ جو اصلا
بالیقین ہوگا کوئی ایسا بشر / کہ زیادہ وہ تجہ سے ہو بہتر
سنکی بہرام یہ سخن یکبار / رہ گیا کہول منہ کو جیون سوفار

پہلی اسباب اوسکا ہو ہی عیان / ہی دلیل اس سخن کی اب یہ بیان
تہی دلارام ہمعنان اوسکی / ہم سخن اور ہم زبان اوسکی
ناگہان گذری سامنی سی غزال / کوئی سیہ کوئی سفید کوئی لال
تب دلارام بولی کرکے نیاز / تیری قربان مین شاہ بندہ نواز
پر مین استادی کی تب سمجہون / یعنی مین جسطرح سی تجکو کہون
یون لگانا ہی تیر کا آسان / امتحان کا مگر ہی اور نشان
ہی مرا تیر لگنے جو ہنر / کچہ نہین امتحان سی مجکو ڈر
بولی وہ یون لگا تو تیرا پر / کہ ہو نر مادہ اور مادہ نر
وون ہین قربون مین بہتی نکال / مار اسینگون یہ نر کی یون فی الحال
کر چکا جب وہ نر کو یون مادہ / نر بنانی یہ پہر ہوا آمادہ
یون کہی دو نو اوسکی فرق پہ غرق / مادہ و نر مین کچہ رہا جو نہ فرق
دونو شرطین جو تہین بجا لایا / سن نی تحسین اوسکی پاس آیا
پن تو منصف کر اس ہنر پہ نظر / نر ہوا کیونکہ مادہ مادہ نر
پہر تحسین اوس نی کہول زبان / دہی عاکرنی یون لگی وہ بیان
دیکہی ایسی نہین ہنر مندی / ہی فقط قدرت خداوندی
لیک قدرت خدا کی ہی مجبور / ایک سی ایک ہی ہنر مین دور
چاہتی ہی یہ دور اندیشی / دوسری کو ہو تیری پر بیشی
تیر سا ایک جگر کے پار ہوا / دل جگر دونو سی دو سار ہوا

رنگ تغییر ہو گیا اوسکا / چہرہ تصویر ہو گیا اوسکا
زہر خندہ سا کر گئی گو گھونٹ / پی گئی زہر آب غصے کی گھونٹ
کی گستاخی تو نے حد سی فزون / یہ نہ سمجھی کہ کیا مین کہتی ہون
مارے بیٹھی تو ایک پتھر سا / بات تھی یا کہ سخت پتھر تھا
غیر کو مجھ سے یہ کیا جو قیاس / دور ہو جا تو اب میری پاس
چاہ اخلاص پیار بھول تمام / صاف گھر کو چلا گیا بہرام
قول دانا کا تھا نہیں بیجا / واقعی ہی جو ہی نہون نی کہا
دین بہ دشنام پر گہی خلعت / گاہ تسلیم سی کرین نفرت
پس ہی لازم ہی ہر اک آدم / بات کو سوچ کر کہے ہر دم
رہ گئی تنہا غرض وہ رشک پری / گر پڑی اس بخاک بی خبری
گو کہ آگاہ راہ سی وہ نہ تھے / اوٹھ کی جیون گئی وہ باد انسی چلی
سایہ سی اپنی خوف کہاتی تھے / سایہ سان جاتی تھی پہ جاتی تھے
برگ گل سی جو اسکی تھی کف پا / خاراون مین تہا ہر قدم چہبتا
رہنما راہ پر نہ کوئی ہمراہ / ساتھ تھی ہر قدم پہ لیکن آہ
گرم ریتیل وہ اور وحشت دوان / دل سوزان سی آہ سرد کشان
پات کوئی اگر کھڑکتا تہا / تو کلیجا اوسین دھڑکتا تہا
کرنی جاتی تھی آبلی پا بوس / جب چلی اسطرح سی وہ کتی کوس
جان مین جان آ گئی کچھہ باری / ہوش آ گئی ٹہکانی پہر ساری
واقع ایسی ہوا تہا دشت مین وہ / کہ نہ تہا وان گذارہ آدم کو
بحر الٰہی جو ہو گئی وان شتاب / دیکہا تو ہی نہ شہر ہی گانو خراب
لہلہی کھیت اور وہ سبزہ زار / تہی غرض اسکو یہ نہ باغ و بہار
صاحب خانہ در پہ تہا بیٹہا / اس نی سیر و کو اس نی جو دیکہا
پوچہا اسی کون تو ہے حور نژاد / ہی پری یا کہ ہے تو آدم زاد
ہو تی یہ رنج سی چشم پر نم وہ / کون ہی تو بایں لطافت نور
مجھکو حیرت یہ آتی ہی حیرت / کہ تو کچھ منہ سی اپنی ہی طلعت
کیا مصیبت پری اپنی مجھہ سی کہو تن / حال پر اپنی خود مین حیران ہون
کہہ سنایا پہر اپنا سارا حال / مہر اقبال پر وہ آثار زوال

تن بدن سے گئی سنسانی لگا / مارے غصے کے تھرتھرانی لگا
بولا اے شوخ دشمنی پیشہ / کچھ کیا دل مین تین نہ اندیشہ
تو ہوئی شیر پر چڑہا آہو گیر / بات تیری لگی مجھے جیون تیر
کسکی ایسے جہان مین ہی جرأت / اس ہنر مین جو مجھ پہ لی سبقت
کہکی یہ اور گھوڑی پر سی اتار / پہینک اوس کو دشت مین جیون خار
دہ گیا اور وہ مبتلای رنج / رہی ویرانی مین بصورت گنج
با شہان ہر چہ بر خلاف رضا ست / نتوان گفت گر چہ باشد راست
بولی جو کوئی کر نہ اندیشہ / مارے ہی اپنی پاؤن مین تیشہ
وقت کو دیکھکر کلام کرے / تا نہ اپنا تباہ کام کرے
چہلتی حسد ہم وہ ہمنشین جیون / جمع ہوش و حواس کسی جیون تیون
ہر قدم پر تہی خائف و لرزان / گاہ گریان تہی اور گہی حیران
چبہتی تہی ہر قدم پہ سینکڑون خار / کف پا دو تو خار سی تہی فگار
رگ گل پا سی ہون وگار افسوس / خاراون مین چہبین ہزار افسوس
اپنی گفتار سی پشیمان تہے / حالت اسکی غرض پریشان تہے
بسکہ سر ہر قدم تہا خوف ہلاک / تہی اوڑاتی وہ اپنی سر پر خاک
گاہ آتا نظر جو پشتہ شیر / شیر غم لیتا آ ہو ی دل گھیر
اک نظر آیا کور و یہ خراب / اس طرف کو قدم اٹھائی شتاب
تہی کتی اس مین خانہ کاہی / گو وہ قصر و عمارت شاہی
وان کی انسان تہی وحش صحرائی / تہی وہ خوکر ہوئی نہ تنہائی
پر وہ سمجھی کہ ہی یہ رشک بہشت / اور باغ ارم و وزرع و کشت
ایک دہقان کا ٹوٹا سا گہر / تہا جو اوس بستی کی کنارے پر
ہو دیوانہ سا وہ ڈرا ایکباری / اور بہت سی کی آگی غمخواری
گذر اس جا ہوا ترا کیونکر / یان تو آتا نہیں ہی کوئی بشر
جلد مجھکو بتا کہ حیران ہون / گو ہون زندہ پہ جسم بیجان ہون
صنم سنگدل نی کہولی زبان / اور کہا یون کہ اے خجستہ جوان
جبکہ ٹہکانی حواس پاون گی / ساری بپتا مین کہہ سناؤن گی
سانحہ غم کا کہہ سنایا سب / غصہ بہرام کا جتایا سب

وہ جوانمرد جب ہوا آگاہ
دی تسلی کہ اب نہ کہا کچھ غم
رشتۂ الفت کا مین نہ توڑونگا
رو کہا سو کہا جو کچھ کہ مجھکو ملے
حق کو سونپا جہان تو چاہی جا
تونی فرزندی مین لیا جو مجھی
کہکی یہ اور بازوبند اک کہول
گرچہ آزو نیاز اوسی تہا کیا
جہٹ مہیا کیا ہر اک سامان
کو بظاہر وہ مرد دہقان تہا
یاد موسیقی اور اشتہیات
نایک وقت و تانسین زمان
ساز جس وقت وہ بجاتا تہا
کرتا بربط نوازی گہ ہسطور
جب دلارام کا ہوا ممنون
کومل اور تیر اوسکا ہر اک سُر
ایسی قانون سی بجاتی تہی
جب وہ اس فن مین ایسی ہوئی کامل
اپنی وہ خوبی کو تادرست کرے
کہولی جب مہر شب کی منہ سی نقاب
ساتہ لی بربط و ستار اپنا
مرگ چہالا بچہا بسبزہ زار
جلتا تران ہوا بہی آجاتے
گرد و پیش اوسکی اگی بانذہی صف
کرکی یون قید دشت کی احرار
خود بخود دہوکی نیند کی ماتے
جب وہ پردہ بدل بجاتی کچہ اور
یعنی ہی یہ دُرِ خزینۂ شاہ
رکہ مری آنکہون پر تو اپنی قدم
تیری خدمت سی منہ نہ موڑونگا
نہ رکہونگا دریغ مین تجہ سی
نہین مانع مین تیری جانی کا
لازم اب پرورش ہی میری تجہی
ہفت اقلیم ہو نہ جسکا مول
پر وہ مرہون ہوا اوس احسان کا
جسکا ہی احتیاج مندانسان
پر بڑا فیلسوف دوران تہا
از بر اونکی مسائل اور نکات
تان پر جسکی زہرہ ہو قربان
محو عالم کو کر دکہاتا تہا
مردہ کو زندہ کرتا جو فی الفور
سب اوسی یہ سکہا دئی افسون
حلقہ زن تہا بگوش ماہی خور
مارتی گاہ گہ جلاسے تہی
کہ لبہاتی تہی وحش و طیر کا دل
عزم بہرام کا وہ سست کری
کہوڑی پر یہ سوار ہوکی شتاب
کرکی برقع کو پردہ دار اپنا
بین گاہی بجاتی گاہ ستار
ابر سان سر پہ آکی چہاجاتی
اک طرف شیر آ ہوا ایکطرف
جہٹ اوٹہا لیتی ہاتہ مین ستار
خواب راحت مین صاف آجاتی
چونک کر کرتی جست تب فی الفور
ہی یہ بانوی واجب التعظیم
ہی تو لائق خداوندی
جان اس گہر کو جان اپنا گہر
اور مرضی اگر نہو یہ تیری
بولی وہ مہ کہ چند روز تو یان
مین ہی محسن حق شناس حق آگاہ
رکہ دیا اوسکی روبرو فی الحال
گہر مین لیجا کی اوسکو بہلایا
نقل وہی فرش و ماحضر ہمہ چیز
تہا ریاضی طبیعی سے آگاہ
بربط و چنگ کی بجانی مین
سارہ پردون سی تہا وہ محرم راز
گہ ہنساتا کبہی رولا دیتا
سرد و گرم زمانہ چکہ کی تمام
ساز کی فن مین کردیا استاد
وہ بریشم نواز جادو کار
دم عیسی تہا تار ساز کی ساتہ
عزم اس بات پہ ہوا اوسکا
یاد پا اوسنی ایک معمول لیا
منہ کو زیر نقاب کرلیتی
جاتی جنگل مین ایک سمت نکل
سنکی آواز دلکش ہر ساز
یون دلارام اونکو کرتی رام
کرتی صہبای نغمہ سی یون مست
اور منوہم بجاتے پہر ہسطور
رہتی پہرون پڑی وہ بیہوش یون ہا
کودتی اور کرتی پہر یون جست
جور گردون سی ہی دل اسکا دو نیم
تجہکو لیتا ہون مین بفرزندی
اور قانع ہو تو بخشک و تر
نہین نور آور ہی کچہ اسمین مری
رہتی ہون گہر مین تیری مین جہان
حق پدر کا نہ ہو لونگی وا لسد
بی بہا جسکی ہیری تہی اور لعل
شرط خدمت جو تہی بجالایا
اوسنی آمادہ کی بقصد تمیز
یاد حکمت کی نکتی خاطر خواہ
تہا وہ استاد اور گانی مین
بسرا پردہ سب ہری تہی ساز
گہ سولاتا کہی جگا دیتا
منزل دشت مین کیا تہا مقام
کیسا استاد اپنی سی بہی یاد
جب بجاتی تہی لیکی ہاتہ ستار
زندہ و مردہ کرنا اوسکی تہا
قصد اس کہات پہ ہوا اوسکا
اور یہ معمول اپنا باندہ ویا
مہر زیر سحاب کر دیتے
اسطرف آتے اوسطرف کو کل
وحشی دشت آکی کرتے نیاز
کہ نہ رم کرتی اوس سی تہی دو دام
کہ نہ رہتی تہی اونکو طاقت جست
کہ یہ وحشی تمام بس فی الفور
مست دیکہو ہون جسطرح منہوش
یک بیک جیتی جیسی کوئی مست

یہہ خبر جب ہوئی بہ خاص و عام دام حیرت میں پھنس کئی خلقت	یعنی اک آہوے چشم جادو کام دیکھنی آتی روز یہہ صنعت	بن جب دشت میں جاتی تھی ہو گئی جب وہ شہرۂ آفاق	مار کر آہو پھر جلاتی ہے سنکی بہرام بھی ہوا مشتاق



کربی سی شکل وخت دہقانی — رکہتی ہی معجزہ سلیمانی
نسپہ ہی معجزہ مسیحا کا — کہ جلاتی ہی بات مین مردا
سنکی اچرج یہ بات ہو بیتاب — آیا بہرام اوسکی پاس شتاب
سن نی سی کب تسلی آئی مجہی — جب تک آنکہون نہ تو دکہائی مجہی
وہ تو خواہان تہی ایسی ہی ن کو — رات دن ساعتین ہی گنتی ہی
یعنی بہرام گور رم خوردہ — جس نی مجکو کیا دل آزردہ
آیا جب دام مین وہ رم خوردہ — ہوکی خرسند یہ دل افسردہ
بحن آہو تو ان سنکی غزال — آکی موجود ہوگئی فی الحال
بین کی ہاتہ مین بجانی لگے — نیند آنکہون مین اونکی آنی لگی
پہیر بربط بجائی یون یکدست — چونک کر جو اٹہی وہ کرنی حسب
دیکہہ یہ سحر سامری یکبار — قدرت حق کا دل مین کر اقرار
ہی طلسمون سی وہ پر ملال — دل مین اپنی کوئی کری یہ خیال
کاروان ایک سی ہی ایک اٹہا — پہر ہی اس بات کا اچنبہا کیا
پہیر زیر نقاب سی یہ کہا — حق ہی یہ بھی یہی مقولہ میرا
وہ جو مادہ کی تہین بنائی نر — کون اوس سی جہان مین ہی بہتر
مجہ سی بیگی جہان مین کئی بہتر — نہین بہرام سا یہ کوئی بشر
عدل و انصاف مقتضی تہا یہی — ہوکی منصف جو آج بات کہی
صاف آواز آشنا کی سن — دل مین کچہ سوچ رہ گیا بس رن
چہاتی نکی لی ہم جو کیو اٹہ — اسطرح جو رہی نہ مطلق اٹہ
ہوکی خوشحال اور پکڑ کر ہاتہ — لی گیا گہر اوسی پہر اپنی ساتہ
دونا آگی سی پیار چاہ ہوا — اور گذشتہ کا عذر خواہ ہوا
نر کو مادہ بنانی کا وہ ہنر — مردہ کی زندہ کرنی کا یہ اثر
نقشبندان موقلم اکبار — نقشہ دونو کا اک کرین طیار

دام مین وسکی سب چرند و پرند — شیر و آہو مطیع ہین بی بند
لحن داودی جیب سنائی ہی — آب آہن کو کر بہاتی ہے
التجا کی کہ ای پری طلعت — ہون دوانہ جنابہ سن صنعت
معتبر گرچہ پس شنیدہ بود — کی شنیدہ مثال دیدہ بود
مانگتی ہی دعا یہ شام و سحر — درگہ کبریا مین ہو مضطر
دور کر وحشت آئی میری پاس — تا مبدل ہو ساتہ آس کی یاس
دشت مین جاکی وسکی ساتہ اکبار — کہولکر دل لگی بجانی ستار
جمع جب ہو چکی چرند و پرند — اور ہوئی تار نغمہ مین سب بند
کر دئی ایک آن مین بیجان — دشت کی ساری وحشی حیوان
مردہ ہو زندہ جب ہوئی دو دام — دام حیرت مین پہنس گیا بہرام
بولا بیساختہ عجب یہ نہین — ہین عجایب بہت بروی زمین
کہ نہین مجہ سا دوسرا کوئی — بہتر اوس سی بہی ہوئیگا کوئی
سنکی بہرام گور کا یہ سخن — کہل کہلا کر ہنسی وہ غنچہ دہن
ہی مگر شیر ہی اسطرح یہ بات — نہ کہ بہرام کی لئی ہیہات
مین جو مردی کو زندہ کرتی ہون — واقعی سہل ہی ہمایہ فسون
ہی یہ انصاف اب تو نی کہا — حرف حق سی خفا ہوی فرما
یہ سخن سنکی چونک اٹہا بہرام — جون ہوا گوش زد یہ اوسکی کلام
منہ سی برقع اولٹ دیا جہٹ پٹ — اور گیا آہ مار اوس سی لپٹ
دونو کی دل یہ کہل گئی در عیش — پہرنتی سر سی آہی یہ سر عیش
جو کدورت تہی دلکی جاتی رہی — بیٹہکی دونو کی لون کی گتی
بسکہ دونو یہ صنعتین تہین عجب — سنکی حیران رہتی تہی جس سب
حکم بہرام گور کا یہ ہوا — جلد بر صفحہ حریر دو تا
تار ہین دونو یادگار جہان — کیونکہ دونو نہ ہم رہینگی یہان

طراحی ساتہ مکان می نو شان کی اور طیاری کرنی نقش نگار سی ہر ایک ایوان کی اور جلوہ فرمانی بہرام کی ساتہ صنم کا فرکیش کی ہر روز ایک محل مین اور ہر شب قصہ گوئی اون شکر لبون شیرین گفتار کی اوس مکان تجلی مین

نقش پرداز اسکی راوی نی — یعنی اس داستان کی حادی نی
یعنی بہرام شاہ نادر دوست — تہا جو سفر ہنر ہمہ بی پوست
نقش اس رنگ آکی ہی باندہا — اور ہی تمہیر یون یہ قصر کیا
دیکہکر صنعت ولا اسمے — باہمہ فروشان بہر اسمے

تسکی کل کی تو تھی سی بھول گیا
کہ سدا جانا دشت و ہامون مین
تھی جو خدام شاہ عالیجاہ
روز طی کرتی تھی جو بیشہ و کوہ
اور نہ مقدور یہ کہ عہدہ چھوڑ
لیک و لیکن یہ سوچی تھا ہر ایک
بن نہ آتی تھی کوے چارہ گری
آکی اک رات وہ پریشان جمع
شاہ بہرام کا وزیر و مشیر
تھا وہ حلال مشکلات جہان
سب مختار اوسی تھا شہ نی کیا
اوسکا ہر اک مطیع فرمان تھا
سب سلاطین نامدار جہان
کہ نہین ہم مین طاقت اب باقی
ملک کا کچھہ نہین ملک کو خیال
ورنہ مرتی ہین ہم تو صبح و شام
رخصت انکو کیا بعز و وقار
اون سی یہ کہکی ولیکن سوچ گیا
ہو وہ نقشہ کہ ماہ خرگاہی
سات قصر ایسی کیجئے بر پا
روز ہر ایک مین ہو عیش و طلب
صبح ہوتی ہی وہ خرد آرا
ساتھ پیغامبر بہت دانا
لائق پادشاہ و تاجوران
اور کہا اون سی ای پیامبرو
کام کر تم یہ کر سکے آو گے
جب ہوئی دختروں کی وہ خواہان

مشتغل اور سارہی بھول گیا
رہتا مشغول اسی ہی فسون مین
اور سب سرداران خیل و سپاہ
کوہ تو دو نہ تھی ہون جو ستوہ
بیٹھے ہین خدمتگزاری سی منہ موڑ
سوچی تدبیر کوئی ایسی نیک
فرصت اونکو نہ دوڑ سی تھی ذری
ملکی پروانہ سان یہ پیش شمع
جسکی کامل ہر ایک تھی تدبیر
قائل اوسکی جہان کی دانایان
نظم و نسق تمالک اوسکو دیا
دو دشمن سبکا بزیر احسان تھا
مانتی اوسکا تھی بدل فرمان
حد سی گذری ہی شہ کی مشتاقی
ہوتی اس حال سی ہین ہم پامال
کام ہوتا ہر ایک کا ہی تمام
اور یہ بات کا کیا اقرار
یعنی تدبیر اسکی کیجے کیا
گاہ ہو وے نہ دشت کو راہی
آسمان سا ہو کنگرہ جسکا
اور کاٹی نشاط مین ہر شب
خیر خواہ خلائق وہ ادارا
عرض مطلب مین چست اور سیا
دی متاع نفیس بی پایان
جا کی بہرام کی طرف سی کہو
سرو پا ملک و مال پاوگے
کی کسیقی نہین غیر از ہان

میل خاطر زبس اودہر آتی
دیکھتا یہ تماشہ نادر
روز کی دوڑ سی تھی بلکان
کسکا زہرہ کہ روبروئی شیر
ہر گھڑی پاس چاہتی رہنا
جس سی موقوف آنا جانا ہو
روز آپس مین کہتی تھی باتین
شمع دانش وہ منذر نعمان
ہم سبق اوسکا اور ہم مکتب
کاردانی مین تھا وہ لاثانی
اوسکی بی حکم کچھ نہوتا کام
سرکشی اوس سی کوئی کرتا کہ
یک تبان ہو کی سب نی حال کہا
رہ نوردی ہی یہ غضب کوئی
تو ہی دانا ہی مہر و صاحب رای
اونکو نعمان نی تسلی دے
دیکھو کرتا ہون کیسی مین تدبیر
گیا کہ ونان سب مین فکر جو بہرام
ایک شب سوچ مین اوسی کہی
تا کہ بہرام شاہ خود رفتہ
یون ہی ہر روز بس یہی معمول
گھر سی جیون پھر باہر آیا نکل
ساتون اقلیم کی طرف یکبار
کیا کہون کیسی چیز دی تحفہ
یعنی ہر بادشاہ کیوان جاہ
پہونچی القصہ وہ بہر کشور
پادشاہون نی کر بجان قبول

پھر سحر بس ہی چال ٹھہرا سکے
دل ہوتا شاد خوش سی خاطر
تن مین باقی رہی نہ ایک بھی جان
کچھ کری عرض حال ہو کی دلیر
سست گو ہون یہ سختیان سہنا
گھر مین رہنی کا کچھ بہانا ہو
سوچتی تھی دلون مین سب کیا تیر
تھا جو حکمت مین ثانی لقمان
یا دخدمتگزاری کی سب بھی اپنا
اوسکی مشہور تھی ہمہ دانی
زیر حکم اوسکی دم سی تا شام
رہتا باقی نہ اوسکی تن پہ سر
اپنی دل کا غم و ملال کہا
تھک گئی آہ ہم تو سب کوئی
تیری ہی آئی اس سطر سی بچائی
اور تھوڑی دنونکی مہلت لی
بھولی جو صیدگاہ اور نخچیر
منزل خانہ مین لی گی مقام
بات آخر یہ اوسکی دلمین جمی
عشرت انگیز کری ہر ہفتہ
یاد صحرا و دشت جاوی بھول
اور یہ تدبیر اوسنی کی اول
سبع سیارہ سان کئی سیار
ایک سی ایک چیز دی تحفہ
اپنی دختر کا مجھ سے کر دیجئے بیاہ
بحضور شہان و الا قدر
مقصد اونکا کیا قرین قبول

هفت مه بعد پهر وه ساتون آئے
سات سه اپنی سات یه ساته لیے

بر لب جو تها مرغزار اک خوب
تازگی جسکی طبع کے مرغوب

خاک پاک اوسکی تهی نشاط افزا
دلکش و جان فزا وہانکی ہوا

صاف دلکی کدورتین ہو وین
زنگ کو خاطرونکی جهٹ کهووین

چاہا اوسکا ظہور جلد سے ہو
دخل اوس مین نہو درنگی کو

ہندسه دان تها ایک شیدا نام
اس ہنر مین کیا تها پیدا نام

کار فرما جو وه بناو ان کا
حکم نافذ ہوا یه نقشان کا

کنگره اونکا عرش سا ہو وے
پایه ہر ایک کرسی سا ہو وے

ہر مکان ہو وے اس قرینے پر
کرسی اوسکی فدا ہو زینے پر

سنکے شیدا یه حکم نعمان کا
اوس سے بہتر وه کاربند ہوا

سات ایسے کئے مکان طیار
جیسے تہے ساتون آسمان تیار

جب که طیار ہو چکے یه مکان
رنگ مین جس طرح کئے ایوان

جسکی اتوار کے لئے تہے بنا
شکل خور زعفرانی اوسکو کیا

تها سه شنبه کے واسطے جو مقام
رنگ گلنار اوسکو جون بہرام

پنجشنبه کے واسطے جو بنا
صندلی رنگ مشتری سا کیا

اس سے بہی جب فراغت اوسنے پائی
زیب و زینت پہ اوسکی خاطر آئی

دخل وان دوسرے نه رنگ کو تها
ویسے ہے گل چمن مین تہے ہرجا

کہ کی ساتونکا سات رنگ سنگار
اپنی اپنی دیا مکان مین اوتار

داؤدی اور دو اسپہلی ہے
آتون مغلانی بی بی اور باندے

صندلی کوئی کوئی سبزا رنگ
بہتونکا چنپئی سنہرا رنگ

نسترن نرگس اور چنبیلے
سیوتی و گلاب البیلے

چنپه صد برگ کیتکی گلزار
رعنا زیبا دار غوان گلنار

چاندنی گلبدن او جاگر کوئی
دل لگن ہنسمکه اور دلبر کوئی

جو لباس اپنے رنگ کا پہنے
دونی ہمرنگ کی نه کیون وه کرے

کوئی بیٹھی کہین سنگار کرے
بہر خود بینی آئینه کو دہرے

اک غزل خوان ایک نغمه سرا
بیٹھی اک پاؤن نہر مین لٹکا

لیکے چٹکی کسیکو تی بهاگے
گدگدی کرنے اوسکو وه لاگی

ساتون جب آئی ماه نورانی
آئی پهر اوسپه رائی نعمانی

بسکه سبزه پر از طراوت تها
غیرت سبزه زار جنت تها

آبجوان سا بہتا وہانکا آب
جسکی پینے سے شیخ ہوتا شاب

ہاتھ جب اوسکی ایسی جا آئی
تہی جو بات اوسنے دلمین ٹہرائی

سب عمارت بنانے کا سامان
دم مین موجود کر دیا لا وان

جو عمارت بنائی تها شیدا
لوگ ہوتی تہی دیکه اوسپے شیدا

سات ایوان بنا تو ایسے عالی شان
جس پہ ہون ساتون آسمان قربان

قصر جنت کو اوس پہ آتی رشک
دور باغ ارم جو کهاتی رشک

ہو منبت ہر اک مکانکی سقف
ہو خجل جسپے آسمان کی سقف

سات ایوان کی رنگا کر سنگ
سرخ و سبز و سفید جنکا رنگ

سات گنبد بنائی شکل سپہر
رات دن جس پہ صدقے ماہ و مہر

بہر شنبه بنایا تہا جو محل
سیه اوسکو کیا برنگ زحل

تها دو شنبه کے واسطے جو وا
سبز ریحان رنگا برنگ ماه

چهارشنبه ہی جو که تها منسوب
جون عطارد کیا کبود اوسنے خوب

جسکو نسبت تہی جمعه سی پورے
زہره آسا رنگا وه کافورے

تہی ہون مکان وه سب جیسے
پردی اور فرش بہی تہی ویسے

بن چکے جب مکان یه خاطر خواه
اون مین اگر مکین ہوتین وه ماه

تہی بہر رنگ جس مکان کی اساس
تہا اوسی رنگ پر مکین کا لباس

جس مکان کی تہی ٹہرائی
تہی اسی رنگ وه برعنائی

کوئی سرخ و سفید کوئی گلفام
یاسمن بو و یاسمن اندام

گل بہار و بنفشه و سوسن
گیندا را بیلی کوئی غنچه دہن

زعفران مشکی اور رنگیلی کوئی
خوش قدم سه لقا چهبیلی کوئی

سب یه پوشاک سج سجا رنگین
اپنی اپنی مکان مین جا کی رہین

ہر سبب اپنی نگار خانے مین
بہرتی عاشق کا دل لبہانی مین

کوئی اپنی اکڑ کی چہب دکہلائی
کر اشاره کوئی کسی کو بلائی

کہیلے چوسر کوئی کوئی شطرنج
کہیلی چہپی اک کرشمه سنج

کوئی دی چٹکی ایک کو گالی
کوئی چٹکی بجا کے دی تالی

چھپکلی سی کوئی کسیکی جڑ دی پھول
ہنس کے وہ اک ادا سی پڑھ لاحول

کوئی ہنسی سی پہ کچھ بولے
کوئی حکمت پر زبان کو کھولے

کہیں خندہ کہیں قہقہاتی تھے
تالیونکی کہیں تڑاقی سنتے

منہ بنا کوئی کسیکی منہ کو چڑائی
کہہ تہی کی کوئی کسیکو کہجائے

لیکی پتنگ ایک اسطرح جو لے
کنگرہ جا کی عرش کا چہوئے

باندہ کر اک دوشالی کی گاتی
گاتی پہرتی وہ گات دکہلاتی

چلتی جب کوئی دیکہا کی پہر تھپتی
دیکھنی والون کی تہی کم بختی

کوٹھی سی لگا کی کہاوی پان
خون عاشق کری پہر عنوان

لیوی اک گلعذار پھول کو توڑ
ڈالی اک پانہ دو ہر یکا موڑ

کہی خندی کسیکو کوئی چنال
کوئی برامانی کوئی جاوی ٹال

تُھدی ہر ایک کی سجاوٹ تھی
کہین لگاوٹ کہین کہاوٹ تھی

اونکا کب تک کیا کرون مین بیان
الغرض تھی ہر ایک آفت جان

اک طرف ساقیان میگون لب
لیکی اسباب میخوری کا سب

مستعد بیٹھی اور پلاسے مین
مشتغل کوئی کسی کی کہانی مین

غرض اسباب عیش کا یہ تمام
تہا پئی استراحت بہرام

کرکے نعمان نی سب یہ طیاری
آیا بہرام پاس یکبارے

جسطرح سی کہ تہا وہانکا داب
کرکی تسلیم و کورنش آداب

دست بستہ ہو عرض حال کیا
مژدہ جان فزا سنایا یہ دیا

گہر مین اب ہین غزال شیرین کلام
کہیلنا یان عبث ہی پہر شکار

آنہو تسلیم ایسی گہر مین ہون نگاہ
کیا ہی لازم کہ کیجئے دشت کی راہ

وصف اونکا کیا غرض بیان تک
دلکو بہرام کے لگی چیٹک

سنکے ازبسکہ خوش یہ چاٹ ہوا
دشت سی صاف دل وہ چاٹ اٹھا

آ کی دیکہا جو وہ ارم سا مکان
گل کی صورت وہ ہوگیا شادان

کرتا گلگشت باغ و سیر چمن
انجو سا پہرا پہرا گلشن

ہر مکان دیکہا اور یکین دیکہا
آسمان ایک پر زمین دیکہا

دیکہا جو وان وہ تہا بوضع جدید
ہوتی حیران تہی جنکو دیکہکی دید

حور و غلمان سی پر تہا ہر یک بہشت
جسکی قربان ہزار دیر و کنشت

آئین جب کہ سرو وہ مہ پارہ
ہوگئی بند چشم نظارہ

ہر اک آشوب جان و فتنہ دہر
آفت جان مردم وہ شہر

ایک غمزی سی اور بہ نیم نظر
زہد و ایمان و دین کی غارتگر

آتیان جب نظارہ عقل فریب
بہاگی آرام و ہوش و صبر و شکیب

بت غارتگر شکیب و قرار
اس سی کرنا حذر ہی ہی درکار

انکو دانا جو دیکہ رہتے ہین
الحفیظ الحفیظ کہتے ہین

گر ہو تجہ سی تو ان سی ہو ہشیار
ہم تو بیہوش ہوگئی ای یار

حذر انسی کیا نہیں جاتا
بن انہون کی رہا نہیں جاتا

دیکہ بہرام کو وہ عشوہ فروش
ہو کی ناز و نیاز سی ہمدوش

الف قد کو کرکی خم جیون جیم
لائین صد ناز سی بجا تسلیم

دیکہ اون کا فروتنی طرز سلام
کر کی مجرا اکہسک چلا آرام

جیسی سایہ ہو گی شہ کی قدمون پر
دی دعا یہ کہ شاہ نیک اختر

سر پہ عالم کی ہو ترا سایہ
آسمان سا بلند ہو پایہ

ہو وین بدخواہ نیست اور نابود
اور رہین خیرخواہ سب خوشنود

لا کی پہر گشتیان پر از گوہر
کی نثار اتنی شاہ کی سر پہ

بن گئی جو زمین پر رشک سپہر
گوہر انجم تہی آپ نہیں مہ و مہر

بادشہ نی بہی لطف شاہی سی
بوسی ہر ایک کی جبین تک دی

کر کی اک اک کی جان سی پر شور
کی وہ بخشش جو تہا حق بخشش

تخت شاہی پہ جلوہ فرما ہو
سامنی لی وہ بیٹہا ساقون کو

بزم آراستہ پہر ایسی کئے
جم نی جو خواب مین بہی دیکہی تہی

تہا حریف ان تو سی دور مدام
ساتہ ساقی کی چل رہا تہا جام

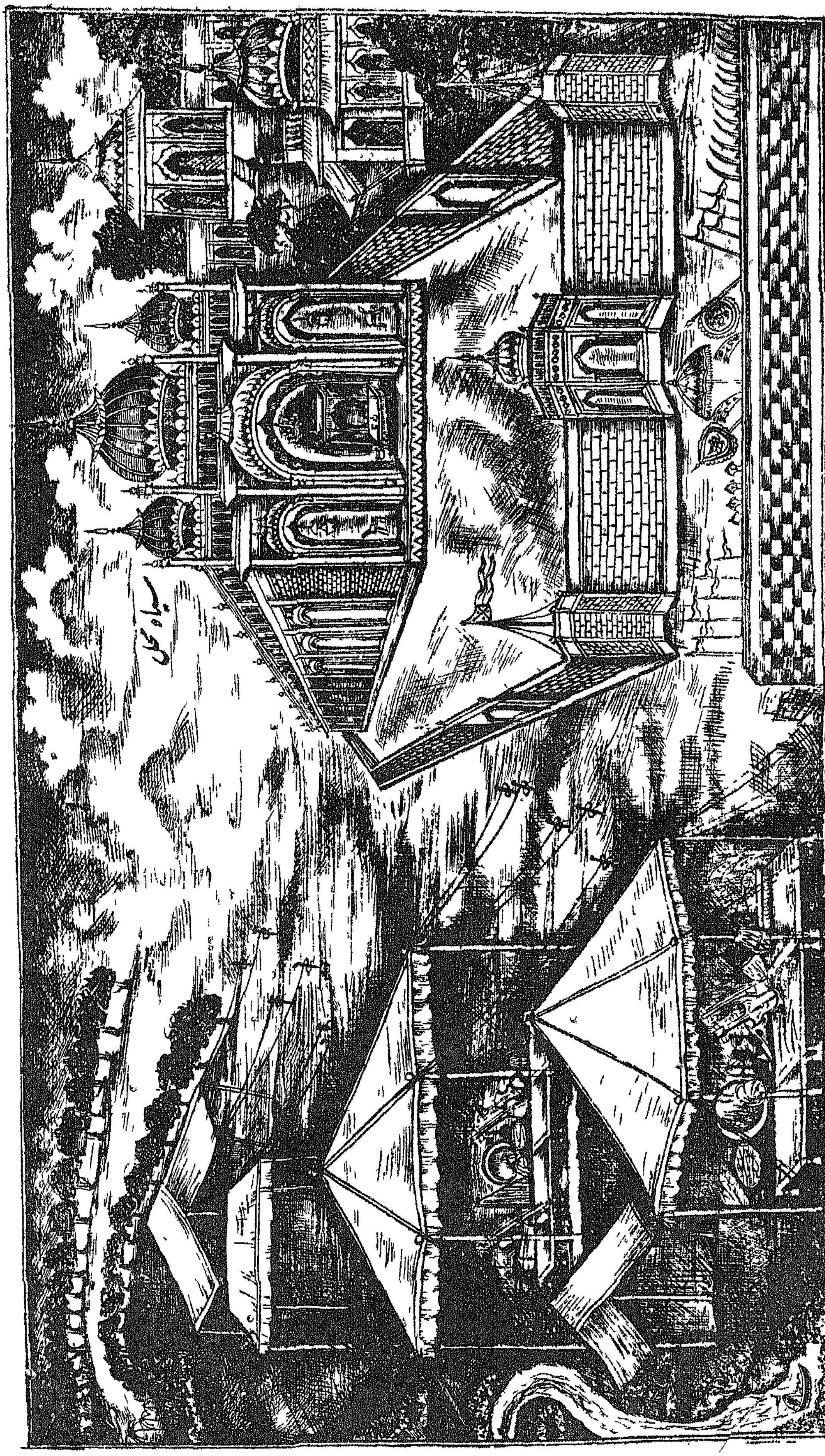
انکی صحبت سی جی ہوا وہ شاد
جو نہ عیش گذشتہ آئی یاد

بہیقان کاروان کو بلا
آفرین باد اسکو کہا

ایسی خدمت کی تہا جو شایان
کی وہ بخشش کہ خوش ہوا نعمان

گلزار دوسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز شنبہ گنبد مشکین مین اور عیش و نشاط کرنا اوسکا صنم ہندی کی ساتھ اوس مکان کلکشت آئین مین

روز شنبہ ہوا جو غالیہ سا
شب کا بادہ سحری مشک کہا سا



شاہ کیوان ہمم بلند مقام
مہر برج شرف شہ بہرام

صبح کی پوشاک سب وہ کیوان رنگ
دیکھ کر جسکو ہو زحل سی دنگ

صبح مشکین مین جلوہ گر وہ ہوا
نافہ مشک چین گہرہ ہوا

بیٹھا تخت آبنوسی پر
دھر سیہ سر پہ خسروی افسر

صنم ہندوی وہ ماہ تمام
رکہی جون مہرزان پہ تہی مقام

کمر بندگی کو باندہ کے بخت
اور سراپا لباس کی درست

صورت ساقیان قاعدہ دان
نقل و می جام لیکی آئی دوان

جب ہوا یہ قران زہرہ و ماہ
دور مین جام آیا خاطر خواہ

اک طرف مطربان زہرہ نوا
کرتی گانی بجانے کا چرچا

مجلس آرا صنم وہ ماہ جبین
کچھ حیا کچھ غرور کچھ تمکین

کر رہی تہی بصد کرشمہ و ناز
دلکو شہ کے شکار جون شہباز

تہی سحر سی غرض کی شام تلک
می و صہبا خوری نقل و گزک

آئی جب شام اور چھپا خورشید
چاندنی چاندنی بچھا دی سفید

روشنی ذنکی ہو گئے کافور
شب مہ آئی با فراوان نور

شاہ بہرام تہا جو مست شراب
سوئی خلوت سرا پئی خواب

ہاتہ مین ہاتہ دی وہ مہ پارہ
آئی خلوت مین لیکی یک بارہ

جا کی لیٹا پلنگ پر جس دم
بولا افسانہ کہ کوئی اس دم

کمر مین بوس اوس لی اور تسلیم
عرض یون کی کہ شاہ ہفت اقلیم

تا جہان ہو تم ہی کہ جہان سی شاہ
تیری تابع ہو مہ سی تا ماہی

تاجدار یکا سر تری ہو تاج
دین تجھی شاہ روم و شام خراج

ہون شکستہ زبان مین ہندی نژاد
زلف آسا کبھی نہین ہی سواد

ایسی تو ولیدہ ہی مرے تقریر
کہہ نہین سکتی کچھ جو ہو کی دلیر

تابع حکم پر جو ہون مین کنیز
گو نہین نیک بد کی کچھ تمیز

کہتی ہون اک فسانہ گر ہی بات
گر پسند آئی تو زہی عزت

افسانہ کہنا اوس کافر جادو تقریر کا اور بسحر آفرینی انجام پہونچانا اس قصہ بی نظیر کا

عرض کی سنئیے شاہ عالی جاہ
اک سراندیپ مین تہا شہنشاہ

کئی سلاطین اوسی تہی دیتی خراج
لیکی وہ باج بخشتا تہا تاج

لاو لشکر تہا اوسکا حد سی فزون
اور خزائن شمار سے بیرون

ملک اوسکا وسیع تہا سب سے
پایہ اوسکا رفیع تہا سب سے

تہی مشیر ایسی کو تہی ثانی مین
جو نہو اوسکی کارخانی مین

رنج و غم اوس سی آتی تہی بہگکی
کرتا تہا وہ نشاط بی کھٹکے

تہا عدو بند اور دوست نواز
عدل و نصفت فزا و ظلم گداز

اہل دانش تہی اوسکی پاس عزیز
تہی از آئین اوسکی پا تمیز

جمع دانای ہر تہی اوسکی پاس
شرفا و نجیب اشرف ناس

ایسی لوگون سی اوسکو صحبت تہی
نفرون اور پاجیون سی نفرت تہی

جسکو دانا بڑا وہ پاتا تہا
ہمنشین خاص اوسی بناتا تہا

آپ بہی تہا بڑا سلیقہ شعار
نکتہ دان تیز فہم خوش گفتار

حق نی کو دی ہر ایک نعمت
لیک سب سے یہ تہی بڑی نعمت

تین تہی اوسکی دلربا فرزند
ایک سی ایک چڑہتا دانشمند

رکہتی تہی وہ بڑا ہی فہم رسا
آگہی اونکا سنکی ذہن و ذکا

کام مین سلطنت کی دانا تہی
سب قوی ہیکل اور توانا تہی

تہی شجاع و سخی حلیم و دلیر
بیشہ رزمگاہ کی سب شیر

زور و قوت مین رشک بیژن تہی
رستم وقت وہ تہمتن تہی

معدلت کیش او رعدالت کوش
صاحب دانش و تمیز و ہوش

ہو فلاطون اون سی با تعلیم
فیلسوف زمانہ تہی وہ حکیم

کیا بیان کیجئے اونکی او رکمال
تینون لاثانی تہی وہ نیک خصال

نظم و نسق جہان آتا اونسی ہوا
گر نہ غیرون سی شہ کو کام رہا

ہوئی بن الغرض انہی جب ایسی
گہ نہ نکلین جہان مین ویسی

التجا پہیر کیا کسی سی رہی
اور کیا مدعا کسی سی رہی

صبح مثل کہ گیتی مین مشہور
کہ جگر ہی جگر دگر ہے دگر

ایکدن شاہ عاقبت بین نے
یعنی دارای دارا آئین نے

تینون کی تینتین کیا مطلوب
امتحان تا کری اونہونکا خوب

دل کی ہر ایک کی ہوس دیکھی
محک امتحان پہ کس دیکھی

یعنی لی دکہلادہ یہ راز ضمیر
پہلی فرزند اولین کو بولا
صبح شام جوانی ہوئی آئی
سب تجہی مین ہیبت قوی ہی خلل
اب زمانہ نہین ہی شباب کا
کیجیو اصلاح تو داد و جود
کر نار کہوالی تو بذات خویش
خوف روز قیام کا کیجو
بولا یون چوم کر زمین نیاز
کب ہی یہ لایق ہوا خواہی
سر پر افسر تہی ہی کیا زیبا
مجہکو الحمد ہی وہ دکہاوی دن
تخت پر ہو مقام مور گو گو
مقتضی اسکی کب ہو دانائی
دل مین تو صد ہزار تحسین کے
چوم پیشانی سر پہ پہیر کی ہاتہ
اوسنی مژدہ سن یہی جواب دیا
جو کہین آپ کرنا اوسکی خلاف
لیک حضرت سی ہی یہ دور فہم
ملک کا میری بیٹیا مالک ہو
بہائی صاحب کی ہوتی کہ تو اسے
خلف ہی کو کرے کے طلب
کہ جہانبانی ہی شبانی خلق
رہین اول تو حق قائم آپ
بندیکو توکسے طرح و اللہ
دل مین سوچا کہ تینون نور آنکہ
سرہ وناسرہ پرکہتے ہین

ہی کسی اپنی آرزو سے سیر
کہنی لگا کہ سنتی ہو بابا
آخر اب زندگانی ہوئی آئی
ہو گئی ہین حواس اب مختل
وقت ہی طاعت الٰہی کا
خلق راضی ہو جس سے حق خشنود
گرگ کو سونپیو نہ گلہ میش
پوچہیگی راعی سی رعیت کو
کیا کہا آپ نے یہ بندہ نواز
ہوتی حضرت کی مین کہون کسکا
تخت پر ہی جلوس نا زیبا
اور رکہی ایکدن نہ آپ کی بن
وہ سلیمان تخت زیب نہو
سک نشین بجا ہی گیا سے
ایک ظاہر مین خوب نفرین کے
شفقت سے تہا یا اپنی ہاتہ
تہا بڑی بہائی نے جو عرض کیا
کسکی قدرت ہے رکہی مجہکو معاف
جب کے ہی مجہہ سلوک نوع دگر
مالک اسکا نہ غیر ذلک ہو
مجہکو زیبندہ کب ہی تاج شہی
باتین اوس سے ہی کہین غرض ہی یہی
طفل سے کب نبہی پاسبانی خلق
سایہ گستر ہون ہم پہ دائم آپ
ہو بجا ہی نہین ہی تخت و کلاہ
راحت جان اور جی کی چین
خوب کہوٹا کہرا یہ کہتی ہین

کسکو خواہش ہی شہریاری کی
اب نہین مجہکو آرزوی شہی
تیر قد کا ہوا کمان کی شکل
اس سوا اور بہی ہین بیحد عیب
قرعہ شاہی اب ہی تیری نام
ناتوانون پہ کیجیو مت زور
گلہ میش یہ رعیت ہے
سن یہ فرزند دانش اندیشہ
جب تلک بیٹہینگی یہ مہ و خورشید
سر پہ جب تک ہی آپکا سایہ
اور جب آپ ہی نہون سر پر
تخت پر تیری کیا ہون تخت نشین
تو سلیمان اور مین ہون مور ضعیف
سنکی یہ گفتگو پسندیدہ
کر کی غصہ اوسی نکال دیا
اوس سے ہی کہین غرض ہی یہ باتین
اور کہا کا ہی شہ خجستہ صفات
کیونکہ حضرت کی وہ بڑا ہی وائے
ہان اگر اوس دم ہوا آپکی خواہش
تب بہی لی ہی تیب تخت دارائے
اوس سے بہی یہ خفا وہ شاہ غیور
تہا تو چہوٹا پہ تہا بڑا زیرک
ہوتی حضرت کی اور بہائیونکی
بعد حضرت کی ہونا نائب کا
شلہ نے سن یہ با صواب جواب
نیک سیرت ہین اور سعادتمند
زر مغشوش کی ہین یہ نقاد

ہی طلب کسکو تاجدار بنکی
آرزو اب کوئی نہ دلکو رہی
دنیا لذت نہین شراب و کل
ہی مثل یہ کہ پیر ہی صد عیب
ہو مبارک تجہی سرایہ مقام
دیجو اعدا کو بیخ جان بکور
راعی انکا شہ ولایت ہی
خیر خواہ پدر ادب پیشہ
رہیو اقبال آپکا جاوید
سایہ کیسا کہ ہی ہما پایہ
ایسی جینی سی گ ہی بہتر
درخور بندہ وہ مقام نہین
مجہکو زیبا ہی کب وہ جائی شریف
خوش ہوا دل مین شاہ سنجیدہ
اور فرزند دومین کو بولا
تہین بڑی ہی بہلی سی جو کی باتین
حق سلامت رکہی سدا یہ ذات
کسکی طاقت ہی یہ جو تخت پہ جائی
اور یہی ہو ہری ملین کسکا لیس
بیٹہین گے تخت پر بڑی بہائی
بولا اوسنے سامنی سی بہمری دور
دیا کیا ہی جواب سنیو تک
حکمرانی غلام کیونکہ کرے
حق اگر ہی تو بہائی صاحب کا
غصی ہو پہیر کیا نہ اوس سی خطاب
اور رسائی عقل کی ہی بلند
طبع روشن ہی ذہن ہی وقاد

پست ہمت ہین یہ عالی ظرف
تر ال و بنیاد کہا ہی گو جو ہت
ایسی اولاد حق سبہونکو دی
پہر بلی یہ بہدر احت ہین
سختی اصلا نہین اوٹہاتی ہی
جو نہو بہوک پیاس سی واقف
پیادہ و سنکا دو دکہ وہ کیا جانی
رنج جب تک نہ یہ اوٹہاوینگے
ہو غضبناک اور چین بہ جبین
پست ہمت ہین اور دون خصلت
شہر کی باہر آو انکو نکال
جانی تینونکا پیادہ قافلہ دو
ہوکی منقاد وہ بحکم پدر
گہ بویرانہ گہ بآباد سے
ہمدم آہ و ہم قدم بہ الم
ایک ایسی کٹہی نہ کوئی منزل
رہ نورد یکی تینون یہ طالب
یعنی اک زنگی سیہ چہرہ
کہ ادہر سی اودہر اودہر سی ادہر
آہ میرا ہوا ہی اونٹ اک گم
گوا اونہون نی نہ اونٹ دیکہا تہا
ایک بولا کہ یہ است بتلا نا
سن یہ دونون نشان وہ وہ لنگ
بولا ہان سچ ہی ایک یہ ہی تہا

خوب مطلب کا بوجہنی ہین حرف
پر فریب اوسکی ہین یہ این
دشمنون اور دوستون کو دی
سایہ پرورد نازو نعمت ہین
پرورش گہر ہی بیٹہی پاتی ہی
بہوکون کی کب ہو پیاس سی واقف
رہ نوردیکا دکہ وہ کیا جانی
رحم کب عاجزونپہ کہا وینگی
کی ہر اک کو ہزار ہا نفرین
خوب بد طالع اور زبون طینت
لق و دق دشت مین نہین دو ڈال
نہ سواری نہ زاد راحلہ دو
ہوئی شہر بدر سبی وہین بدر
جادہ پیما ہی دشت بیدا دی
مہر و مہ کی طرح قدم بہ قدم
جسمین کچہ تجربہ نہو حاصل
جاتی تہی ایک شہر کی جانب
بستہ زہ گری وہ خو کردہ
صورت گرد باد خاک بسر
گر ہو دیکہا تو ہی بتادو تم
ایک کہتی تہی بسکہ ذہن رسا
جانب چپ سی اونٹ ہی کانا
بولا ہان جی ہی کانا ہی اور لنگ
دیکہی صاحب کہ ہی کیدہر وہ گیا
سمت کو سنتی ہی وہ بد خصلت

کینہ پرور نہین ہین سینہ صاف
ملک دو روزہ کی لئی اکبار
نہ ہی طالع کہ یہ عقیدت کیش
سرد و گرم زمانہ سے آگاہ
نکلی جسکی نہین ہوا سے ہو
پیادہ پائی کا جو اوٹہائی نہ رنج
بادشاہی جو ہی شبانی خلق
اس لئی کی یہ شاہ نی تدبیر
اور کہا تینون ہین یہ نالایق
تشکل سی انکی ہین ہوا ہون نفور
سیر کی سر حد ملک مین زنہار
الغرض تینون ماہ رشک بدر
نکلی بی زاد و راحلہ محزون
کہاتی رنج اور پیتی غم کا زہر
ہوکی سرحد خسروی سی بدر
واردات ایکدن ہوئی یہ عجیب
ہوئی ظاہر یہ خواہش اللہ
راہ مین ہو گیا دو چار انسی
پہر کی ہر سو تہکا مین آوارہ
تمکو اسکی جزا خدا دیگا
دینی لاگی تہی وہ ہین دیکہی
دوسری نی کہا کہ ہی نہ لنگی
تیسرا بول اوٹہا کہ سنتا ہی
تینون نی ہاتہ اوٹہا کی یکباری
اشتر بی مہار کی صورت

نی ہی باہم یہ اورونکی خلاف
نہ کرینگی یہ تینون پر خوبی اب
پیش ہین ہینگی اور نہ آل اندیش
نہین مطلق یہ میری دو تنخواہ
پہر کیا جانیگا پرائی وہ
اور سو طرح کا جو پائی نہ رنج
بخدا ہی وہ پاسبانی خلق
یعنی غصہ مین آ بلا تاخیر
آج انسی بہت ہوا ہین دق
ہون یہ کم بخت میری پاس سے دور
شہر مین گر ہین تو ڈالو مار
مہر نورانی سپہر قدر
کرتی دل مین خیال گونا گون
پہرتی تہی گانو گانو شہر بشہر
پہونچی بارے بکشور دیگر
سنیو شاہا کہ سانحہ ہی غریب
حکم مین جسکی ہی سپید و سیاہ
اور لگا کہنی آہ مار انسی
چارہ گر ہو کہ ہون مین بیچارہ
اور یہ بندہ دعا جدا دیگا
اور کہنی وہ یون لگی اوس سی
ایک پا مین ہی اوسکی ہی لنگی
دانت ہی اوسکا ایک ٹوٹا ہی
سمت ہی دی بتا یہ عیاری




جنگل

بنی ابھی لگا ہی تگ بہرنے / اور انکی تئین دعا کرنے
وہ گیا اوسطرف چلی پہر ادہر / کرتی صحرا کی سیر تا سر
چلتی چلتی جب تہکی تہی بہت / دیکہکر ایک سایہ دار درخت
کہانا کچہہ کہا کی سو گیا کوئی / لنبا سنہری یہ ہو گیا کوئی
آیا دوڑتا ہوا انہونکی قریب / اور کہنی لگا کہ ہای نصیب
کیا کرون اور اب مین جاؤن کدہر / اور وہ گم گشتہ آہ پاؤن کدہر
بولا اک اوسمین سی تو وہ جمل / اک طرف روغن اک طرف ہی عسل
تیسری نی کہا کہ وہ عورت / حاملہ بہی ہی ای نکو سیرت
انکی ذہن رسا سی ہو غافل / یون یقیناً کیا گمان باطل
سچ یہ اور رہو گریبان گیر / یون لگا کرنی خروہ شور و نفیر
سنکرنی کی یہ لگائی گہات / پہرتی ہین ہر طرف یہ نت بہیات
ہاتہہ سی انکی ہای رہگذری / بچتی پاتی نہین ہین ایک ذری
دہنی بائین سی آئی جب یہ دم / ہو گئی تب تو ہوش انکی گم
نہ کہی جز بدی انکو سی کچہہ / کوئی کچہہ بولتا تہا کوئی کچہہ
جاؤ تم چارو بادشاہ کی پاس / عدل پر اوسکی کام کی ہی اساس
بات لڑ جہگڑ و مت وہین جاؤ / راجہ جو کچہہ کہی وہی ہی نیاو
سو یہ وہ جا کی شاہ کی یکبار / کہا زنگی نی الغیاث پکار
تیغ نفسی پہر یہ بادشہ نی کہا / مدعی جو یہ یا ہی سچ کہتا
پہر جو اون سب مین تہا شہزادا / نسبت اورونکی تہا وہ فرزانا
دی یہ اول دعا کہ دولت شاہ / رہیو باقی ہین تا کہ مہر و ماہ
ہم مسافر غریب گرد جہان / آسمانکی طرح سی چرخ زنان
نہ تماشا و آزمایش کار / اور ہمکو غرض نہین زنہار
گذری جس شہر اور دیار مین ہم / کرکی نظارہ وان سی کرتی ہین رم
ناگہان یہ ستیزہ خو زنگی / آیا باکارہ وان دلتنگی
ہنسنی کی راہ ہمنی ہانکی گپ / اس سی ہنسنی کو ہمنی ہانکی گپ
کہ مگر نی اس سی ہنسنی تہی لازم / واقعی ہنسنی کی تو ہین مجرم
پر اچنبہا ہی کیا دروغ ہزار / راست ہو جاتی ہنسنگی آخرکار

دی ہی کو یہ گو کہ نکلی چل / دیکہین پر اونٹ بیٹہی کہی گہل
تب ہنون جاتی تہی خوشدل و خرم / ہنستی اور کہیلتی قدم بقدم
اوسکی سایہ تلی کیا آرام / ایک دو دم وہان لیا آرام
اتنی مین پہر وہ زنگی بدخو / صورت گردباد پہر ہر سو
آہ دوڑا پہرا مین چارو کہونٹ / پر نہ میرا ملا مجہی کہنین اونٹ
یہ ہنسوڑا اوسکو دیکہکر بیتاب / یون لگی کرنی وسی پہر خطاب
دوسری نی کہا کہ سن ای یار / ایک عورت بہی ہیگی اوسپہ سوار
سن یہ تینون نشان وہ نافہم / کچہہ کا کچہہ کر اوٹہا گمان وہم
ہین یہ طرار و کیسہ بر قزاق / انکی ہاتہون سی ہی خراب آفاق
دوڑو لوگو کہ چور مین پایا / خوب انہون نی مجہی سی دوڑایا
جسکا باقی ہین یہ متاع و مال / چہین لیتی ہین یکی دم مین الحال
سنکی اوسکی دوہائی اور بیہا / خلق چارون طرف سی دوڑ آئی
انکی وا ویلا کوئی نہ سنتا تہا / جتنی ہی کو سمجہتی تہی سچا
بات ٹہہری غرض یہ آخرکار / یان تو کہلتا نہین یہ کچہہ اسرار
ہی وہ حلال مشکلات انام / اسکا حل اوسکی آگی ہی کیا کام
اسپر کر اتفاق اور ہو بہم / آئی خواہان حکم پیش حکم
اور پہر ابتدا سے آخر تک / کہہ سنائی وہ گفتگو یک یک
تب اونہون نی کہا کہ تہی یہ درست / ہین بتاتی تہی یہ بیکم و کاست
نرم گفتار و چرب و شیرین گو / اندہی باتونکی وہ بتائی کو
دوست ہون شاد او عدو پامال / جاوہ لونڈی ہی یہ ہی غلام اقبال
ایک دو سال سی بصد خواہش / کہاتی پہرتی ہین چار سو گردش
تا نشیب و فراز دہر پلید / تجربہ نت کرین بوضع جدید
کشش آب و دانہ آج ایدہر / کہینچ لائی تہی شاہ دین پرور
اشتر گم شدہ کا پوچہا سراغ / بولی کچہہ ہم کہ تا ہو جاوی دماغ
گرچہ دیکہا شتر نتہا ہمنی / عقل سی پر دیا بتا ہمنی
منہہ سی بات اک نکل گئی تہی دروغ / پاگئی وہ قضا رکار فروغ
دل مین کچہہ اور سوچ یہ بی پیر / ہوگیا بس ہمارا دامن گیر

بھیجا جب کہہ چکی جو کہنا تھا   عدل اب ہاتھہ آپکی ہیگا
کی نہ پھر شہ نی کچھہ کیھو کاوش   اور حقیقت کی ورا پرسش
سنکی یہ آگ بن گیا سلطان   گرم ہوکر کہا کہ ای نادان
پہلی تو راز دل زبان پر لائی   اب وہ کیونکر چھپی تمہاری چھپائی
حق جو تھی سو وہ کہہ چکی تم بات   اب نہوگا تدارک ما فات
تیر جب شست سی ہائی پای   نہیں ممکن کہ پھر پلٹ کر آئی
گاہ ہوتا ہی راست گوئی دروغ   نہیں پاتا ہر اک دروغ فروغ
جانی دو باتین اب بہت نہ بناؤ   لی گئی ہو جو کچھہ سو جلدی لاؤ
اونٹ اور مال اسکا لاؤ سب   نہ بتاؤ اور ان گہاتیاں سب
چھوڑ دو چاپلوسی سالوس   ورنہ کرتا ہون مین تمہین محبوس
دیکھو جبتک نہ اونٹ لاؤگی   قید سی مخلصی نہ پاؤگے
سنتی ہی حکم شاہ میرعسس   لی گیا قید خانی مشکین کس
سنتی نفرین ہر ایک سی کم و بیش   پہنچی زندان مین تینوں دل ریش
کہتی آپس مین تھی یہ شور مچا   ہم پہ ہوئی روشنی طبع بلا
رات یونہی گئی غرض وہ گذر   اور ہونی لگی نمود سحر
نیلی شب نی چڑہ بنا قمر ماہ   لی سوی قیس مہر پہر سی راہ
بختی روز پر ہو مہر سوار   جلوہ گر شرق سی ہوا اکبار
اشتر ساربان ہوا تھا جو گم   جسکا احوال سن چکی ہو تم
پکڑی اک خارکش مہار اوسکی   مع مال اور زن سوار اوسکی
لاکی دروازی پر ہوا حاضر   اور کہا یون کہ کام کی خاطر
بن گیا کوہ کی طرف جو گذار   آنکھی دیکھی بشاخ اسکی مہار
دیکھہ کر یہ درخت پر مین چڑہا   اور دی اونٹ کی مہار چھڑا
دیا عورت نی جو نشان مجھی   اور بتایا ترا مکان مجھے
رہنمونی سی اوسکی ای بہائی   چیز تیری مین تجھکو پہنچائی
خوش ہوا ساربان شتر پاکر   اور دیا نقد کچھہ اوسی لاکر
ہوکی ممنون اوسکا سر تا پا   دوڑا خدمت مین بادشہ کی گیا
اور کی عرض کا ای شہ عادل   اشتر گم شدہ گیا مجھی مل
مال و اسباب سب ملا مجھکو   بیٹھی گھر ہی طلب ملا مجھکو
فضل شاہی سی مین نے سب پایا   قیدی اب ہون چھوڑانی کو آیا
اون بیچارونکا کچھہ گناہ نہیں   آپ اب چھوڑ دیجی اونکی تئین
بیگناہونکی دینی سی وہ کیہ درد   کھینچی شہ نی جگر سے آہ سرد
بندیخانی سی اونکی تئین بلوا   اور خجالت سی سر کو نیچی جھکا
عذر کرنی لگا بصد الطاف   اور کہا کیجیئی خطا یہ معاف
دلبری کرکے اور دلداری   خلعت ایک ایک کو دیا بہاری
پھر کہنی لگا یہ ہر اک سی   تمنی بن دیکھی جو بتائی پتے
مجھکو بہی تو کرو ٹک اوس سی خبیر   اپنی اپنی سنا کی تم تقریر
کیونکہ مین دیکھی ہوئی چیز نشان   ہی یہ حیرت کہ کیونکہ دی انسان
گر درست اور راست بتلایا   دونگا اور خلعت گران مایا
اور کم و بیش گر بتاؤگی   تو سزا اسکی دیکھو پاؤگے
سن نوازش کا وعدہ دانشور   بادشہ کی ہوئی سخن گستر
پھر اون مین سی ایک نیک نہاد   بولا حق آپکو رکھی نت شاد
روشنی پای چشم اہل یقین   اور ہو کور دیدہ یہ بین
مین نی کوریکا جو دیا تھا نشان   سنتی اسطور سی ہی اوسکا بیان
شاخ و برگ اونٹ نی جو تہا کہایا   اک ہی جانب مین وہ نظر آیا
دوسری مستا اوس نی برجس و خار   منہہ نہ ڈالا تھا اوسمین زنہار
تیز تیہی سی مین نی یہ جانا   کہ ہی بی شبہہ اونٹ یک کانا
دوسری نی کہا کہ شاہ جہان   پا ترا ہو بفرق تاجوران
مین نی جو اوسکو یہ دیا تھا پتا   کہ ہی اونٹ ایک پاؤن سی لنگڑا
تہا نہ بیوجہ بلکہ تہا یہ نشان   کہ چلا تھا وہ ایک پاؤن کشان
دیکھہ یہ چال شاہ بافرہنگ   مین بتایا تھا اوسکی پا کا لنگ
تیسری نی کہا یہ کہول کی دانت   دانت اک کم بتایا تھا اس بہانت
برگ و شاخ اونٹ نی جو کہایا تہا   نیم خوردہ اوسی مین پایا تھا
دانت ٹوٹا جانکا تہا ہیہات   ثابت اوسکا رہا تھا او تنا پاتا
برگ جب یون نظر پڑی ہی مین   تب مین سمجھا کہ ایک دانت نہیں

سنکی شہ نی کہا کہ راست کہا
چرب و شیرین بیان پہر اک بولا
ایک پر جو تبان تہین لائی ہجوم
رہ گئی جس پر کہ جو تہیونکی تہی
اسطرح سی تہا مینی پہچانا
اور تہی تہوڑی سی جگہ نمناک
غرض کی تیسری نی سخن بیان
داہنی اور بائین جو زن ٹیکی
مین جو نقشہ یہ دیکہا پایا تہا
آفرین دی ہر ایک کو سو بار
پایا انکی تئین جو کامل رای
اس لئی متصل بخلوت خاص
دیکی بزم نشاط کو تزئین
بذلہ سنجی و نکتہ پردازی
در معنی جو انسی سنتا تہا
بیچہ بزم کی ساتہ اونکی کباب
تہا جو اوسدم نہ بادشہ کا حجاب
آنکہون مین جب انہونکی نشہ چڑہا
تہا جو سب سی بڑا خرد پیشہ
دوسرا راز دان کار شناس
تیسرا بول اوٹہا یہ دانشمند
عقب دیکہین مین تہا جو شاہ
اور جل بہن کی دل کباب ہوا
سر جہکا یا ادب سلام کیا
ہو گیا یہ یقین ہوا نا ہی
چند تہی ہم کبھی اونہین جو گویر
کیونکہ کئی بار آزمایا تہا

ان تینونکا ملا درست پتا
شہد ور وغن جو مین بتایا تہا
دوسری یہ تہی گیہون کی بوم
مین نی جانا کہ ہی مقرر یہی
کہ کہین آفرین سب جی دانا
سونگہی مین نی جو وہ اونٹ لنگڑا
بار دار اس لئی مین اسکو کہا
اونٹ پر تہی چڑہی جو تہی ٹیک
حاملہ تب اوسی بتایا تہا
اور تحسین کے پکار پکار
چاہا اپنا ندیم خاص بنای
مسکرا اونکا کیا بصد خاطر
پیتا می اور پلاتا اونکی تئین
کرتی آپسمین سو سخن سازی
درج دل مین اونہین وہ دیتا جا
بہیجتا ہو کی خوش ہین شہ وہ اب
پوچہتی کرتی تہی یہ بیکی شراب
عرش پرداز اونکا فہم ہوا
دور بین اور جابکی اندیشہ
کہنی لگا کہ یہ جا ہنتا ہی قیاس
مطبخی کا یہ شاہ ہی فرزند
سنکی یہ بات کر اوٹہا آہ وہ
پیدا باطن مین پیچ و تاب ہوا
پہر کے پہر می سی شہ کو جام دیا
کہ سنی شہ نی انکی گویائی
اپنی ہمراہی تینون نی تقریر
اور سچا اونہونکو پایا تہا

تینون اب باتین آخر ہی بتلاو
اوسکی صورت یہی کہ ترس خاک و
جسطرف گیہون کی تہی انبار
دوسری نی کہا یہ کر جرات
اونٹ اک جا پہ تہا جو بیٹہ گیا
ہوئی شہوت کی آگ شعلہ زن
یعنی عورت گئی تہی بیٹہ جہان
ہاتہون پر زور دیتی جب اٹہ وہ
جب یہ تقریر سن چکا سلطان
کی نوازش ہر اک کی حسب حال
دیکہا انکا رسا جو فہم و قیاس
پاتا جب کار مملکت سی فراغ
بیٹہتا اون سی مل حریفانہ
سن لطیفی انہونکی ہوتا خوش
ایک شب بادشہ نی اونکی لئی
لا کی آداب صحبت یہ بچھا
خسروا با لطیفہ خو کر دہ
سوجہنی دور کی لگین باتین
بول اوٹہا کہ آدمی کا جون
یعنی اس تن ی نی جو ہی بد رگ
شبہہ اسمین نہین ہی کچہ مطلق
سنتی ہی آہ یہ کڑی گفتار
ایا پاس اونکی بادل و نیم
جام لی بولا یون شہ دلگیر
گرچہ نا گفتنی وہ کہنا تہا
سنکی سلطان بادل پر شور
جانتا تہا کہ یا وہ گو وستے

اونکو بہی آشتی کی ساتہ سناو
کچہ وہ ظرفہ بڑی تہی شی نمناک
شہد سمجہا مین اوسکو بی تکرار
مین جو بولا سوار ہی عورت
نقش پا ہی نسا تہی وہان پیدا
ظن غالب ہے اسوار ہی زن
تہی کف دست کی وہان پہ نشان
اوٹہنا دشوار حاملہ کو ہو
فہم پر انکی ہو گیا قربان
کر دیا مال و زر سی مالا مال
چاہا ہر دم رہین یہ میری پاس
تازہ کرتا اونہون سی جا کی دماغ
بیچ مین رہتا دور پیمانہ
غرض اون سی وہ تہا بہت خوش
تین شیشی شراب کی بہیجی
بیٹہی بینی وہ راح روح افزا
بیٹہا تہا چہپ کی آپس پہ وہ
باہم اسطور تب تو کین باتین
میں مین آمیزی مین کہتا ہون
پر شبہ پایا ہی شیر سگ
نطفہ مطبخی ہے یہ بر حق
تیر سی ہو گئی جگر کے پار
اوٹہ چلا تینون پہ از پی تعظیم
کہتی تہی جو وہ پہر کر و تقریر
تہا نہ کہنا خموش رہنا تہا
لب گزیدہ ہو رہ گیا خاموش
نہین انمین ہوا و ہو کوئی

بیٹھا تھا ظاہر میں پی نا تھا شراب — لیک دل ہو رہا تھا بھن کی کباب
بہیر اوس نی نہ کچھ سنا نہ کہا — جا کی بستر پہ چپکی لیٹ گیا
گئی شب پردہ دار اپنی وطن — پردہ در روز ہو گیا روشن
پوچھی خمار سی حقیقت می — سچ بتادی مجھی وہ کیسی ہے
ہی فلانے وزیر کا جو باغ — وان کا انگور ہی قسم با باغ
کوئی ہی باغ نی سنا لیکن — اور واقف نہین ہین کچھ اس بن
کیفیت می کی سن جو کہا نمک — دونو باتون مین پہر ہا کیا شک
راست جو ہو سو دیجیو بتلا — ورنہ ہی تیغ اور تیرا گلا
دی تپا کچہ کا کچہ حیلہ و فن — پشک نیر کو بنا ہی مشک ختن
کیا کرون عرض اب مین مجرم کار — بخشش میر اگنہ شہ ابرار
کتیا اک گہر مین دودہ والی تہی — مین بڑی محنتون سی پالی تہی
بیکی جب دودہ بچہ وہ چہوٹا — ہو گیا چکنا چوڑا اور موٹا
دونو باتین ہوئین نہ جبکہ درست — پہر تفتیش سی ہوئین ہو سست
پوچھا خلوت مین اوسکو لیجا کر — سچ بتادی مرا ہی کون پدر
ای سزاوار دار و تیغ زنی — کسکی نطفی سی ہی تو مجکو جنی
رعد جیسی گہی نہی چیخ و خروش — غل مچانی لگی وہ کہا کر جوش
اس بڑھاپی مین مجھ پہ ہای غضب — ہی تو بہتان لگاتا وائی غضب
کسکا مقدور اور ہی یارا — مختلط ہو یہ یا نوی دارا
اور کہا مجہ ہونہ استی گرم — کر خدا سی ذرا تو اپنی شرم
راستی ہی نجات پاوی گے — جان ورنہ یہ مفت جاوی گی
جیلی اوس نی کئی ہزار ہزار — اور کئی عذر سیکڑون اظہار
گوہ ہوئی تہی وہ نیلی اور پیلی — دیکہ کر تیغ پہر ہوئی ڈہیلی
کہی نا گفتنی اگرچہ یہ بات — اپنی منہ سی کہون مین کیا ہیہات
کہتی ناچار بن ہوین ای جانی — ہی مثل یہ جو اسی دیوانی
آہ افسوس وہ نگئی وہ گذر — تہی می ناب سی نشاط اندر
اور شہ شیر گیر شاہ سوار — کہیلنی کو کہین گیا تہا شکار
سوتی آرام سی اکیلی تہی — پاس باندی نہ کوئی سہیلی تہی

تہی نہ می نہ سر گرم کی تہی وہ کہونٹ — پیتا تہا ہر گہونٹ تہا گلی کو گہونٹ
جام مشکین شب گیا جب ٹوٹ — گیا خمار سہ کا بہانڈا پہوٹ
بادۂ شب سی تہا جو شہ مخمور — جایا اوسکا خمار ہووی دور
عرض کی اوس نی یہ کہ شاہ غیور — ہی بلاشک وہ بادۂ انگور
ہو گئی مسمار ایسا گورستان — تہی جہان لاکہون ہی گڑی انسان
کوئی شی مین نہین ملا لا یا — مین تو خالص شراب ہی ہی لایا
کی بلا کر شبانکو پہر تفتیش — اور کہا مانن نجہیہ کچہ کم و بیش
بسکہ تہی اصل بد کی ناپاک — جایا اوس نی کہ وسنی ای اتاک
لیک وہ ہشت سی جا کی ہو مدہوش — کہنی لاگا کہ شاہ عذر نیوش
تہا وہ بچہ ابہی ہوا نہ بزرگ — کہ گیا اوسکی مانکو پہاڑ اک گرگ
اوسکی چہاتی سی مین نی اوسکو لگا — کر کی سو سو جتن غرض پالا
لایا مطبخ مین آپ کی اوسکو — اب جو جاہی سو کر تو مجرم کو
آیا ناچار اپنی مان کی پاس — یعنی وہ سن بانو ہی مان کی پاس
مطلبی زادہ ہون کہ شہزادہ — بندہ تہا باپ یا کہ آزادہ
پہاڑ ڈالا اوسنی یہ سنکی دامان کو — اور کیا چاک سینہ گریبان کو
آتی بدبخت کیا تری شامت — جبپہ رکہتا ہی کیسی یہ تہمت
کسکی ایسی مجال اور زہرہ — گہر مین جو شہ کی آئی بی بہرہ
سنکی یہ بات شہ نی تیغ نکال — رکہ دی اوسکی گلی پہ بس فی الحال
کردی موقوف رو پیہ سارا — راستی بن نہین ہی چہٹکارا
راستی موجب رضای خداست — کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
تہو اپیش رفت حیلہ لیک — کیا شاہ نی پذیرا ایک
ہو گئی لاچار آخرش بولی — کہنی کو راز کی زبان کہولی
لیک ابتو جو ہی یہ بچہ سے آہ — کرنا بیفائدہ یہ بند ہی آہ
کیا جوانی کی وہ لولی کہتی — اب بہی اونکو یا بہلی کہتی
الغرض ان دنون مین اک روز — تہی می ناب سی نشاط اندوز
بنگلی مین چمن باغ کی مین پہول — بستر گل پہ تہی یار اور پہول
وہ جوانی کی نیند اور وہ امنگ — اور سونی کا وہ جڑاو پلنگ

تھی ہین ایک مطلبی زادہ
گل گلزار باغ محبوبی
کیا کہون خواب سی جگا مجکو
بہا گئی اوسکی آن کچہ دلمین
پاس عصمت رہا نہ مطلق یا سب
ہوی کہیتی مین تخم افشانی
ہو پشیمان اپنی پرسش سی
پاس جانون کی چلا آیا
ایک حیرت یہی ہے راز نہان
تمنی جسطور سی کیا ہے قیاس
ہی کی پہنچی سی چاہتی ہو ور
صورت عیش اور طرب ہی مجھ
غم ہی از بسکہ آدمی کا خمیر
دوسری نی کہا کہ مین نی شراب
رنگلی کی خونکی اوسمین پائی بو
تب تو دلکو ہوا مری یقین
جانکی گراہان پاؤن مین
مطلقن اوسنی ہو یہ بتلایا
ایسا مین نی کوئی نہ پایا نشان
دیکہ اور ہانڈی چمچہ و کفگیر
کہنکتی لوگ سچ ہین یہ پہیلی
کب نہ رادا رہیگا شاہون کو
دم بخود رہ گیا یہ سنکر شاہ
پہر کی جیسا تک نہیں غضب کی آگ
آگی کیا جانی کب یہ لائین غضب
کہینچی جلد لیا تہین رخصت
سوچ یہ دل مین اور ہو خندان

تہا جو صد فتنگی کا آمادہ
سرو نوخیز گلشن خوبی
خواب کیسا دیکہا دیا مجکو
تر ہا ہی وہ بیان کچہ دلمین
باغ شہوت کی گل کی سونگہی باس
ثمر اوس تخم کا ہی تو جانے
اور محجوب ایسی کاوش سی
اور اون سی یہ آگی فرمایا
تم پہ کیونکہ ہوی کہو تو عیان
مجسی کہدو تم اب بلا وسواس
غم و رنج و الم ہون دل سی دور
غم جو دونا کری عجب ہی مجھے
سمجہا مین اوسکی خونکی ہی تاثیر
پیسکی کہایا جو اک وہہاکی کباب
صاف پا چہڑیکی خونکی آتی بو
شیر سگ سی ہی پالا اسکی تنیز
تیسری بات کہ سناؤن مین
کہ حضور مین جیسی ہون آیا
جو نشان رکہتی ہینگی تا جو ران
یخنی و شوربا و نان و پنیر
ہانڈی ہین جو ہو چہچی مین نکلے
اور جہانگیر کج کلاہون کو
سرکو نیچی جہکاکی بہرکر آہ
کہتی انسی کہ یان سی جاوین بہاگ
تڑپکے رسوا جہجی دکہا یہ غضب
دیکہی اک ربہی وزر یان مہلت
بولا اون سی کہ اسی خردمندان

تو ہر نخل زندگانی تہا
مین نی کہانا نہ تہا جو کچہ کہایا
یعنی اوسدم ہوی ہو مین بیدار
تشنہ می سی نہی جو چیز رہنی
مختلط اوس سی ہو گئی جہت پٹ
سنکے خسرو ہوا یہ شرمندہ
متحیر ہو اس کہوئی ہوئے
تینون باتین تمہاری راست ہوین
ظاہر اسمین کوئی دلیل نہین
ایک بولا کہ مین نی پوچہی جو ن
عمکو لازم ہی جی سی کم ہو دے
پوچہا اور ونسی بہی جو مین حال
ہی بلا اسمین آدمی کا خون
دلمین شورش سی کچہ ہوی پنہان
دیکہا جو کرکی استخوان کو غور
تیسری نی کہا بصد منت
کہا ہی شہ نی مغلظہ سوگند
قول و فعل آپکا مین ہو ستا
جبکہ مین نی یہ امتحان سخن
تذکرہ میں انہین کا روشنا
تذکرہ کہانی اور کہلانی کا
تب تو بیشک ہو یقین ضمیر
اور دلمین کہا کہ شاہ ہو نکا
ورنہ کیا جانی آگی کیا ہووی
انکی صورت نظر جب آویگی
تا نہ افشا کرین یہان یہ راز
مغتنم یہ تمہاری صحبت ہی

میوہ کا غور سی جو انی تہا
لی وہ خوان طعام وان آیا
اور دیکہا وہ سرو گل رخسار
دلمین اوسدم ہوس کچہ اور تہی
دونو آپس مین ہم ہوی غرض شب
ہو گیا زرد چہرہ تابندہ
اشک گلگون سی منہ کو دہوی
راست ہی یہی کہ اور کا سنکے
کچہ بہی پہچان کی سبیل نہین
دیکہا تو غم فزودہ ہوتا ہی
نہ کہ افزودہ اوسدم ہووی
وہ بہی بولی کہ ہان فزون ہی ملال
تب تو غم ہو گیا اوسدم افزون
اور دہن سی ہوا لعاب روان
چیٹہی کتی کی ہڈی کی تہی طور
دونو باتین تو سنچکی حضرت
دونکا زنہار کچہ نہی نہ گزند
محک امتحان پہ تہا کسنا
نہ سنا غیر آتش و نان سخن
سنکی ہر بار مین نی سر کو ہلا
قلیہ و قورما پکانے کا
یعنی حضرت کا ہی خمیر خمیر
کام نہین قتل بیگنا ہو نکا
خون مجہ سی نہ تینونکا ہووی
آتش خشم سر اوٹہا ویگی
دوست دشمن سی ہونگی ہم آواز
ہوتی ہر دم حصول حکمت ہی

آفرین ہی تمہاری دانش پر — آج ایسا ہی کون دانشور
دلکو فرقت کی ہونیکا غم ہے — مغتنم ہی یہ دیدہ جو دم ہی
رکھتی پانی کی تم ہو خاصیت — بند کرنا ہی دور از حکمت
بند ہوتا ہی جبکہ آب لطیف — صاف ہوجای ہی غلیظ و کثیف
کردیا زاد و راحلہ طیار — دی سو سو ہر ایک کو دینار
ملی کنعان شاہ کو مطلع سعد — گھر مین آ پہونچی تہوڑی دنکی بعد
جیسی تقدیر اونکی پہیری تہین — پہیری یون ہی وہ پہیر پہچی تہین
مان بہن کو ملی دلی راحت — دلکو ہر ایک کی ملی راحت
تہوڑی دن مین ادا ہوکین بر بر — پہچی سجا بساط سور و سرور
شادیانی طرب کی بجنی لگے — سرو پا چہوٹی اور بڑی کو ملی
کوی لیتی بلائین آتی تہے — کوی دیتی دعائین جاتی تہی
تیل و ماش اور رنگی کوی لائی — پوچہتی تہین سبہی کوئی خبر آئی
تاج اور رنگ بس لگا ہونی — درد و غم جاکی چہپ گیا کونی
دیکہی بیٹی جو اپنی یوسف چہر — پدری ایسی آئی جوش مین مہر
اس لئی اوسنی بیٹیونکا سامان — کیا مشکین بشکل زلف بتان
رنگ مشکین ہی واقعی بہتر — مردم دیدہ پر کرو نہ نظر
گر نہ ظلمت مین آب حیوان ہو — تو ہو جان بخش کسطرح سی وہ
شب جو ظلمت مین خوب فائق ہی — سبب راحت خلائق ہے
دلکشی مین نہو وین کیون یکتا — مشک اذفر سا رنگ ہی انکا
جبکہ یہ داستان مشکین بو — کہہ چکی نازنین مشکین بو

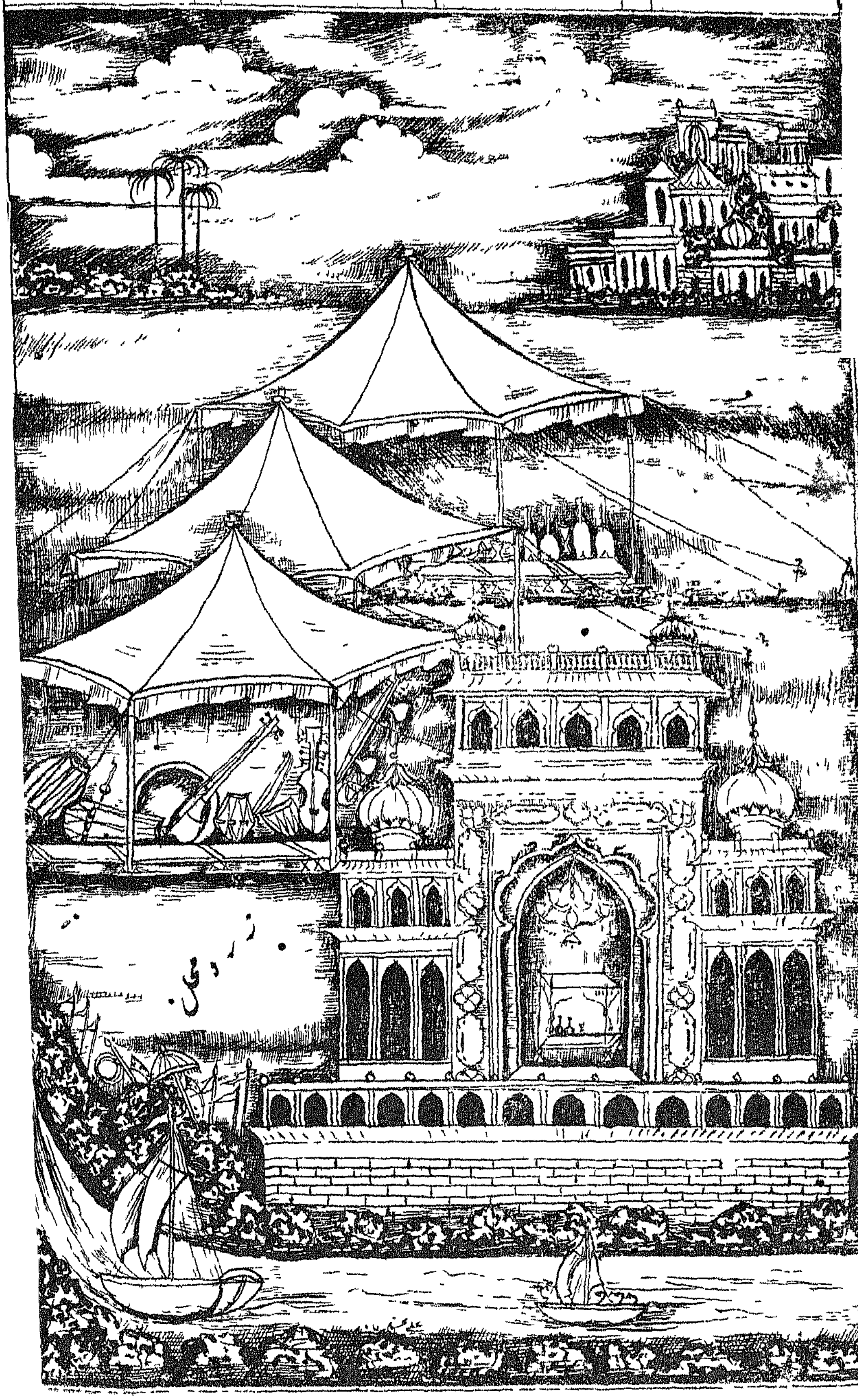
تسی سوغات دے ہوی حاصل — لاکھون ہی فائدی جس سے حاصل
پر ہو سیاح تم جہان نورد — گر زمین گرد آسمان نورد
پانی رہتا ہی جبتلک جاری — رہین گی ویسی لطافتین ساری
عذر یون کرکی اور دیکی خلعت — دیکی اون تینونکو کیا رخصت
تینون خوشحال خسرو خندان — اپنی گہر کو چلی وہ شکر گزاران
انکی مادر و پدر سے ملے — پدر پیر یوزہ گر سے ملے
جسطرح اونکی بچہڑی آن ملے — یون ہی سبکی ملامی ہوئی بچہڑی
منتین مانی تہی جو جو مانی بہنین — نذرین پیرونکی جو جو ٹہانی تہین
پوڑیان دونادی کیا کونڈا — پیر دیدار کا دیا کونڈا
سب کو حاصل ہوئی جو فرصت تہی — کہین مبارک کہین سلامت تہی
صدقی ہوتی تہی ورگرد کوئی — واری جاتی تہی آ کی ہر کوئی
گوہر و در نثار ہونی لگی — زر سرون پر تصدق ہونی لگی
پیر کنعان کی شکل باپ انکا — روتی روتی ہوا تہا نابینا
ملی بیٹیان جو انکہڑیون کی نقین — سوی کافوری ہوگئی مشکین
تاج و تخت و لوا نشان و علم — مشک سا کردیا سیہ وہی دم
کر سیہ مست ہین یہ متوالی — خوش ہی تہ رنگ سیہ سی مت والی
ماہ کا چہرہ ہو نہ نورانی — آتی جب تک نہ شام ظلمانی
خال مشکین عنبرین مویان — زلف و گیسوی جعد مہرویان
کیون بت ہند ہون نہ شوخ و شنگ — خال ہندو ہی انکا مشکین رنگ
شاہ بہرام سو رہا جہٹ پٹ — ماہ مشکین لباس ساتہ لپٹ

گلزار تیسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز یکشنبہ گنبد زعفرانی مین اور ساتہ صنم نیمروزی کی تمام روز عیش کر مشغول ہونا رات کو کہانی مین

روز یکشنبہ کی ہوئی جو سحر — مہر دیدار شاہ نیک اختر
صورت مہر چست اور چالاک — زعفرانی پہین کی سب پوشاک
تہی جو خورشید نیمروزی فن — نورسی روشن اوسکی تہا وہ مکان
اوسنی دیکہا جو شاہ کو آتی — اور تشریف اسطرف لاتی

یعنی بہرام گور کیوان جاہ — سہ قدم خور علم نجوم سپاہ
زعفرانی نشاط کر حاصل — گنبد زر دمین ہوا داخل
پہنی پر زر سنہری رنگ لباس — ٹہیک تہا کا اور جست تنک لباس
اوٹہ کی اپنی مکان سی بصد ناز — عشوہ پرداز اور کرشمہ ساز

آئی اس حال سے کہ مین بہرام ‌ ‌ ہوگیا پایمال طرز خرام
ساتھ لا اپنے تخت پر بٹھلا ‌ ‌ شیشہ و جام و بادہ لا رکھا
سامنے جب وہ عشوہ گر آئی ‌ ‌ بس چکاچوندھ مین نظر آئی
رہ گئی تا شام یون ہی محفل گرم ‌ ‌ گاہ شوخی گہے ادا گہ شرم



نقل و مے رنگ رنگ شعر و کلام
ان سوا تہا نہ اور شی کا نام
آئی جب بات تب وہ ماہ منیر
یعنی بہرام شاہ عالم گیر

آیا محفل سی اوٹھ کی خلوت مین
کاٹی تا رات خواب راحت مین
لیٹ بستر پہ نازنین سی کہا
کہ کوئی قصۂ نشاط افزا

جسکی بس ہی سی نیند آجاوے
خواب گہ کا بنا منہ کہا جاوے
کہنی لگی نازنین پر چین جبین
بولی ای بادشاہ روی زمین

کوکب جاہ و نیر اقبال
رہیو تابندہ تا ہزاران سال
کرنی بک بک اگرچہ اب بحضور
پاس آداب سی بہت ہی دور

پر یہی مرضی ہی تیری ہون لاچار
خوب سی کرتی ہون قصہ اک اظہار

افسانہ کہنا اوس صنم زعفرانی پوش کا رنگین بیان سی اور زعفران زار دکھلانا بہرام کو اس کہانی سی

جہوٹ سچ ہی بگردن راوی
پر کہانی یہی یون ہی سنی
کہ خراسان مین پیش ازین کئی سال
تہا سنار ایک با کمال و جمال

صنعت زرگری مین تہا بخدا
نہ جہان مین کوئی نظیر اوسکا
حسن مین یک تنگ جہر نام حسن
تہا حسن کا ہر ایک کام حسن

اوسکی صنعت کو دیکہکر استاد
کرتی تہی صنعتین خدا کی یاد
سونی روپی کی چیز جو طیار
کرتا تا نازک وہ سادہ و پرکار

وہ انہون نی نکالی تہا لب اوکت
ہوتی حیران سب اوسکی دیکہ گرہت
غرب سی شرق تک تہا اوسکا نام
سادہ کاری مین تہا وہ شہرۂ عام

پیتل اک دن گداز کر کہین مین
اور کرکی ہزار رنگ جتن
طرفہ ہاتہی بنایا کہ وہ شکوہ
دیکہ جسکی شکوہ دب گئی کوہ

رکہی پانون مین ایسی کہ گر شب
کہ چلی ہر طرف وہ بیکوشش
کچہ نہ کہائی پئی نہ ہو بیمار
نہ کہٹا کی کری کہین نہ بنہار

بٹری در کار اوسنی گہڑ بدن
مانگی چارا نہ راتب اک دو من
چلنی مین بہی کہول اور پائل
ایک ٹہوکر نہ لی بصد منزل

تہا سبک وہ یون بآسانی
کہ نہ ہلتا تہا پیٹ کا پانی
ماندگی اوسکی ہو نہ آیا بوس
جاوی اوسپر چڑہی ہزارون کوس

جب وہ آنکس نہ کہا خوش رفتار
بوڑہی یہ دار اوسی ہوگیا درکار
کہنا سم حاجت اوسکو ٹہہر
نہ اگر ہاتہی کہی شر یل

تہا ہر اک عیب سی غرض وہ بری
کہین دی ہرکارہ دہٹ نہ پہیہ نہ بری
کرکی نقش و نگار مستک پہ
بیٹہہ پر جہول ڈالی اک پرزر

ڈال گردن مین اک کالا لال
دی سری ہاتہی پر مغرق ڈال
بادشہ کی حضور اوسی لایا
چلنا پہرنا اوسکو دکہلایا

دیکہکر شاہ ہوگیا حیران
واہ واکی بصد ہزار زبان
قدر دانی کی کہ اوسی فی الحال
بخشا اوسکی تئین کچہ نقد و مال

اور خالص ہزار من دی زر
بولا ای اوستاد جادوگر
ایسا ہی سونیکا بنا دی پیل
جلدی سی لی بنا کر کچہ ڈہیل

گرہی انعام خوب سا لینا
خوب تراس سی ہی بنا و بنا
لگ گیا اپنی گہر حسن سونا
سفت پایا ہزار من سونا

کمر سی اوسنی باندہی چیت
اور کرنی لگا وہ فیل درست
کوشش روز و شب مین در کیا
ہاتہی ایسا بنا کہ واہ جی واہ

کہین نشان و شکوہ اوسکی کیا
پیل چرخ اوسکی آگی تہا پاٹہا
کوہ رفعت بنا ہڑا اکنجل
بچہ تہا جسکی آگی بادل

دیکہ گجہا گ اوسکی ہر اک آن
ماہ نو قوس چرخ تہی قربان
لی گیا کر کی نقش اور نگار
شاہ کی روبرو وہ سادہ کار

دیکہ صنعت پہ بر تر از مقیاس
خوش ہوا خوب شاہ قدرشناس
دست مزد اوسکا دی بصد اکرام
چار من زر دیا اوسی انعام

دیکہ ہاتہی کی شاہ نی سج دہج
پیار سی نام رکہا گنجن گج
پہلی اوسپر ہوا وہی وہ سوار
اور چلنی لگا وہ خوش رفتار

پہر کی چارون طرف پہر آیا گہر
چڑہتا پہرتا اوسی پہ تہا اکثر
یہ تماشا جو اک عجایب تہا
شہر مین اوسکا پڑ گیا شہرا

جو کوئی دیکہتا تہا حیران تہا
ہر اک انگشت زیر دندان تہا
جتنی تہی دستکار صنعت ساز
کچہ نہ کہلتا تہا اوسکا اور براز

خوش کرنی مین تہا او نہین قصور
لیک پہچان فہم سی تہی دور

دل ہی مین پیچ و تاب کہاتی تہی
دینی کا زک نہ داون پاتی تہی

نیش عقرب نہ انہی کہین ست آئی
مقتضای طبیعتش اینست

تا تہی ایسا کہ پہنا سے تہ ہم
زر حسن کی طرح سی پاتی ہم

آتش رشک سی سدا جلتا
دست افسوس جیسی مکس ملتا

بعد صد فکر و غور و خوض عمیق
سبزاران تلاش و زعم دقیق

مفت کا یہ جو پایا ہی سوتا
کہنی سو من اوڑایا سے سونا

فہم وان تک رسائی نہین پاتا
نہین میزان عقل مین آتا

ہاتہ آیا ہی رشتہ سر در گم
گیا ہاتہی نکل ہی اسکے دم

شتہ سی جا کر یہ گر کہ وان اٹہا
نہ گلا ویکا فیل وہ زنہار

شتہ اگر تو لتی پر آ و یکہا
یہ ترازو یکیہ سما وسے کا

چال اب سوجہتی کوئی تازی
مات ہوجای تا کہ یہ بازی

اگر کرون مین بساط یہ کوتاہ
جاتا ہی باد ہی خزانہ شاہ

کیا مین تدبیر اب کرون بیدل
اکہنا مشکل نہ کہنا ہی مشکل

ایسی جرأت کی کیجہتی کچہ بات
سیکہتی تہی حسن یعنی ن کی بات

اپنی جورو کو اوسکی بہیجا گہر
ساتہ سوغات خوب سی دیگر

آشنا جبکہ اہل خانہ ہوئی
ایک کی دوسری دوگانہ ہوئی

تحفہ سوغات بازی ہر اکدم
ہوئی دو نو کی نت لگی باہم

ہوتی آپسمین روز رازو نیاز
رہتی پنہان تہ ہمدگر کچہ راز

اپنی عورت کی تئین بمکر و فسون
حرف مطلب لگا پڑہانی یون

کر کی سو رنگ سی فسون سازی
کیجو آخر یہ نکتہ پردازی

دو سرا ہی کہان اب ایسا پیل
بولون کو ہر وان کہین یا پیل

کسکی قدرت بنائی پیل ایسا
دخل کیا ہی کہ بن سکی ویسا

تو لتی یعنی پیل یہ کیونکر
اسمین حیران سبہی ہین الشتور

باتین یہ کہکی لا پہر اس ڈہب پر
کہ وہ شوہر سی سیکہ لی یہ ہنر

سنکی یہ بات وہ زن غدار
زال دنیا سی ہی سوا مکار

واری قربان جادوگانا پہ
لیکی جیٹ جٹ بلائین سر تا پا

حاسدون کی حسد نی مار بہوش
خار خار حسد سی تہی بجوش

کیا وہ پاتی حسد سی آہ خلاص
ہی مثل قاص لا یحب القاص

اس لئی کرہی تہی پس و داون
ہاتہی کی پاؤن مین ہی سبکا پاون

ایک تہوی جو تہا بڑا پر فن
فتنہ گر حیلہ ساز اور بد ظن

دہیان اوسکو ہی تہا صبح و شام
کیونکہ دیجی حسن کو اب الزام

دل مین سوچا یہ اپنی مردک
کم ہی یہ پیل وزن مین بیشک

لیک اوسکا ہی تولنا دشوار
او یہ عقدہ ہی کہولنا دشوار

سخ کہ ہر اسپ فکر کا موڑ دون
پیل بند حسن کو جو توڑ دون

دم ہی اسکی کہ اب نکل جاوی
پا کی شہ شہ سی مات وہ کہاوی

شہ کو گر تول کی نہ چال بتاون
ہی یہ خطرہ نہ شہ رخ مین کہاون

اسکی منصوبی ان ہی رخ بجلاج
بازی ہی کشت و زن کی محتاج

ایسی شاطر سی گر مین دل افسرد
رہیون قائم ہی تہ بڑی ہی برد

ہار کر یہ چہوڑ دون فکر دقیق
تو شطرنج مین ہونگا غریق

سوچ مین پہر گیا وہ دون خصلت
اور ٹہرائی دل مین یہ حکمت

بسکہ تہا سخت مفتری پیشہ
دل مین ٹہرایا لیت اندیشہ

ربط تا زوجہ حسن سی کری
آشنا اوسکو مکر و فن سہی ہی

ہوتی آپسمین پیچ اب سخن
یہ زنانی کہی کہی وہ بہن

کر کی بازار آشنائی گرم
دل کیا زوجہ حسن کا نرم

ربط جب ہو چکا یہ خاطر خواہ
اوسکا شوہر وہ آب پیر کاہ

ابکی جو تو حسن کی گہر جانا
اور اکیلا دوگانہ کو پانا

ہی بنایا حسن نی جو ہاتہی
اوسکا آفاق مین نہین ساتہی

پیل اوسکو کہون کہ کوہ زر
کمبخت فیع ایسی تہی شکوہ زر

پیل تو کیا بنائی کا کوئی
یہ تو بتلائی اب بہلا کوئی

خود حسن کون اسکو تول سکی
منہ ہی کیا جو کہ یہ کہول سکی

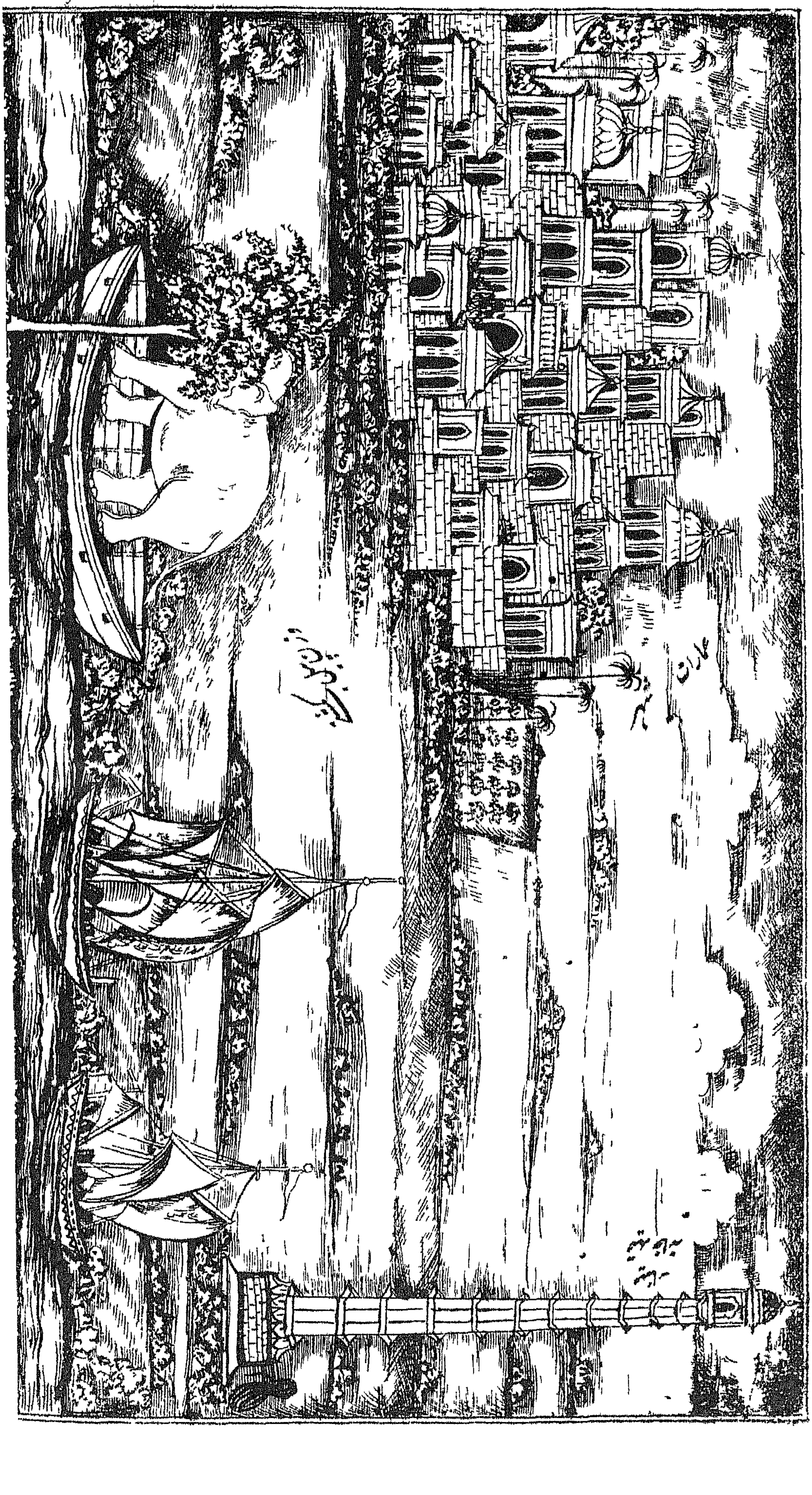
کہ جو کوئی چاہی زن اوسکا پائی
پیل کیونکر ترازو مین وہ سمای

کرنہ ہرگز درنگ ایک دم تجہی
جلد کہ مین حسن کی جا دہمکی

تب نئی باتین وہ بنانی لگی
ایدہر اودہر کی قصی لانی لگی

لاتی اٹھ ہے پر اوسکو آخر کار — سیکھی شوہر سی وزن کا ہنجار
کہیں دوکان سی حسن آیا — ہاتھ منہ دہو کی کہانا کچھ کہایا
باتیں جورو خصم میں ہونی لگیں — کہیں کچھ اسنی اور کچھ اوسنی کہیں
ای بہن قربان جاؤں تیری پر — آج تجسا ہی کون اہل ہنر
تیرا شہرہ ہوا ہر دم و شام — کیوں نہو ہی مثل یہ شہرۂ عام
اپنی ہم پیشہ جتنی ہیں عورات — فخر اونپر کروں ہوں میں دن رات
جسقدر ہو حصول تجکو فضل — اوتنا ہو ہمسرن پہ تجکو فضل
سر سی تا پا جو دیکہہ جاتی ہوں — ہر جگہ دلکش اوسکی پاتی ہوں
کام جسکا اوسیکو ساجی ہی — کری کوی اور تو ٹہینگا باجی ہے
ہی بنایا یہ تیں جو پیل شگرف — ہوا جسمیں ہزار من سی صرف
کہ شکست اور اوسمیں نقص نہ آئی — بلکہ ثابت ترازو میں وہ سمائے
جانتا ہی تو دی بتا مجھکو — تا خوشی دلکو میری دونی ہو
یاد ہیں صنعتیں ہزاروں اور — ہی بہت سہل تولنی کا طور
ایک ظاہر نہیں میں کرتا ہوں — کیونکہ ان حاسدوں سی ڈرتا ہوں
سچ کہاتی حسد ہیں یہ بیحال — جان بری انکی ہاتھ سی ہی محال
بولی عورت کہ سچ کہا تو نی — واقعی ہیں یہ بدظن اور کہونی
کس میں مقدور ہی اب اتنا پر — لی جو ہاتھی سی انکی ٹکر
تاہم انسی حذر ہی بہتر ہے — موذیوں سی حذر ہی بہتر ہی
بولا ہی واقعی تو محرم راز — تجھ سوا کون ہی مرا دمساز
راز پوشی محال ہی ان سی — رازکو سنتے وال ہی ان سی
نہیں ممکن کہ سر کسی عنوان — شاہ رکہی تو دیر سی پنہان
ہوں سدا اسمی ہی میں ہمراز — شادی و غم میں نت رہی دمساز
اب چھپانا ہی کہوں کیا باعث — کچھ تو مجھکو بہلا بتا باعث
جان سی اپنی جیب میں ہو تنگ — تب کہوں نکتہ میں یہ تر سیانہ
ہنسہ لگی کرنی اور رہٹ بیٹھی — اش کی آتی کی طرح اینٹھی
کچھ نہ بن آئی بن بتانی کے — بس چلا بن نہ جز سکہانی کے
عہد زن نی کیا یہ کہا سوگند — کہ دیر راز کو رکھونگی بند

شام کو جبکہ سپہر پیل فلک — ماہ نو کی لیے لات آتی جھک
لیٹا جب بہر خواب بستر پہ — لیٹی جا تو ن یہ پہلوئی شوہر
کرکی سو سو طرح سی چاو او چوز — لگی کہنی وہ شمع دل افروز
سب ہنر پیشو نکا ہی تو استاد — پاتی بازار ہی سبہونکی کساد
سبہی ہاتہی اگرچہ کانونکا نون — جسکا ہاتہی پہ ہی وسیکا نانون
مردوں پر بیشی جبکہ ہو تجکو — تجکو فوقیت انپہ کیونکہ نہو
پیل نہ رہن کی کی جو تیں پروا — سحر اسکو کہوں ہیں یا اعجاز
ڈہالو سونیکا ہاتہی ایسا ڈول — جز تری کیا بنائی کوئی ہی حول
لیک دل میں ہی اک ہی خلجان — پہانس سی کہٹکی ہی ایک زن مان
سب طرح سی یہ فیل بہتر ہے — وزن کا لیک طور کیونکر ہی
ہی بناوٹ انوکہی سکی سب — اوس سی ہی جیچ ہی تو زنکا بر دب
تب حسن نی کہا کہ ای جانی — یاد لا کہوں ہنر میں پہچانی
لیک معدوم ہیں جو قدرشناس — اور انصاف سی بہی ہیں ناپاس
دشمنی پیشہ ہیں یہ ہم پیشہ — انکا ہی سبری دل میں اندیشہ
دہیان ہی بس یہ انکو صبح و شام — ناتواں ہیں یہ دیں مجہی الزام
راز اونسی یہ چھپانا بہتر ہے — انکو بتا بتانا بہتر ہے
رو برو تیری کون آ دیکا — گنی ہاتہی سی کون کہا دیکا
مجہسی پر بھید کر چھپا دیکا — تو بتا پھر کسے بتا دیکا
پر تو عورت ہی اور پر عورت — ناقص العقل اور ہی دون فطرت
بولی عورت کہ ای محقق اسیر — جورو کہلاتی ہی خصم کی زیر
نہ کسی سی جو چاہیئے کہنا — جورو سی سو وہ چاہیئے کہنا
تو جو دیتا نہا بھید سب بتلا — میں نی افشا کیئ وہ کب بتلا
تب حسن نی کہا کہ سن ای جان — لائق اسکو چھپانی ہی کی جان
مرد پر تہی بس وہ زن غالب — ہوی لڑنی جہگڑنی کی طالب
حسن ازبس مطیع فرمان تہا — عاشق اوس فتنہ پر بصد جان تہا
بولا اس شرط سی بتاتیں ہم — نہ کہونگی کسی سی کہا یہ قسم
نہ کلید زبان مروڑ دینگی — قفل اس بھید کا نہ توڑونگی



تب حسن نے کہا کہ اک غور / وزن کرنیکا اسطرح سے طور
پانی جس گھاٹ مین کہ گہرا ہو / لا کے استادہ وان کرین اسکو
غرق پانی مین کشتی جتنے ہو / کر رکھین کچھ نشان اوس جا کو
ڈوبی جسدم نشان تک کشتے / بس کہین تول ہو چکی پوری
اینٹ پتہر کا ہو دیکہا جو وزن / ہو گا یہ شبہہ پیل کا وزن
سنی کد بانو نے جو یہ حکمت / ہو گئی غرق لجۂ حیرت
کیا منہ سے چشم بد ہین دور / کیونکے چشمون سے ہو نکلی غرور
زر گر چرخ نے بوقت پگاہ / زر خور کو دی چرخ خلط خواہ
کرتی گہریان لگاوہ گرما گرم / آتش آفتاب مین کر نرم
کام ہیکا سنار کا لوگو / کٹر ہی کچھ اور سنوارتی پولو
لین بلا تین دوگانہ کی یکبار / کی ہم جاہ پیار کی گفتار
لگی کرنے بنابت باتین / پوچھین اوس سے کہ بلا کہلا باتین
گفتگو شب کی سب بیان کر دی / وزن کی بات پہ نہان کہی
میر بان سادہ میہمان طرار / لائی اس ڈہب پہ آخر اسکو تا
ہر طرح سے اوڑا لی وہ یہی کہات / وزن کی جو چہپا رکہی تہی بات
شوہر فتنہ گر سے سارا حال / کہہ دیا اوسنے آنکر فی الحال
اور بولا کہ اے شہ مغبون / غلبن حضرت سے کیا حسن کا کہون
حکم گر ہو تو تول دکھلاؤن / کمی بیشی سب اوسکی بتلاؤن
کیونکہ تنہا بنا سے تہا نہ حسن / بلکہ مشرف بہی تہی بان کہی ترن
یہ تو چوریکا کیونکہ تہمت دون / ناحق اوسکی یان بذکر تن
گر یہ ہو حکم بہیجئے زر اوس سے پہر / ورنہ گردن سے میری اور شمشیر
شاہ بولا یہ ایسی تحفہ چیز / توڑ دون کسطرح مین تیا تو عزیز
بولا مین طرز وہ نکالونگا / یعنی بے توڑے تول ڈالونگا
پائی شہ نے جو طرز سنجیدہ / آئی اوسکو بہت پسندیدہ
آئی بیکار کن لب دریا / اور حسن کو وہان بولا بہیجا
جب ہوا سنگ سنگ نو سو من / نکلا سو من کا زد تب تو حسن
بات سلطان سے یہ حسن نے کہی / اسنے کیا کہتے ہین کہے تو سہی

یعنی اک کشتی بلا لائے سا / کرین پر سطح آب جلوہ نما
ہاتہی کو پہر چڑہائین کشتی مین / اور اسکا لحاظ خوب کہین
ہاتہی پہر کشتی پر سے لیوین اوتار / اور کرین سنگ و خشت آوین بار
سنگ و خشت اوس سے پہر لیوین نکال / اور لین تول اسکو بس فی الحال
جب گیا اسطرح سے ہاتہی ٹل / لگی بیٹہی جاگی سب کہل
کر کے تحسین اوچہل پڑے یکبار / اور کی آفرین پکار پکار
دونو پہر کر کے کام دل حاصل / سوئے یکبار گی گلے سے مل
لی کٹہالی مین وہ گلی ڈال دیا / ساعتون کی محک پہ سادہ لیا
گہر سے کہتا حسن وہ کانکو چلا / چہاپ چہلا انگوٹہی لیو گڑہا
آئی کد بانو اوٹہ کے جہان پاس / جسکی تہی مکر و دمدمی پر اساس
تہی دوگانہ جو آفت دوران / کہول مکر و فسون پہ اوسنی زبان
تہی زن سادہ کار جو سادہ / ہوئی کہنی پہ سر سے آمادہ
کر تجاہل وہ میہمان شریر / رہ گئی بس خموش جیسے تصویر
معتمد بن گئی وہ پر نیرنگ / یان تلک جو لگا اوسیکے سنگ
ہاتہ میزان وزن کی لا کر / ہو گئی رخصت پہر آئی اپنی گہر
باٹ جب اوسنے وزن کا پایا / دوڑا خدمت مین شاہ کی آیا
پیل زر سین جو اوسنے ہی گڑہا / وزن مین کم ہی تول دیکہی گا
بادشہ نے کہا نہ کر بہتان / وزد کہنا اوسے نہین شایان
اور سوا اوسکی تہی امین کئی / تہی کہ بہان تیز بین کتنے
بولا پہر وہ زمین ادب کی چوم / وزن کر دیکہو تا ہووے معلوم
دل مین شاہا کچہ اپنی مت لا شک / پیل کم ہی یہ وزن مین لا شک
گر نہ توڑون درست نہین دون / تو بہلا اسکو کسطرح تولون
تہا اوڑا یا جو تولنی کا ڈہب / کہہ سنایا وہ اوسنے شہ کو سب
شہ نے لوگونکو یہ دیا فرمان / تول لیوین کشتی کی بنا میزان
تولا میزان کشتی مین بہر فیل / وزن کرنیکی جسطرح تہی سبیل
کسکی مشکلین حسن کی پہر تو قریب / سو خرابی سے لائی شہ کی قریب
کی حسن نے یہ عرض ہو کے دلیر / نہین چوری ہی کی یہ ہیر آور سیر

اور نہ اسکی تہی کہ مزدوری
کیونکہ آتی کا نہیں سکو یقین
گر گیا سو ہین اب ہزار سی زر
یہ بہی مرضی ہو تو ا بتا نذر
خالصی جب اوکا حسن کا گہر
ایک سوگز کا تہا منار بلند
شکل نا سور کہنہ اوسکا ڈہنگ
بادشہ جسپہ خشمگین ہوتا
حبس کرتا وہان تہا گو بیجا
کرکے دروازہ کلان تیغا
نہ کوئی یار نہ رفیق وہان
تہی وہ حالت کہ جیسی کوئی سکوت
بن نہ آتی تہی ہائی کوئی کلا
گرتا پڑتا ہوا بحال تباہ
مو پریشان اور گریبان چاک
آئی جب پاس تب حسن نی کہا
آہ و زاری بجز سکیبا ہو
نظر آتی نہیں یہان سے رہائی
پہر نہ اتنا بہی آہ تو گہبرا
جلد جا شہر کو اوتہا قدم
زنکو دانائی اوسکی تہی معلوم
وہم بجز و اولٹی پاؤن شہر کو آئی
جیو نٹی پہ میل پر جو بہی چڑہتی
شاید آ پہونچی قید آغشتہ
اسنی وہ ہی کیا جو اوسنی کہا
جون ہی پہونچا وہ تا زہر فی تک
رہ وہی سوگز سی کچہ فزون ہی طول

پائی حضرت سی تہی نہین پورے
چہ رہی سب کہینگی سیری شتقین
کیجئی صنعت حسن نظیر
لوٹنگا سب ہر اہی سیری گہر
اپنی مرضی سزا کی دینے پر
نہ دبان تک سکی جہان نکند
یعنی نیچی فراخ اوپر تنگ
قید وہ شخص تہا وہین ہوتا
پر حسن کو بہی ہاو ہین بہیجا
غرفہ اوپر کا پہر کہلار کہا
نہ رہائی کا کچہ طریق عیان
چپتی جب کہ یہ قید وہ مبہوت
تہا غرض وہ بدار مرگ چڑہا
آئی ہی اسطرف کو پہر تا آہ
ڈالتی سرپہ ہر قدم پہ خاک
اتنی بیصبری کس لئی ہی بتا
تا مرا غم نہ اور دونا ہو
مرگ ہی مرگ آدمی ہی دکہائی
مت بتا ایکو تو بیصبرا
ریشکی گرہ اور سپید ریشم
جانتی تہی کہ شوہر مظلوم
ریشم اور گرہ خرید کر وہ لائی
گرہ وہ کہا وہی اوسکو پہر جلدی
ہاتہ تک سیری وہ سر رشتہ
اور چیونٹا وہ ریشکی تار چڑہا
چیونٹی سی جب لیا حسن نی اوہ
کہ پہونچا کہ ہویہ کام حصول

زندہ یہ جیسو اسطی اوٹہایا تہا
سعترفا انہوں میں یعنی خود تقصیر
یا سمجہ اپنی جان و تن کے زکات
شہ نی ضبطیکا حکم فرمایا
تا ہوا اور ونکی موجب عبرت
تہا کئی کوس شہر سے وہ دور
اوپر اتنی جگہ کہ جو یک کس
دانہ پانی جو تہا نہ وان پاتا
سنگدل لوگ اوسکو لیجاکر
بیٹہا کہڑکے میں صورت بجو
حال پہ اپنی کہای تہا افسوس
بیٹہا حیران تہا حزین و حیب
دور سی دیکہا ایک راہ نورد
آیا جب پاس تب یہ بات کہلی
موکنان آئی ہی وہ شورکنان
فائدہ کیا ہی بیقراری سی
آئی جو تہی سو آ چکی خوار سے
جان پر میری اب تو آن سے بنے
گو کہ یان سی نجات ہی دشوار
آمری پاس ای انیس خاص
نقو کہتا نہیں ہی کچہ تی بات
تب حسن نی کہا کہ ای غمخوار
تار ریشم کا چہوڑ زر و دانہ
دیوی پہونچا خدا مرا مالک
قدرت حق سی جیونٹا وہ تار
کہتی عورت سی پہر لگایہ حسن
زن گئی لائی شہر کو رسا

کہنا لا حاصل و سکا اب ہیگا
استغ اور کیا کہون بجضور
بخش دی بجی شہ خجستہ صفات
ضبط ہو مال و زر چلا آیا
کوئی آیندہ پہر کری سرقت
مرگ سی پہ بلا ؤن سی مجبور
بیٹہی اوس تنگ سی قفس مین یہ نفس
تہوڑی ہی دن مین ہلاک ہو جاتا
کرکی محبوس آتی اپنی گہر
تکتا تہا یہ تکر تکر پہر سو
ہر گہڑی ہی انتو نکوس نکوس
کبہی چلای اور کبہی ہو چپ
چہانتا خاک پہانکتا ہوا گرد
کہ زن خاکسار ہے اوسکی
لب پہ ہی آہ و نالہ و افغان
کیا حصول ایسی اشکباری سے
سو کرتی نہیں ہی اب زاری
ہی می جان یہان تو جان سے کنے
مخلصی کے ہی سوجہی پہ نہیچا
تاکہ ہون اس عذاب سی مین خلاص
ہینگی سنجیدہ اوسکی ساری نکات
گرہ ذرا سا تو باندہ پہ سر تار
تاکری پستی سی وہ صعود
انہ قادر علی ذالک
سکل نٹ لی چڑہا فراز منار
جا کی لا شہر سے دراز رسن
تار چہوڑا حسن نی کرکہ کہا

بانو لی آتی جب سن کی تئین
اور دکھلائی وہ حسن کی تمیز
ریشم اوسنی دیا وہ جھٹ لٹکا
اور کہا اسمین باندھ دی رسا
کھولتی چار سن کا پیچ و تاب
کھینچ لون تماشا بین وہ طناب
کھینچ لی الغرض حسن نی رسن
اور رسن سی لگا یہ کہنے سخن
باندھ تو اپنی تئین رسن کی ساتھ
ہمنشین تا ہوا حسن کی ساتھ
بولی وہ یون کہ ای تو زیست سہی
او تا تو ہی اب نکر کچھ دیر
اتنی خاطر مین دکھ سہی اس تنے
مخلصی تا ملی ہیا تنسے تجھے
اب بھلا مجکو کیون بولاتا ہے
تو ہی کیون نہین اوتر کے آتا ہی
بولا وہ اس لئی بولاتا ہون
دیکھی تا دکھ مین کیسے پاتا ہون
سکہ کے ساتھی تھی دکھ کی آہی
پھر ہم تو چلی چلین گھر کو
سنکی یہ بات زن ہوئی لاچار
باندھی رسے کمر مین وہ یکبار
تھا حسن نے لگائی اور ہی گھات
چاہتا تھا تدارک مافات
تھی سزا دینی اوسکی تئین منظور
گرنہ دی تو ہی مردمی سی دور
آہنی سخت وان پہ ایک کڑا
خوب مضبوط سقف مین تھا گڑا
ریشمی کا اک سرا کڑی سی نکال
باندھا اپنی کمر مین پھر فی الحال
باندھا ساتھ اپنی ایک پتھر ہی
آپ تا وزن مین سی ہو بھاری
لٹکا کھڑکی سی تئین معلق جھٹ
جسطرح سی کلا کری کوی نٹ
تھی حسن کی طرف زبس بھاری
اور زن کی طرف سبکباری
چلی اوپر کو چڑھتی سیل کی تن
اور جھٹ نیچی آن پہونچا حسن
پہنس کی بیچ زوال مین وہ ماہ
لگی چون عدکرنے نالہ و آہ
کرنی اوپر سی مین لگی فریاد
ہای کیسی ہی تجھ پہ بیداد
چھوٹا زندان سی آپ مجکو پھنسا
کہہ تو ظالم یہ ظلم سے کیسا
کیا خطا میری تھی سی دل مین ٹھنی
جو مین مجرم سزای وار سنی
جو گنہ ہو مرا بتا مجکو
پھر جو چاہی سو دی سزا مجکو
کی گنہ اسقدر ستمگار سے
نہین آئین و شیوہ یاری
کون سی بات کی ہی تجہ سی خلاف
پھر وقت جو بن گیا تو صاف
گر مین تقصیر اپنی سن پاون
تو نہ شاکی مین تجھ سی مرجاؤن
جرم سن اپنا ہو رہون خاموش
پھر ناحق کرون نہ جوش و خروش
مین تو تھی جان و دل سی تجھ پہ نثار
تو ہی کرتا تھا مجکو جیسے پیار
اب یہ حیرت ہی ہای جو یہ جفا
رکھی کس واسطی مرے یہ روا
تب حسن نی کہا سن ای کافر
دل مین اپنی سمجھ کی ہو قایل
تیری نادانی ہی سی ای نادان
اس بلا مین پھنسا مین اکی یہان
تیری باعث یہ مین اوٹھائی رنج
کیا کہون آہ جو جو پای رنج
کرتی افشا نہ گر تو میرا راز
زن بیگانہ کو نہ دو مسانہ
ورن کا ڈھبٹ دیتی گر تو بتا
تو بتا مین بلا مین کیون پھنستا
جب یہ زن سی کہا حسن نی سخن
سنکے اپنا گناہ رہ گئی سن
ہوکی ناچار وہ رضا بقضا
چپ ہی پھر کچھ کہا نہ سنا
ماری حیرت کی آہ وہ غمکش
بھر کی اک آہ ہو گئی بس غش
حسن دار باز اوسکو چھوڑ
رشتۂ ریسمان الفت توڑ
کرکی نٹ کی کلا یہ وہ ذی ہوش
آ گرا شہر مین ہوا روپوش
وہ کیا اور مبتلای بلا
دیکھکر وہ مکان وحشت زا
لگی چلانی خوب رو رو کر
کرنے غل مضطرب سی ہو گو
تھی بشکل سرنگون وہ سبکتے
ہامی وسن دیو خانی مین جو وہ
رات کالی بلا سی بن سیان
اور کرتا تھا سائین سیاہ مکان
پر خطر وہ مکان آدم خوار
کاٹی کھاتی تھی بس در و دیوار
بسکہ ہوتا کلیجہ تھا دھک دھک
ہو دوانی وہ کرتی تھی بک بک
اشک خونی بہای تھی ہر دم
آیا گھبرا کے تا لبون پر دم
یوسف آفتاب طلعتاب
نکلا زندان شب سی ہاری شتاب
جلوہ گر آہوا بمصر سما
گرم بازار کار و بار ہوا
چیر کٹی تھی اور گیا رسے
چارا لا نیکو نکلی بیچاری
پہونچی جب وہ قریب بہ شمار
سنی آواز نالہای زار
دیکھا اوپر کو جب اوٹھا کی نگاہ
بھیج زندان مین دیکھی قید الماہ
یوسفی چہرہ ماہ کنعانی
چاہ زندان مین تھی نہ ذانی
کرنی تفتیش اوسکا حال لگے
پوچھنی رنج اور ملال لگی

دیر دکھنی لگی وہ دکھیاری
سن حسن کی کلا وہ اور نیرنگ
حسن دار باز اور نٹ کھٹ
شن کی شہ نی یہ کاٹ کیا یا تہ
کر کی عورت کی تین بیان ہی طلب
طلب شہ سی ہو حسن آگاہ
بولا حاضر ہی مجرم سرکار
حد و پایان تہری دانش کے
ہو گرفتار نفس شوم کی ہاتہ
دیکہ دانا کو مرغ دانا آہ
بولا تب وہ کہ شاہ عذر نیوش
سچ ہی حضرت کہ میر افضل دی شیر
ہین جو ابنا ہی ہر سبے جوہر
اور اب ایک بات بہنی وو حضرت
آپ کو ہی گمان کہ زر سوہن
زر امانت ہی میری کہہ وہ کہتا
چکنگی پہر خاک سی بنائی جو زر
قالب زرگری ہین باتدبیر
کی جو یہ شہ کی مال ہین تہ پہیر
بندہ از بس ہی خلق کا محسود
یعنی یہ سوچ کر کہ کم ہی بیل
ایک مدت تہا مین چشم براہ
کوئی ایسا ملا نہ باف رہنگ
ہو مخالف جو حیت او پہلا
اس پہ سوچی ہی حضرت اپنی نظر
کہتی اور سونی من و گیندی تجہ
اوسکی پہچوا باوفا عورت

دکہ بہری اپنی بس بہت ساری
لب گزیدہ ہو ریگئی سب دنگ
نٹ کلا کر کی بہاگا ہی جہٹ پٹ
ہوا حیران سن تی ہی کی ساتہ
سنا احوال شہ نی ین عن سبب
آیا خود حضرت بجرم و گناہ
بخشی خون ڈالتی یا مار
نہیں ممکن کہ فہم پاہی ذری
ہوا ہی دست تو خیانت ساتہ
دیکہتا دام کو نہیں واللہ
ہو وین شاہان ہر حلقہ بگوش
سنگل انجم ہی حصر سے باہر
ظاہر انکو نہیں ہین کرتا ہم
جسکی سنی ہی ہو فزون حیرت
ہی حسن نی لیا بمکر و فن
یہجی اوسکی تین ہی آپ منگا
زر کو لے گا وہ خاک چو بیکر
خاک ڈالی ہی ہین نی سر اکسیر
کیا بہایت جس نی زیست سی
اس خیانت سی تہا یہی مقصود
تولنی کا نکالے کوئی سبیل
تولنی والی پہ چڑہا نہ نگاہ
جس سی پاتا کشادہ یہ نیرنگ
آیا حضرت کی روبرو بیباک
جسکو سنکر ہینگی اہل عقل
جانتا تہا کوئی نہ آہ ہنر
بلاتی مزدوری کسکی او محنت

کرنی اپنی وو زن ہی غماز ی
عورت خستہ کو تسلی دی
اس طرح کی کہا نشیب و فراز
گو کہ لوگون نی کی تہی آکر نقل
بولا ہر کار سون ہی کہ جلدی جاو
روبرو رکہی کی شہ کی تیغ و کفن
بولا خسرو کہ وا عجب ہی حسن
پر یہ رہ رہکی آتی ہی حیرت
سچ ہی یہ حرص و آز انسان کو
حرص اور آز سی بچائی خدا
چرخ گردان ہی تا کہ گردندہ
کیجئی ہر فن کی تین اب پامال
ایک اونا ہنر کیا جو عیان
یعنی تانبی کا پہلی بیل بنا
اور مین یون سپہ کا سب اوڑایا بنی
کیجئی انصاف آپ ہین عادل
حرص کچہ مجکو زینہار نہیں
کیمیا کو چہپا پاین کی سنار
نہ طمع تہی مجہی نہ حرص و آز
دیکہون ایسا ہی کوئی دانشور
نکلی سنجیدہ گر کوئی زیرک
جو بنا ہی نکالی ایسا بیل
میری ہی منہ سی وہ اسی آخر کار
ورنہ اسکو شعور تہا یہ کہان
یعنی اک شخص تہا نپٹ کودن
پہرون سوتا تہا خر وہ جیسون خرگوش
رو کہا سو کہا جو کچہ وہ پاتی تہی

اور شوہر کی یہ سن باتی
اور حقیقت یہ جا کی شہ سی کہی
کر گیا قید مین زن دمساز
پر جو یہ بات تہی بعید از عقل
ہو جہان دہو تا کہ حسن کو لاو
دی کہنکار سان جہکا کر ن
یہ تری عقل اور وہ تیرا فن
جاتی تیری کی ہی تہی تب کیون مت
کور کر دی ہی گو وہ دانا ہو
دی قناعت ہر ایک کو ہر جا
رہیو خورشید جاہ تابندہ
فضل حق سی ہی اوسمین خوب کمال
پہونچی اوسکی لئی تو توبت جان
بعد اکسیر مل گیا ہے طلا
ہاتہی تو تانبی کا بنایا ہے
ہو جسی علم کیمیا حاصل
کیمیا گر ہون ین سنا نہین
کیمیا گر نجا نین تا اسرار
نہ بدزدی ہوا مین دست انداز
عقل ہو جسکی اسطرف رہبر
اوسکی شاگردی مین کون ہی نیک
جانی وہ تولنی کی خاک سبیل
سر پوشیدہ یہ ہوا اظہار.
وزن کا جو نکالت عنوان
یا وکوئی ہنر نہ کوئی فن
نہ تمیز و نہ عقل نہ کچہ ہوش
اس نکٹہو کو لاکہ لاتی تہی

بولی اکدن وہ یون یہ محبوب سے ۔ نہین اب مجھسی ہوتی مزدوری
یہ تو بتلا کہ کب تک اے چھڑو ۔ کہائیگا جورو کی کمائی تو
کر کہین جا کی نوکری کی تلاش ۔ کچہ کچہ کر غم فکر معاش
ورنہ میرا تیرا ہی وقت فراق ۔ تجھسی لیتی ہون آج ہی مین طلاق
بیچ کارہ تہا گو کہ یہ مجہول ۔ اوسکی اس بات سی ہوا یہ ملول
ہوکی مجبور گہر سے وہ نکلا ۔ سوچتا دل مین یہ کہ کبہی کیا
مجکو تو ہای کچھ نہین ہی شعور ۔ عقل سی لاکہ کوس ہون مین دور
دل مین یہ سوچتا بحال تباہ ۔ آیا القصہ وہ حضور شاہ
شہ سی کہنی لگا یہ کر مجرا ۔ واسطی نوکری کی ہون آیا
پوچھا شہ نی کہ کیا ہی یاد ہنر ۔ ہوگا کس فرقی مین تیرا نوکر
دل مین سوچا کہ کیا بتاؤن آہ ۔ کسی فن سی نہین ہون مین آگاہ
کرکی آخر کو غور اور قیاس ۔ بولا حضرت ہی بندہ فیل شناس
طرفہ یہ ہی کہ اوسنی ہاتہی کے ۔ خواب مین بہی نہ شکل دیکھی تہی
جانتا تہا کہ فیل عنقا ہے ۔ آج تک کسنی اوسکو دیکہا ہی
اوسکے ہاتہی ملیگا اوہ کہان ۔ جو مرا اسپہ ہو کا راز عیان
امتحان کا تو وقت تب آوے ۔ یہ بچارا جو فیل کہین پاوے
ہای سمجھا نہ وہ محال سکال ۔ گہر مین راجہ کی ہوتی کا کیا کال
الغرض نوکر اوسکو شہ نی کہا ۔ اور دربا یہ بہی کیا عمدا
یہ تو سوانہ تہا آگاہ ۔ گہر ہی مین بیٹہا لیتا تہا تنخواہ
جاتا دربار ہی نہ سالا سال ۔ دیکھتا تا وہ فیل کی تمثال
کہاتا اور سوتا اور کرتا گوز ۔ گذری القصہ یون ہی کتنی روز
لایا اک دن کوئی سوداگر ۔ بادشہ پاس ہاتہی اک بہتر
تہا ہر اک عیب سی وہ فیل بری ۔ خوبیان ہی تہین اوسمین ساری بہری
ثانی ہوا اوسکا کوئی ہاتی مین ۔ پر نتہا شہ کی فیلخانی مین
ہوکی قیمت کی سار ہی حلی طے ۔ تہرا مول اوسکا بارہ لاکہ روپی
اتنی مین بادشہ کو آیا یاد ۔ نوکر اس کام کا ہی اک استاد
ہی اوسی فیل کی شناسائی ۔ بل ہی اس فن مین لاف یکتائی
جلد لاؤ بلا کی میری پاس ۔ تاکہ پہچانی فیل فیل شناس
تہوا ایسا کہ اس مین ہو کچھ عیب ۔ دیجی قیمت کو دور کر شک و ریب
آیا جسوقت ہای فیل شناس ۔ کیا کہون اوسکا تم سی فہم و قیاس
دیکہکر شکل فیل اعجوبا ۔ بحر فکرت مین وہ کہتا ڈوبا
دیکھتی فیل کو لگا وہ یہ غور ۔ چرخ سی سان گرد کرنی لگا دور
آکبہی سامنی سی تکتا تہا ۔ کبہی جہٹ پیچہی جا ہمکتا تہا
جہک کی کرتا کبہی شکم پہ نگاہ ۔ گاہ پانؤنکو دیکہتا تہا وہ
تکتا حیرت سی تہا بصورت بوم ۔ گاہ دم دو ڈکر کبہی خرطوم
غور کرنی سی اسکی مالک فیل ۔ ڈر گیا گو کہ تہا وہ فیل اصیل
دل مین سوچا کہ گو ہی عیب اگر ۔ جہوٹون گہدی یہ شاہ کی منہ پر
جانکر عیب ناک ایسا نہو ۔ پہیر دیوی جو شاہ ہاتہی کو
یاد تہا قول سعدی اوسکو یہ ۔ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ
کہا دل مین نہ لالچ اب سے کیجے ۔ منہ بہرائی کچہ اوسکی تئین دیجی
اسی کرنی لگا اشاری یون ۔ کہ روپی دس ہزار دیتا ہون
لی یہ اور عیب کچہ نہ ظاہر کر ۔ پر اشارہ وہ سمجہی تہا کیا خر
یونہین جب ایکدو گہڑی گذری ۔ کہی بات اوسنی کچہ بہلی نہ بری
دم و خرطوم دیکہنی کی سوا ۔ محو حیرت وہ کچہ تکتا تہا
کرکے مالک نی اپنی دلکو سخت ۔ آخر اوسی کہا کہ ای بدبخت
دیکہتا کیا ہی اتنی غور سی تو ۔ دی بتا ہو جو عیب یکسر مو
بولا کچھ اور دیکھتا مین نہین ۔ لیک حیرت یہی ہی میری تئین
ہی عجب جانور یہ سر در گم ۔ منہ نہ معلوم اسکا ہی کہ دم
منہ کدہر اسکا اور دم ہی کدہر ۔ اول اسکی تو مجکو کردو خبر
تب مین عیب و صواب بتلاؤن ۔ اسکی مین سمجہی خاک سمجہاؤن
ایسا مین جانور نہین دیکھا ۔ جسکا منہ دم نہ جانی کچہ سمجہا
ہنس کی مالک نی تب کہا آیا بس ۔ واقعی آپ ہین کی فیل شناس
ایسی دانا ہون لوگ جب بجہان ۔ کیا کرون خاک پہر ہنر مین عیان
امتحان کرنا حاسد و سنا تہا ۔ ورنہ جو ری سی کام تہا کچہ کیا

انکا لینا تھا مجھی تئین مختار
یعنی یہ کھوٹ ہین کیسی قیل تناسر

قید پر آپ نی مجھی جبر کیا
واقعی جانئیو نکی ہی یہ سزا

گرد کھانا ز و دزدکو تعزیر
ہین فرمان روای عالمگیر

ہین نی جو کر کی بندی و حرفت
قید ہین سی نکل بصد حکمت

راز اوسنی جو تھا کیا افشا
ایک تو اوسکی ہی سزا اتنا تھا

کیجیے گا آپ جستجو میرے
سنئیے گا سارے گفتگو میری

سیے ہی آپ گر کرینگی قصاص
حکم حاکم سی تو نہین ہی خلاص

کہ گئی ہین سلف کی ذی الشعور
عفو ہی انتقام سی بہتر

دل مین سوچا کہ ایکی جرم اسکا
عفو کر دیجیے ہوا سو ہوا

ہی مثل سو نا جانتی ہین کسی
اور مانس کو جانتی ہین بسے

آگی چل کر کہلیگا اسکا حال
عفو تقصیر سمجہے فی الحال

اوسکی جرم و گنہ سی در گذرا
اور گئی اوسکی ساتھ کر گذرا

تھا زبس یہ بڑا سلیقہ شعار
کاردان و امین خوش کردار

چند ہی روز مین وہ نیک عمل
کاردانی مین تھہرا ضرب مثل

کیا عجب اسکا عقل ہی تو وہ چیز
کردی نا چیز کو جو اہل تمیز

زر سی نسبت حسن جو کہتا تھا
دولت زر سی یہ ملا رتبا

ہو نہ کیونکر عزیز دلہا زرد
زعفران رنگ ہی وہ سرتاسر

عاشقونکا نشان ہی یہ رنگ
عاشقون کی تو جان ہی یہ رنگ

ہی جو خورشید اشرف الکوکب
زعفرانی ہی رنگ کی ہی سبب

ہوتا اس رنگ سی ہین جو سرور
خندہ زعفران ہی کیون مشہور

مہر زرین قبا شہ بہرام
سو رہا اوسکی ساتھ با آرام

کھل گئی آنکھ تو شناسائی
دم و خرطوم ہی بجان آئی

مقتضی عدل کی یہی تھی چال
دی جو تعزیر آپ نی فی الحال

تو تو پیدا ہوئی قباحت ہو
ہی سیاست کہان ریاست ہو

کر کی جبر تقبیل یکبارے
دی پہنسا قید مین وہ کہیارے

ضمنا اوسکی تہی دو ستر یہ بات
سنکی حضرت یہ بندی کی حرکات

تب مین ظاہر کرونگا سارا حال
کھولکر دل کہونگا دل کا ملال

گر کرین جرم ساتھ جان بخشی
کہنا کیا اسکا ہی بہت بخشی

شہ کی ہی دل مین مہربانی تھی
دل پہ نقش اوسکی کاردانی تھی

آگی گر اس سی ہو خطا سرزد
دو نکالکر سرزنش سزا بیحد

گرچہ ہی بیشک یہ مرد سنجیدہ
نجیبانت نہین ہی گرویدہ

سوچ یہ دل مین شاہ آخر مین
بر سر لطف آ حسن یہ وہ مین

جان بخشی کی اور گنہ بخشے
بلکہ خدمت بہی چہوٹی سی اکدی

مرتبہ اسکا تہا ترقی مین
اور پایا تھا نت بلندی مین

بڑہتی بڑہتی غرض وہ طالعمند
ہوا داماد شاہ جم پیوند

اور حسن کا تو تہا نسب ہی حسین
عقل نی کر دیا حسب بھی حسین

اس لئے سب کیا سنہرا لباس
رکہی اس رنگ پر تمام اساس

کیون نہو رنگ زعفرانی خوب
گونہ زرد سب کا ہی مرغوب

چنپئی رنگ پر یہ مرتے ہین
تب تو رنگ اپنا زرد کرتی ہین

فرحت افزا یہ رنگ ہی ازبس
زعفران زار دیکہہ دین ہنس

سنکے یہ داستان سرتاسر
زعفرانی نشاط حاصل کر

تذکرہ جانا بہرام کا روز دوشنبہ گنبد ریحانی مین اور روز و شب مشغول رہنا ماہ صقلابی کی کامرانی مین

گنبد زرد سے نکل آیا
زعفرانی قبا بدل آیا

سبز و ہر تاج سر پہ ریحانی
باہمہ جاہ و فر سلطانی

ماہ صقلابی شوخ سبزہ رنگ
لائی صہبا و نقل و بربط و چنگ

چنگ عشرت لگی صدا دینے
اور مطرب بچہ نوا لینے

مطرب و بادہ سلسلے مہرو
سبزہ و ابرو سیر گل لب جو

جب دوشنبہ ہوئی نمود سحر
شاہ بہرام وہ مہ انور

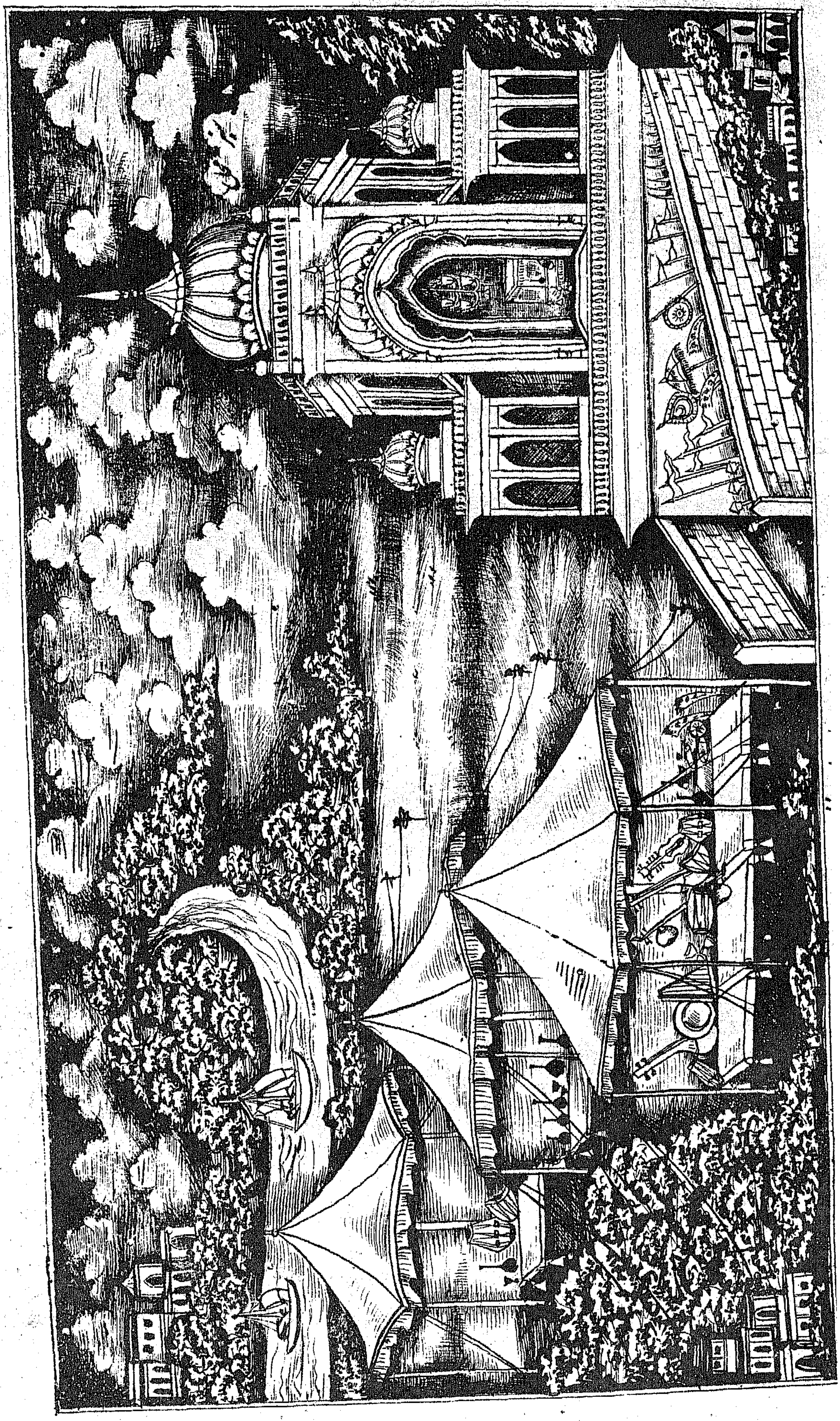
سجکی جو ماہ بر مین سبز قبا
گنبد سبز مین چلا آیا

سبز بختی کی ساتھ ہو مانوس
کیا تخت زمردین پہ جلوس

بچہ گئی ہر طرف بساط نشاط
ہوا ہر گوشہ انبساط نشاط

ہوئی جون ماہ جام گردانی
چلنے لاگی شراب ریحانی

اس سی افزون نشاط کیا ہو گا
دلکو اور انبساط کیا ہو گا



تہا یہی چرچا الغرض تا شام / آئی جو رات لیکی مہ کا جام
مہر شب یعنی ماہ نورانی / پیرہن پہنی قبائی ریحانی
جلوہ فرما ہوا بہ تخت فلک / اوٹہ گیا دور جام و چنگ رنگ
شاہ بہرام مست بادۂ خواب / دیکہ یکچند جلوۂ مہتاب
خوابگہ کو چلا وہ متوالا / آخرین سے پی شراب کا پیالا
دی مہ چاردہ وہان ہاتہ / لائی جلو مستر مین شہ کو ساتہ
جا چہپر کہٹ مین شاہ لیٹ رہا / اور فسون گر حریف سی یہ کہا
کوئی افسانۂ طرب افزا / کہ کہ آنکہون مین نیند آئی فرا
کر زمین بوس اور رکہ کے جبین / بولی ای ماہ نور بخش زمین
تا بہ دور قمر ہے عرصہ یہ / رہیو تابندہ جاہ کا اختر
ہی دعا یہ کہ مہ سی ماہی تک / حکم مین ہو حضور کی یک یک
یہین ہون کیا اور کہا کی کیا ہیر / لیک مرضی ہی گر یہی تیرے
قصہ کرتی ہون اک بیان سنتی / سن لی کی ہی یہ داستان سنتی

داستان سرائی اوس طوطی شکرخا کی اور افسانہ گوئی اوس بلبل دستان سرا کی

ہی سنایون بملک ہندستان / ایک فرمان روا تہا عالی شان
تہی تہان جہان مطیع اوسکی / ہم زمین ہم زمان مطیع اوسکی
باج خواہون سی تہا وہ لیتا باج / تاج دہی تہا او نہین جو ہی محتاج
بسکہ کرتا تہا جو وہ عدل و داد / تہی سپاہ اور سب رعیت شاد
ڈر مخالف کا نہ عدو کا خطر / تابع امر اوسکی فتح و ظفر
چاہئی شاہون کو جو کچہ سامان / حاصل اوسکو وہ تہا ہر ایک زمان
حاجت اوسکو تہی کسی شی کی / قلت اوسکو نتہی کسی شی کی
تہین جو موجود نعمتین ساری / رہتا مشغوف میہمانداری
تہا تماشا پسند و نادر دوست / میہمان پرور اور مسافر دوست
ایک مہمان سرا خلیل آسا / بر سر شاہ راہ کی تہی بنا
جمع سامان میہمانی وان / کہانا موجود اور پانی وان
ساقی و نقل و جام و شیشہ و مے / مطرب چنگ دار و عود و نی
جو طلب کیجی تہا وان موجود / لی طلب تہا ہر مکان موجود
رشک فردوس عدن وہ جا تہی / ہمہ نعمت وہان مہیا تہی
جو مسافر کہین سی آتا تہا / وہین آرام آ کی پاتا تہا
آتا اوس جا جو کوئی رہ نورد / دیکہ کر اس جہان کی گرم و سرد
پوچہتا اوس سی شہ عجائب دہر / گو وہ آبحیات ہو یا زہر
تہا یہی اوسکا روز و شب معمول / سب سی کرتا تہا فائدہ وہ حصول
آیا اک دن قضای کار اک مرد / صورت مہر و مہ جہان نورد
تہا جہان دیدہ مرد شعبدہ باز / بفسون و فسانگی دمساز
جوگ کا علم اور ہنر سنجات / یاد اوسکو ہزار اور رکعات
اپنی معمول پر بوقت شب / شہ نی اوسکو کیا حضور طلب
کر ادا رسم میہمان پرسی / کی شروع اوس سی پہر داستان پرسی
کہ سیاحت سی کیا حصول ہوا / یا کہیں پاؤن دل ملول ہوا
ہو جو حاصل کیا تہا مجہکو / نادرات جہان سنا مجہکو
راست گو مرد تہی جو دیکہا تہا / سرگذشت اپنی سب وہ کہنی لگا
جو جو کرتا تہا وہ بیان علوم / تہی وہ آگی ہی شاہ کو معلوم
شہ نی سن سن کی دل سی کہینچی آہ / اور بولا کہ مرد کار آگاہ
تمسی لوگون کی فیض صحبت سی / فائدی ہین مجہی ہزار ملے
لیک جسکی تلاش ہی مجہکو / نہ ملا ہای آج تک تو وہ
پائی ہین نی تمام ساز و برگ / لیک پایا نہ آہ چارۂ مرگ
حیف پایا علاج کچہ ای یار / اوسکا چہوٹا خیال ہونا چار
مسکرایا یہ سن وہ زیر لب / پوچہا شہ نی ہنسی کا اوس سی سبب
اوس نی چاہا کہ ہنس کی ٹال دوی / سو ہی تہا ہنسی کی تہین ہنسی مین ڈال
کر کی لیت و لعل چہپا دی راز / دی اوٹہا بات ہو کی حیلہ ساز
کوئی حیلہ عجب چلا اوسکا / ہو گئی مجبور تب وہ یون بولا
مجہکو بہی شاہ کی طرح ہر آن / تہی تلاش نوادرات جہان
کچہ نہ فکر معاد اور معاش / تہی نگرد جہان تلاش تلاش
مغرب سی شرق تک مین آوارا / چہانتا پہرتا تہا جہان سارا

ہوئی تھی الجملہ کچھ ہنر حاصل
کچھ فسون پڑھ کی اپنی جان نکال
تو زیکبارہ دو نو پا ہی طلب
بسکہ ہر سون بہت ہوا ہو تمین
عرض کی وس نی التجی کیا بہتر
ہو کی مردہ زمین پہ یہ گرا
تن بیجان نی جان جہٹ پائی
نے وہ ہووی جو آرزو تجکو
نصف دیتا ہون نہٹ یا ملک اور زر
میری نزدیک تو مرا یہ ہنر
کیمیا گر جو جان کا ہووے
کہ کی یہ بس سکہا دیا افسون
دلمین اپنی ہوا بہت خرسند
شہ نی افسون وہ بصوت جان
فائدہ اس سی ہی نہ اور کو جو
شمع سی بس ہوا کہ مکان کو نور
ہی یہ بہتر کہ میری پہ تو سی
منہ مین لقمہ وزیر سکے دیکہ
ایکدن پادشاہ اور وزیر
دامن کوہ مین ہو آوارا
اک زمانہ ہوا کہ شاہ زمن
صید بیجان ہی اور وقت خلا
شاہ کیا جانی اوسکی دلکی بات
چڑہ بیٹھی گہوڑی پہ اور ہو مشتعل
آور دون حرم سرا بخرام
جنتی تہین نازنین سیم اندام
پالکی برعکس شاہ ساری چال

پر نہ ایسی کہ مطمئن ہو دل
دیتا قالب مین اور شخص کی ڈال
کرتا خدمت تہا اوسکی روز و شب
کہتی تو آپ کو سکہاؤن مین
دیکہ لی ای شہ ہنر پرور
آتی پرواز مین مگس بہوا
دیکہ حیرت یہ شاہ کو آئی
دی بتا پر فسون یہ تو مجکو
گر سکہاوی مجہی یہ تو منتر
ملک و دولت سی تیری ہی بہتر
زر کو لی خاک سر پہ وہ ڈہووی
کر گیا شاہ کو گدا ممنون
اور ہر سون لطف دانشمند
رکہا چندی نہ مجسم دل پنہان
تو وجود و عدم برابر ہو
پہونچی خورشید سی جہان کو نور
غیر کو بہی یہ روشنی پہونچی
وہ اوسی دم سکہا دیا منتر
صیدگہ مین دوان تہی نخچیر
تیر سی شہ نی اک ہرن مارا
نہین کا یا پلٹ کا دیکہا فن
یان مخل ہی کوئی نہین اصلا
یعنی اسنی لگائی ہی کیا گہات
گیا فوج و خدم سی اکر مل
گیا ہر ہر حرم کی ساتہ حرام
اوسنی حاصل کیا سبہون سی کام
ہوئی کنارہ کش اوس سی وہ فی الحال

ناگہان ایک مل گیا استاد
دیکہ یہ مین جہانکا پہرتا
میری خدمت نی بارہی کام کیا
شہ نی اوس سی کہا سکہا دیجو
کرکے بیجان وہ بن ہی اک مکہی
کر کے پرواز شہ کو دکہلاتا
بولا گر تو مجہی یہ سکہلاوی
یادگار اپنا یہ مجہی دے جا
عرض کی اوسنی ای شہ ذیجاہ
زر کو لی کیا مین خاک مین ڈالون
تیری زر کی نہین مجہی پروا
کر لیا شہ نی امتحان اوسی دم
ہو چکا شاہ خوب جب تعلیم
سوچا من بعد یون کہ ایسی چیز
ہی ستم گر اسی نہ بتلاؤن
مین تو ہون آفتاب عالمتاب
وہ تنک ظرف کر سکا نہ چہپاو
اوسکو بتلا کی راز جان اپنا
گئی کوسون نکل تب تنہا
شہ نی چاہا کہ پاؤں لی نخچیر
اور افسون بہی کچہ گیا ہی بہول
مجکو شاہا دکہاوے پہیر ہنر
شاہ نی کی ہرن کا یا پلٹ
بخت نی یاوری جو ایسی کے
تہی حرم مین جو بی بی اور باندی
ہان مگر شاہ کی وہ کد بانو
آمد و شد نشست اور برخاست

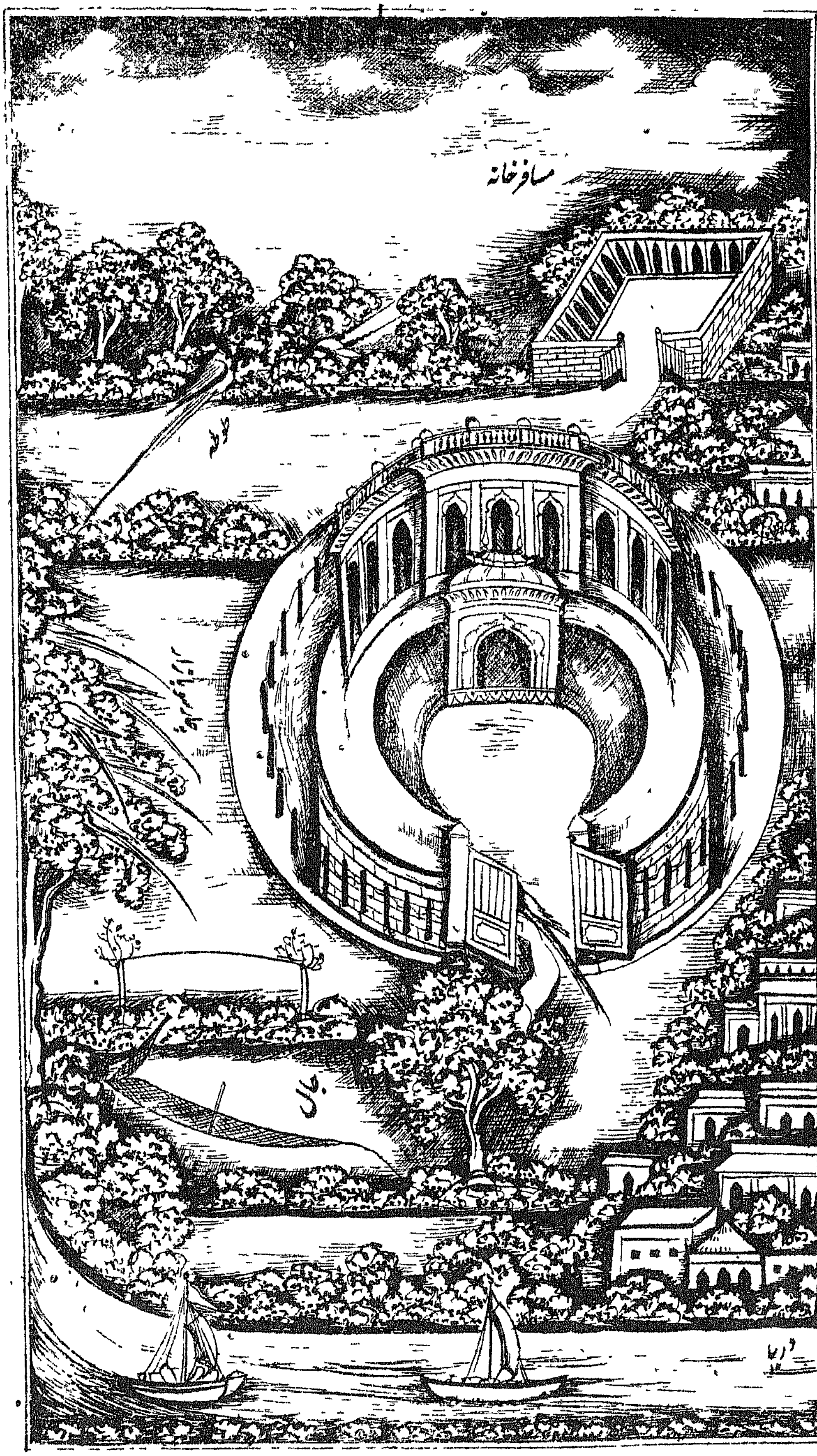
علم کا یا پلٹ کا تہا اوسی یاد
چہوڑ کر شکل مرغ قبلہ نما
جو سکہا اوس نی وہ فسون پڑہا
کر رہون پہلی مین آزمائش تو
نقل روح اوسکی کالبد مین کے
اپنی قالب مین پہر پا آتا
جسقدر چاہی ملک زر پاوے
ہو جو درکار مجہی تو لے جا
کچہ نہین ہی طمع مجہی واللہ
زر کو مین خاک سا سمجھتا ہون
دو دن ہون بی نزد ہی مین تیلا
ٹہیک پایا عمل نہ بیش نہ کم
رخصت اوسکو کیا بصد تکریم
جو فزون تر ہی جان سی بہی عزیز
اور نہ خاک لی چلا جاؤن
شمع خانہ نہین مین خانہ خراب
خامی سی یہ پکا خیال پلاو
کر دیا آہ راز دان اپنا
ایک خادم تلک نہ ساتہ رہا
بولا تب یون وزیر پر تزویر
ہون مین اسواسطی کمال ملول
تا کہ کر لون مین فسون از بر
قالب شہ مین یہ گیا جہٹ پٹ
صید سی ساتہ اونی شہ کی گہر کی
اوس حرامی بچی سی کوئی نہ بچی
تہی جو شہ مجلس و ہم زانو
خبر کچی ایک بہی پائی راست

سوچی کچھ شہ پر آتی ہی آفت
ہکا بکا ہی یہ تو یوں ای وای
نہ بڑھاتا تو ہاتھ میری طرف
لوہو کی ندیاں بہاوتن سے گے
میرا پچھتانا آہ ہر دم سے لے
جب میں سمجھی ہی میرا وہی شاہ
ساتھ اب تیری گو نہیں سوتے
پاکی مطلب کا یہ اوسی مانع
یعنے وہ پاکی مرکب آہو
کوئی صحرا و دشت ویرانہ
تہا بصحرا و دشت آوارہ
کر کی آہو کی کالبد کو رہا
خضر مردہ وہ جان پاتی ہی
فارغ البال اپنی شہر چلا
اسکی شاہی کا دم لگی بھرنے
واہ کیا خواہش الٰہی ہے
لہلہا سبزہ اور آب رواں
تہا شجر کی تلی چھپا اک دام
بولا یوں اون سے طوطی دانا
حرص دانی کی لا دست جی ہیز
دیکھ کر دانہ مرغ کو آرام
چپ ہوا اور نہ نصیحت کی
اتفاقاً تہا وہاں صیاد
تب یہ بولا کہ تمنی میرا کہا
نہیں صیاد نی ابہی دیکھا
کر ہو بند انکہیں سیاہ و دم کو دم
کر کی پرواز تم چلے جانا

اوٹھی کیوں ورنہ ہو گئی ہی مست
اجنبی کوئی جیسی گہر میں آ تی
ورنہ اپنی تئیں کر دیتے تلف
خاک و خون میں تجھی سولا دن گے
تہوڑے ہی دن تو چہری تلی دم لے
کام دل مجھ سی لیجو خاطر خواہ
مانع و ید پر نہیں ہوتے
دور کی ید پر ہوا قانع
دشت و ہاموں میں تہا دوان ہر سو
نہ رہا جو نہ اوسنے ہو چھانہ
کہو سے ہر سمت جشم نظارہ
جسد طوطی میں وہ جاتا رہا
کہول منقار بولا جگ جگ جی
دیکھی تو جا کی وان ہی کیسی ہوا
خدمت شہ بجان و دل کرنی
وان بہی شاہی یہاں بہی شاہی ہی
تن بیجان کو بخشتا تہا جان
اور دانہ پڑا ہوا تہا تمام
یار و ہکو نہ دیکھ کر دانا
ورنہ پہنس جاوگی گڑ گی میں
نہیں ممکن ہو کر اسیر یہ دام
شرط چہوڑی نہ پر رفاقت کی
پانی پینی گیا تہا وہ ناشاد
کیا کہوں آہ تب نہ مانا ذرا
ہی خدا جانی کس طرف وہ گیا
تم بنو مردہ زندہ رہتی ہیں ہم
اور مری اسطرح نہ گہبرانا

سنکل شہ کی ہی لیک شاہ نہیں
دل میں اوسکی گئی جو بات یہ ٹہن
تو نی میرا اگر چہوا دامن
گر گلی سی میری تو آن لگا
ہوویگا رفع شک مرا جسدن
اب نکر کچھ ارادہ میری ساتھ
پردہ شک ہو جب تلک پارہ
بات پانکی تو اب نہیں چہوٹے
ہرنوں کی ساتھ چرتا تہا کسی دم
الغرض چند روز تو اسی طور
طوطی مردہ ایک آیا نظر
دیکھو آہو نی ہی یہ طرفہ بات
گئی طوطوں کی ساتھ ہو دمساز
اسکو دانا جو طوطوں نی پایا
قدرت حق پہ یار و کیجو نگاہ
عین پرواز میں قضائی کار
وان جو ان کی تئیں خوش آئی ہوا
دیکھ دانہ نہی یہ دیو اسنے
نہیں دانا یہ دام آفت ہی
وہ طمع تہی ہوئی نہ دامنگیر
دیکھا اسنی نہیں یہ سنتی پند
جانتا تہا کہ دام ہی ہر چند
جب پہنسی دام میں تو گہبرائے
پہڑ پہڑانیسی ہائی کیا ہی جنجال
کہول منقار اپنی اور پر بال
تمکو صیاد جان کر مردہ
میں بہی چہوٹتا ادہر تک کہیں سے

راست پن شاہ کچھ کلاہ نہیں
اوس سی تجھ کو کرتی یوں لگی وہ سحر
ہاتھ میرا ہی اور ترا دامن
کاٹوں گی اپنا اور تیرا گلا
نہ رہوں گی میں ایکدن تجھ بن
نہ لگی ہونی میں نگوں کی ہاتھ
بس کیا کرتہ دو روز نظارہ
سنو شہ پر جو کچھ بلا ٹوٹی
کاہ کر جاتا تہا اونہوں سی ہم
سبکی انواع کی وہ ظلم و جور
لعل منقار اور زمرد پر
خضر کی تئیں پلایا آب حیات
ہوا کہو لکر یہ پرواز
پادشاہ اپنا اسکو ٹہرایا
شاہ انسان ہو اطیور کا شاہ
دیکھا اک نخل سبز سایہ دار
لیا آرام اوس درخت پہ آ
چاہا جست ادہر تاکہیں کہائی
اوتری گرچہ تو بڑی قباحت ہی
بخشی پند اسکی جو اونہیں تاثیر
لکہی قسمت میں ہی انہوں کی بند
پہنسا انکی ساتھ آپ بہی بند
کر کے تئیں تئیں بہت ساچلائی
کہوں اک بات کر ہو اب تو قبول
طیر مردہ کی شکل ہو کی نڈہال
دام سی پہینکی گا دل افسردہ
آملو نگا غرض میں تم سب سی


مسافرخانہ
دریا

ہوپذیر اس امر کی طوطی
دوڑا صیاد اتنے مین آیا
ہوا حیران کہ ہی یہ کیا نیرنگ
ہای کیا ان پر آگئی آفت
پہینکتا طوطی تہا یہ کہ کہکر
اوڑ گئی پہر پہر درخت پر جاوا
ماری کہسیان پٹکی یہ چاہا
ان سبہون سی جو ہوتا تجکو حصول
خواہ تو آج اور خواہی کل
یہ سخن سنکی خوش ہوا صیاد
رکہ زمین پر لگا یہ کرنی صدا
مہر رخسار رشک مہ صورت
شوخ پر فتنہ شکل یہ بہولی
گرم سر تا بپا بڑی چنچل
اک مہاجن بچہ جوان حسین
کہڑی کہوٹی دوپی پر کہتا تہا
یعنی تو شب کو خواب مین ہی
تونی چاہا سو میری ساتھ کیا
گر خوشی سی دی تو واہ جی واہ
وہ بیچارا ہوا یہ سنکر دنگ
حیرت افزا یہ دیکہ کر حالت
پر نہ کہتا تہا کوئی ایسی بات
ماجرا طوطی کی یہ جب کہ سنا
جاکی صیاد اونہین بلا لایا
طوطا بولا کہ وہ یہ دونو عہد
تا عدالت کرون دل سی تلاش
جاہی انکار دونون کو نہ سہی

مرگ کی کلہیا مین لگا غوطی
دام مین طوطون کو پہنسا پایا
قفس دام تہا نہ اتنا تنگ
پیری بر باد سب گئی محنت
ہای رے بیٹیان وای رے لہیر
بولی حق اللہ پاک ذات اللہ
پٹکی اسکو ہی نہ زمین پہ اوٹہا
دو ٹکا تہا وہ مین نہ ہو تو ملول
لیکی بازار تو مجہی تک چل
اور چلا لیکی شہر با دل شاد
لو خریدار و ہیرا من طوطا
زہرہ پیشانی مشتری طلعت
سادہ پرکار دلربا بولے
برق سان چال مین بہر چپل
جسکی تابان شکل ماہ جبین
توڑی پہ توڑہ لیکی رکہتا تہا
سینہ پر سینہ لب بلب ہی تہا
اور مانع ہوئی نہ ہین اصلا
ہوکی رسوا دی تو لطف ہی کیا
گل سا رخ ہوگیا وہ زر کی رنگ
جمع آکر ہوئی بس اک خلقت
سست ہو جس سہی ہی کی بات
ہانک صیاد کو یہ دیکی کہا
خلق کا اک ہجوم ساتہ آیا
مین کہون خواہ زہر خواہی شہد
کہ سنی جو وہ بول اٹہی شاباش
جو سنی آفرین مجہی وہ کہی

بن گئی مردہ کہول کر منقار
پر بہ بہین سب مردہ ایک زندہ ہی
گہٹ کی جو ہو گئی یہ بیجان
کہول کر سنہ کو دام کی لاچار
پہاڑا صیاد نی جب اپنا جال
پنکہہ ہی بس اس چنی کے
اسنی پہور جو اوسکی دیکہی اور
ارہی نادان ہون طوطی دا تا
اپنی قیمت مین آپ کرونگا
گذری جس جا پہ چوک مین ہی لگی
اتنی مین ایک سرو گل اندام
بیسوا مین بہرا ہوا سارا
باہزاران ادا و عشوہ و ناز
عربدہ جو و خشم آمادہ
ڈالی کانون مین موتیکی بالی
دامن اوسکا پکڑ و شور انگیز
بوسی لیتا رہا ہی چٹ چٹ
میری بچہ کی ہزار ہین دینار
خرچ دیتی ہین اب مکرنا واہ
ہوگیا خشک لو ہوا اوسکا یون
سب نی جو چاہین کہین باتین
دیکہ ایسا ہی ہو گیا صیاد
لا تو دونو کو میری پاس بلا
پاس طوطی کی آ دو شکر لب
اوس سی ہر گز کرو عدول نہ تم
سنکی کر دون نزاع دمی داد
عہد اونہون نی کیا یہ سکی حضور

حس و حرکت گئی کچہ نہار
پڑا رہی پہر اک پرندہ سے
کیون گیا تہا مین ہای مری نادان
اور افسوس کہا وہ دل افگار
مر دی طوطی وہ زندہ ہوئی الحال
صاف صیاد کی اوڑی طوطے
بولا اوس مخبر دی سی مین نی نقود
دلمین مت یاس اپنی تو لانا
تجکو بیٹہی مین روپی دونگا
کاندہی پر سی او تار کر بیٹہکے
تہی قیامت ہی جسکی طرز خرام
جسکو دیکہو وہ محو نظارا
غمزہ پرداز اور کرشمہ ساز
ہوئی آ ایک دکان پہ استادہ
گرد مہ جس طرح سی ہون ہالے
لگی کرنے ستیزا اور آویز
ساتہ سویا ہی میری ہو غٹ دیٹ
دی مجہی جلد اور نہ کر تکرار
اور کہپت عیش شب کو کرنا واہ
کاٹو اوسکو تو تہا بدن مین خون
منہ ہزار اور ہزار تہین باتین
بیچنا طوطی کا رہا جو نہ یاد
تا سنون مین کہ ہی جہگڑا کیا
لگی دعوی بیان کرنی سب
ہو مری بات سی عدول نہ تم
مدعی مدعا علیہ ہون شاد
ہون کی ہم راضی کر تو جہگڑا دور

تیری کہنی سی گر پہیرین ٹک ہم
لیکی دونون سی عہد یکباری
جسقدر کرتی ہی وہی یہ طلب
لایا صراف جا کی زر لاچار
بولا طوطا نہ اتنی جلد ہی کر
بولا طوطی عدل کنجینہ
ہوگا آئینہ بن نہ کچھ انصاف
آئینہ جب کہا صحاف دے زر
لی وہ آئینہ مین ہی جتنا زر
جب حکم طوطی نے کیا یہ حکم
تہا تماشائیون کا وہان جو ہجوم
ہو گئی ممنون طوطی کا وہ بہیر
یوسف خضر سیر مین تہا ایک
تہا خریدار ونسی بس فراغ
آنکہین طوطی سی پہیر کہتا او نہ
لیتی وہ نہین ہین کچھ مطلق
جب خریدار جا لینگے سب مر
جب اوڑی طوطی کی خبر ہر سو
اپنی پنچھی کی یاد مین فرات
یاد نت کرکے اپنا وہ پنچھی
سنی اس طوطی کی جو اونی خبر
کچھ اونہون نی کیا نہ مول و تول
آئینہ سا وہ مکہڑا دیکہتی ہی
با دل گرم باتین کرنی لگی
میٹھی میٹھی وہ باتین کہین زبان
سونی روپی کی کلیان اسمین وہ دین
ور دہجران سی ہوئی جب وہ ملول

ہون گہنگار پنج کی اوسدم
یون کہا طوطی نے بہ عیاری
لاکی گن اوسکی روبرو تو سب
اوپر کرنے لگا درم وہ شمار
لیگی آخر کو تو ہی تو یہ زر
یار واک قد آدم آئینہ
لاؤ آئینہ تا ہو جھگڑا صاف
طوطا بولا کہ یہ شمار اب کر
اور اس زر پہ تو نظر مت کر
غنچہ لب ہنس گئی وہ ستم پیکر
واہ وا کے بجائی سب تالی
کودتا پہاندتا چلا گیا گہر
تہی خریدار جمع لاکہون لیک
پہونچا صیاد کا بعرش دماغ
لینگی طوطا یہ دیکہو اسکا منہ
ٹین ٹین ٹین ٹین لگائی ہی ناحق
لیجیگا آپ اسکو تب آکر
اور یہ چرچا ہوا بہ برزن و کو
ہر پکہیرو سی کرتی تہی سو بات
کہتی اللہ تیجی بہو سجے
دل کی بہلانیکو وہ خستہ جگر
بلکہ منہ مانگا اوسکو بکہر مول
بولا طوطا کہ میٹھا جگ جگ جی
سن جواب آہ سرد بہرنی لگی
کہ وہ شیرین دہن ہی مفتون
دانی پانی سی اپنی ہاتہ دین بہر
دلکو بہلاتی اس سی مشغول

تو کہی گا جو کچھ سو مانینگے
کر نہ اتنو درنگ جلدی جا
نہ کرونگا ستم نہ ظلم و جور
گن چکا زر کو جبکہ یہ غمناک
جز تری اور کون لیوی گا
جا کی لے آؤ اور کرو مت غل
دوڑ کر لائی لوگ آئینہ
جب پڑا آئینی مین عکس شمار
کیون بخواب خیال جو ہو کام
صاف ہو شکل آئینہ حیران
ہو وہ شرمندہ اپنی گہر کو چلی
گئی خندی وہ ہو گئی جب چہوٹے
کوئی کہتا تہا ڈیڑہ دو کوئی پونے
کہتا کوئی کم جو مول سنکی نہ یاد
دینگی چہپن ٹکی میاں جی کہول
میان مٹھو یہ میرا لو گے کیا
کوئی نہ لیگا تو دونگا تمکو پہر
راج بیسی کی تہی جو وہ رانی
کنج تنہائی مین پڑی ناشاد
کہاتی تہی غم یہ غمگسار نہ تہا
بولی خدام سی کہ جلدی جاؤ
لائی وہ طوطی شکر گفتار
سن یہ پیاری صدا اوہ دل بردہ
طوطی نی باتین کین بس پٹ پٹ
پنجرہ سونی کا اک جڑاؤ بنا
پنجرے کا سب درست کر سامان
سنکی طوطی سے نغز گفتاری

بات ہم تیرے وہ جی جانینگی
تو ذرا او بیار کا یہان سے لے آ
دونگا اسکو یہ مانگی ہی جسطور
لگی لینی وہ سیم بر چالاک
اتنا پر جلد کون دیو یکا
جائی جہگڑ کی تاکہ تعلی کہل
صاف جیون آئینہ صاف نکا سینہ
طوطا بولا یہ جیسا اسی بکار
ملینگی مرد ہی خیال کی دام
بولی آئینہ و نہ تاؤ ہان
اور پیچہی سی تالی بجنی لگی
آگی طوطی یہ خلقت اک ٹوٹی
لی یہ یوسف کو بن زلیخا کون
ناک بہون وہین چڑہی صیاد
طوطی ہی نت ہی ہین لیتی مول
ٹیان کوئی لی لو دہیلی کا طوطا
جاؤ جی مت پہراؤ میرا سر
جلتی تہی جو لبسو یہ نہا سے
کرتی اپنی رفیق کو تہے یاد
پاس کوئی جز خیال یار نہ تہا
اور وہ طوطا خرید کر لی آؤ
شکرستان خانی مین یکبار
خوش بہو گئی تہی خاطر آزردہ
کر لیا اوسکو شیفتہ جہٹ پٹ
طوطی کو شکل جان و تن مین بٹہا
دیا لگا یہ کلبہ احزان
غم غلط کرتے تہے وہ دو کیسا تہا

کہتا باتیں عجیب گہل گہل کر
بسکہ خوگر یہ تہی یہ تنہا تی
تو بہلا اپنی دل کو بہلاوتی
بولی کہ آپ بیتی ای مٹہو
تہا اوسی شوق مہمانداری
یہی اوسکا ہمیشہ تہا معمول
کہتی کایا پلٹ ہین جسکو لوگ
وہم ہین نہ دہی قدم مین لا شاہی
کر سدا نقل روح ہر تن مین
پرندہ اوسکو جہا سکا اصلا
مار ا صحرا مین شہ نے ایک ہرن
غیر کا اسنگج نہین کچہ ڈر
شاہ نادان تو ہرن ہین گیا
جسد آہو مین رہا یکچند
پہری صحرا الصحرا کہتا تاہو بے
جسکو قاقم کی بال ہوتین وبال
جسکی معشوق سہو ہین آہو چشم
جو کری آپ آہوونکو صید
باکی القصہ طوطہ اک بیجان
اوڑ کی جا ہاکہ شہر کو جاوی
کیا طوطوں نے اسکو اپنا شاہ
بن کی طائر ہی ارجمند سی تہی
شہر کی پاس ایک جا پر ہای
کہنہ نانانہ شاہ کا زنہار
بارہی اوس طوطی نی وہ کی تدبیر
لیکن صیاد طوطا وہ ناچار
بیسوا امانت زادی اک کسبی

کرتا نقلین عجیب کہل کہل کر
جب پڑہی رہتی تہی وہ شیدائی
دار ہی صدق مین تجہ پہ جاؤن
لگا کہنی وہ مرغ شیرین گو
کرتا سیاحونکی وہ غمخواری
فائدہی کرتا سہردون سہی حاصل
کرنا پڑتا نہین کچہ اوسمین جنگ
علم کیا ہی بڑا تماشا ہی
سیر کرتا تہا شہر اور بن مین
دیا افسون وہ زیرہ کو سکہلا
تہا نہ اوسدم کوئی بجز دو تن
شہ تو کایا پلٹ ہرن مین کر
اور وزیر اوسکی بیٹہتے ہی گیا
پائین بسو سو طرح سی سوگند
کہان انسان کہان رنگار و بے
ہای یہی ہسن کی سخت وہ کہال
دلبری جو کرین گہی کہ چشم
ڈر ہوا اوسکو نہ کوئی کرتی قید
بیٹہا قالب مین اوسکی پہر سلطان
اپنی مینا کو جا کی دیکہا او سی
اور اوسکی بنی وہ آپ سپاہ
اوڑ گیا تخت پر بلندی تہی
تہا چڑہی بار ایک دام بچہای
جا بدام بلا پہنسی یکبار
دام صیاد سی چہٹ وہ اسیر
بیچنی کی تئین گیا بازار
کسی صراف سی جہلکتی تہی

محو باتوں سی اسکو کر لیتا
ایک شب بولی یوں وہ غمگین ہو
بولا اچہا یہ تو کہہ دو سچ
ایک تہا بادشاہ ماہ لقا
ایک مہمان سرا بنائی تہی
اک مسافر قضائی کار آیا
اک ہی افسون سی تہی نکلتا کام
علم جب شہ کو یہ ہوا حاصل
کیا کہوں اوسکی پہ تنک ظرفی
ہو اگر نا خدا کا یون اکبار
بولا سلطان سی یہ زیر پلید
کہ سنی اوسکی شاہ کیا آگاہ
شاہ بیچارہ ہائی بن کی غزال
کہ تو شہزادی ہو جو شاہ زمن
بستر گل پہ سوی جو ہر دم
سنگ بان جسکی ہوتین بان گریبان
وحشی دشت اوسکی ہوتین رفیق
اوسکی حالت پہ جب کرون ہون نظر
گو کہ حیوان ہی کیسی ہی طلعت
طوطی کی راہ مین رفیق ہوئے
دیکہ قدرت خدا کی ای مینا
قصہ کوتہ کرون وہ از نہ بات
دانی کی حرص سی سبب طوطی
بیٹہتا تہا نہ شاہ جو اونکا
کر کی حیلہ دی رفیق چہڑا
آیا بازار مین تو دیکہی کیا
جو نکی شہزادی ہی بہت سنکی سخن

غم پٹہا اوسکا ہر طرح دیتا
میان مٹہو کوئی کہانی کہو
آپ بیتی کہون کہ پر سنیے
میرا اور تیرا بادشہ ہے خدا
رہتی تہی ان آگی اک خدا تہی
اوسنی اک علم شہ کو سکہلایا
روح ہر کہیت مین کر سکی تہی خرام
گنتیں لا کہون ہی اوسکو جانیں گل
گو کہ افسون تہا وہ دو حرفی
گئی شاہ و وزیر بہر شکار
گئی تہی کایا پلٹ کی اسدم دید
اوسنی کایا پلٹ وہین کی آہ
بہاگا بس خوف جانسے نہ لیجا
کیا غضب ہی کہ آہ بن کی ہرن
خار و خس پر ہی سی قدم ہی ستم
کہان ہی وہ برگ کاہ ہائی بیان
اور جنگلی ہرن ہون آہ شفیق
ٹکری ہوتا ہی آہ میرا جگر
پایا کچہ سکہ پہ آگی کی نسبت
حال پر اوسکی وہ شفیق ہوئی
وان بہی اوسکو خدا نی شاہ کیا
آگی مینا سن اوسکی حالات
کہانی بن پائی ہی لگی طوطی
وہ بہی وہ تہ انسہ اونکی ساتہ بیٹہا
پہر گرفتار دام آپ رہا
یعنی جنگلہ اوبان ہی وہ پڑا
پر کہانی سمجہ کے رہ گئی سن

لگی کہنی کہ پہر میان مٹھو
سو رہو بی بی تم ہی ہو بیکل
آجہی کہتی ہین ہو کیون باتی
بولا مختل حواس ہین ساری
بولی شہزادی کل ہی کہیو جی
پوچھ کر نام کیا کریگے تو
جیمین کہتی کہ کچھ نہ کچھ تو بتا
بیسوا کا تو دعوی اوپر جھگڑا
یہ جو خسرو کی ہی شبیہ تمام
کسکی ہی داستان خدا جانی
میری طالع نہین ہین ایسی شوم
کاٹی اس سعی ہی ہین ساری رات
کر خدا اسکو تو اپنی پاس نہی
بولا تبلاؤ بی کہان جہوٹا
بولا ہان تمنی خوب یاد کہا
اوس بچاری سی کہتی تہی چہنال
تا سحر ہو لی ہین مزی تو سنے
رات بہر کی ہزار ہین دینا
کرتا تہا غرض ہر ایک نیاؤ
یعنی اک تیتہ ترا سا منگا
کام یعنی خیال سے جو ہو
نہین معلوم کون سا شایق
ڈہونڈہون اوسکو کہان کیدہر جاؤن
شاہزادی یہ سنکی غم کا بیان
گر پڑی اونکی پای طوطی پہ
بولی ای سرو رہما پایہ
کہ مین انسان ہون او تو طایر

کیا کیا بیسوا نے کہ تو تو
سنی آج اتنی باتی سنیو کل
رکہی کیون کل پہ میری مشتاقی
اونگہتا ہون ہین نیند کی ماری
اتنی پر بات تو بتا دو اسے
ہیرا من ہوگا یا میان مٹھو
اس کہانی سی ہی مجہی ملتا
کل اسی طوطی نی دیا ہی چکا
ہی وزیر شقی نمک بحرام
جہوٹ یا سچ ہی کچہ ہی کیا جانی
کہ ملی جیسی خسرو مظلوم
گذری اوسپر بلا وہ بہاری رات
لیکی طوطی کو بیٹھی اپنی حضور
رشتہ داستان کہان ٹوٹا
واقعی قصہ تہا وہین ہی چہٹا
وہ ہی رات بہر کی خرخشی قال
خرچی اب دی نیی ای موتی کہو لی
جلد گن دی مجہی بلا نکرار
کچہ نہو تا تہا اوس ہی لیک بچاؤ
روبرو آینہ کے زر کو گنا
مزد ہی اوسکے بس خیال ہی لو
مول اوسی لی چلا گیا عاشق
بی بی مینا اوسی کہان پاؤن
ہوئی طوطی پہ بس لگی قربان
کر نثار اوس پہ اشک کی گوہر
رہیو سر پہ ترا سدا سایہ
غیر جنسیت انکی سے ہے ظاہر

بولا عیار اوس سے وہ طوطا
بولی شہزادی ای میان طوطی
دمڑی ہی پر یہ کیون کہانی چہوڑ
اتنی جلدی ہی کیا پڑی بی بی
آغا مرزا کہو توشہ کا نام
کہکی طوطا یہ ہو رہا چپکا
میری ہی شہ کو تہا خدا انشا
ہی بہت سب سی یہ آہ پڑی
پہیر کہتی کہ یہ فسانا ہی
سنکی کہتا ہی قصہ پردازی
ملتی تہ ہین پچی اوسی کی سب
کاٹا جون تیون غرض وہ دن بہی تمام
بولی مٹھو میان کہو قصہ
بولا وہ بیسوا جہگڑتی تہی
اب سنو آگی اوسکی بد ذاتی
خواب مین تو رہا ہی میری پاس
خندہ زن ہوکہی تہی وہ خندی
سنکی یہ بات لوگ حیران تہے
آخر اوس طوطی نی کیا انصاف
آیا جب آینہ مین زر وہ نظر
کرکی طوطی نی جبکہ یہ انصاف
ہای وہ طوطی سخن پرداز
اوسکی ملنی کی اب نہین ہی آس
شادی ازبسکہ دل پہ ہو طاری
پہر لگی اپنا وہ کہ بیان کرنے
ہجر نی کو کیا مرگ قریب
بولا طوطا نہ اسکا کہا کچہ غم

سنیئہ آگے تے ہے اب داستان سوتا
کیون لگی دینی تم ہمین غوطی
باتی کل پر نہ میری جانی چہوڑ
سو رہو تم ہی اک گہڑی بی بی
بولا بی تمکو نام سی کیا کام
چکا اس غمزدی کی دلکو لگا
شوق اطعام صادر و وارد
لاکہ بسوی مرا ہی شاہ سے ہے
قصی کا ہای کیا ٹہکانا ہے
دوا ہی جو زری ہی بات یا تازی
گر یہ ہو وہی تو ہی کیا عجب
پہر تو بستر پہ لیٹی آمر شام
یہ کہی چہوڑا ہے آج کا قصہ
اور رہا جن کی سی لڑتی تہی
کہ وہ تجہ سے زر و پ کیا لاتی
کہکے مطلب کی بات اور سپاس
چوکی لیویگی ات سے کہ بندی
اور انگشت زیر دندان تہے
کہ چہٹا اوس بلا سی وہ صراف
بولا ای بیسوا لی اپنا زر
فیصلہ کر دیا نزاع و خلاف
تہا مرا غمگسار اور دمساز
مین تو آ پہنس گیا تمہاری پاس
اشک خون آنکہوں سی ہو جاری
درد و غم ہجر کا عیان کرنے
پر یہ کیسا ہی وصل ہای نصیب
اسکی تدبیر مین بتاتے تم

اکلی جو آئی تیری پاس وزیر
کر کری وہ کسی ہین کا پلٹ
اوٹہی یہ سرو قدسی کریم
اوسنی دیکہا جو ایسا سازو برگ
بولی وہ ناز نین یہ کرکی نیاز
دیکہہ بر عکس تہی کتنی چال
رفعہ وہ بہی سو ہوی یکیک
آزمایش ہی ہی اک باقی
خوب اس بات سی ہین ہون آگاہ
پہر نہین غدر کچہ یہ دیکہون گر
بولا وہ ہون مین تابع فرمان
دو ہین اوس مرغی نی ہنگا کر مرغ
بولا مرغا وہ اوٹہ کی گکڑون کون
مار کر ایک خنجر خونخوار
کہ گئی ہین مثل جو دانشور
شاد یانی خوشیکی بجنی لگی
شہ نی بہی یکی خوب مال منال
پہری یار اب نہونکی جیسی دن
قول سعدی پہ پرکیا یہ عمل
تشنہ را دل نخواہد آب زلال
رکہا صندوقچہ مین اوٹہا وہ پوست
طوطی الملک اپنا نام رکہا
صورت طوطیان بستانی
دلبر باشم سبزہ رنگ ہین پہر
ہی جو فائق یہ سارے رنگو نپر
صورت گلستان بشام و پگاہ
سبزہ در باغ گفتہ اند خوش است

کر بد لحو تی اوس ہی تو تقریر
تہا ورآون ہین اپنی تن ہین جہٹ
سر و قدا وسکی کرنیکو تعظیم
تہا یہ نزدیک ہو وی شادی مرگ
ہون ہین تیری قدیم سی دمساز
بندہ گیا دلمین تہا کچہ اور خیال
للہ الحمد اب نہین کچہ شک
ہی کمال آج اوسکی مشتاقی
کرتا تہا نقل روح میرا شاہ
جان صدقی ہین نقل روح تو کر
تجہہ پہ ہو جاؤن دل سی قربان
مار ڈالا گلا دبا کر مرغ
شہ کا لاشہ گرا زمین پہ نگون
کیا اوس مرغی کی تہین مردار
راست ہی جہوٹ کچہ نہین ہو بہو
زیر و بم رعد سان جبنی لگی
کی مراعات سبکی حسب حال
پہر ہو جملہ جہان کی ویسی دن
کہ نکالا اونہون کی تہین اوّل
کوزہ بگذشت بر دہان سلنج
روز اکبار دیکہتا وہ پوست
اور سنگار وہی پہ بہی یہ کیا
سب بنایا لباس ریحانی
ہم سی کہاتی ہین لاکہون اہرہر
سبزہ مین جنگلی نبات و شجر
سبکو نرکہی ہرا بہرا اللہ
داند آنکس کہ این سخن گوید

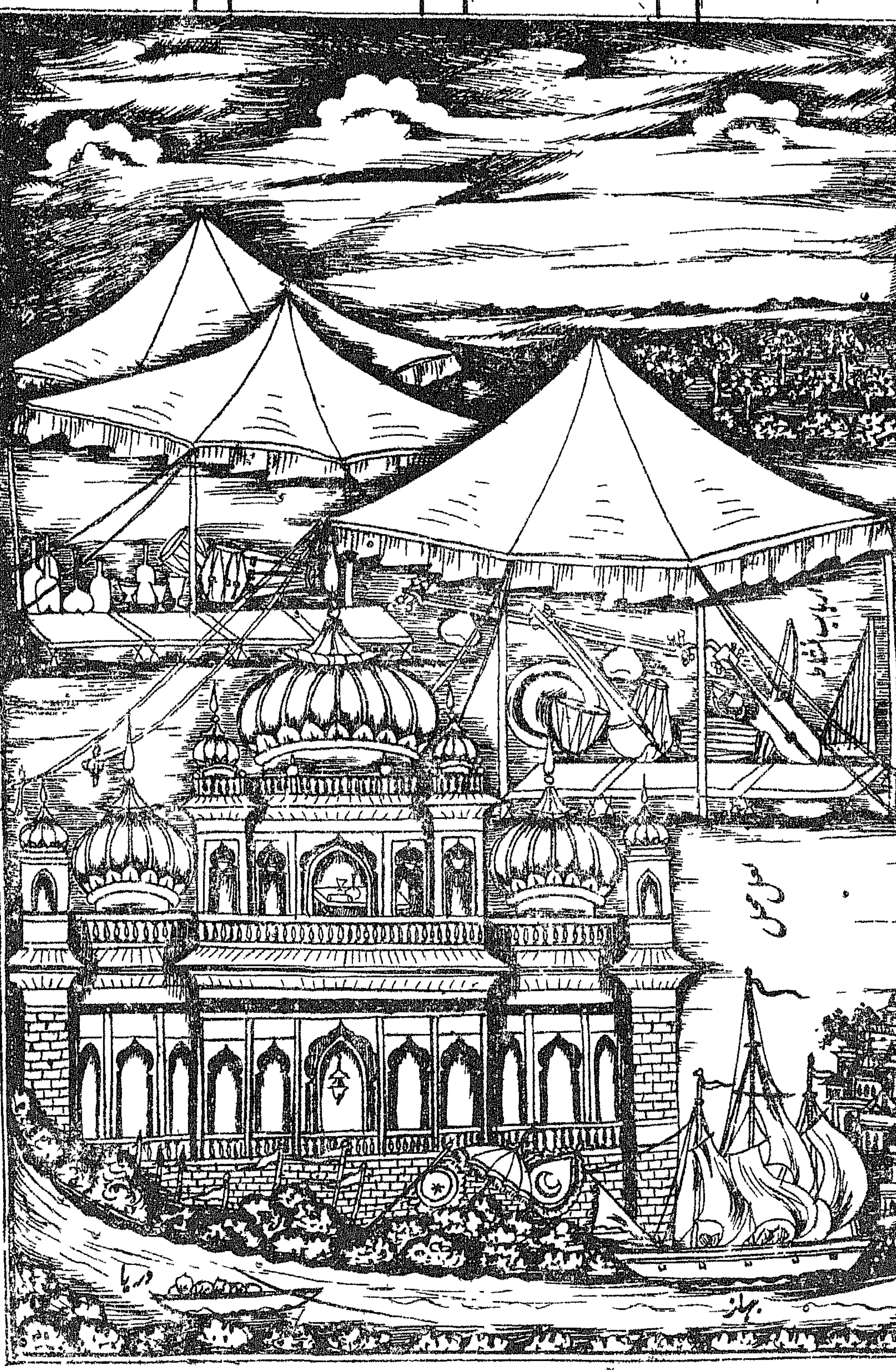
شیر و شکر سی اوس سی گہل مل جا
صبح ہوتی ہی بار سی یا وزیر
کر کی تسلیم تخت پر بیٹہلا
ہو کی حیران لگا وہ کہنی یون
پر کئی بات سی گئی تہی سہم
کہ خدا جانی کیا ہوا شہ کو
امتحان کر چکی جو کرنا تہا
پاؤن اوسکا ہی گر مین تجہ طیور
تجہ سی ہی وہ ہنر اگر دیکہون
گر نہین یاد تجہکو کا یا پلٹ
یہ بہی کوئی بات ہی جو تو نی کہی
پڑہ کی کچہ اور رکہ کی چہو منتر
نعش دیکہی تو کر کی کا یا پلٹ
بانوی با وفانی بی تاخیر
بر ولی نعمت ار برون آید
کہتی ایک ایک نی ہزار ہزار
کی جو ہمخوابہ نی وفاداری
تہا تصرف مین جنکو لایا وزیر
دست سلطان دگر کجا بیند
تہا ہو طوطی کی جو پوست سی انس
طوطی پالی ہزار ہا لیکر
بسکہ طوطونکو رکہتا تہا مانوس
سبز ریحانی ہی عجائب رنگ
دی طراوت دماغ کو سبزہ
ہو وی انسان یا گیاہ و درخت
رنگ از بس ہی سب سی بہتر سبز
یعنی بر روی اوسکی ہون خط سبز

دور اس ڈہب سے اوسکو تولی آ
غافل از حقہ بازی تقدیر
لی مین جہٹ جہٹ بلائین سر تا پا
یہ نوازش ہی آج مجہ پر کیون
رہ رہ آتا تہا میری لکو وہم
گئی یکایک بدل جو اوسکی خو
گیا گذرا جو کچہ گذرنا تہا
صاف ہو جائی دل سی کہٹکا دو
پہر مین باندہی ہی بٹہائی ہون
مار ڈالون کی تو بہی جہٹ پٹ
چاہتی جب تو امتحان کرلی
ڈالی جان اپنی مرغ کی اندر
طوطا وہ شاہ بن گیا جہٹ پٹ
ڈالین مرغی کے دونو آنکہین چیر
گر سپہر است سر نگون آید
دُر و گوہر بفرق شاہ نثار
ہوئی دو چند آگی سی پیاری
تہی اگر چہ اونہون کی تقصیر
چون بسبز گیرد ار فتادہ ترنج
شہ نی چہوڑا نہ اپنی دوستی انس
رہتا مشغول ونسی شام و سحر
ہوکی طوطونکی رنگ خوش ملبوس
کیون نہ محجوب سبزہ رنگ تہین سنگ
کرہی سبزہ باغ کو سبزہ
کہنا کیا جسکی سبز ہو وین بخت
قطعہ سعدی کا کیا ہی سبز
دل عشاق بیشتر جوید

کر کی سبزہ استان اس رنگ	شاہ بہرام کو پلا دی بنگ
بس چڑھاتی ہی سبز پیالا	سو رہا جھٹ بنا و شہر یالا

گلزار پانچواں جانا بہرام کا روز سہ شنبہ گنبد گلناری میں اور روز و شب مشغول ہونا ماہ تاتاری سے

ہوتی سہ شنبہ کی جبکہ صبح نمود	ہوا گلنار رنگ چرخ کبود
شاہ بہرام صورت بہرام	پہن گلنار گون لباس تمام
خسرو خاوری سرخ قبا	جلوہ گر تخت پر فلک سے ہوا
ہوکی گلگون باد پا پہ سوار	آیا گلگون محل میں شکل بہار



سر پہ رکھہ تاج سرخ جیسے خروس — کیا اور رنگ لعل گون پہ جلوس
پھر خدمت ہوئی وہ آ حاضر — کیا اسباب عیش لا حاضر
پی پہ پی چل رہا تھا جام بجام — مئی گلگون کا دور تھا تا شام
کیا ساقی نے سبکو بادہ پرست — شیخ سرشار اور زاہد مست
آئی خلوت مین شیدکی باقی — رہی اغیار ایدہر اودہر جاکی
بلبل مست نے کرا منقار — کردیا برگ گل کو جنبش افکار
مئی گلگون سے کر زبان رنگین — یعنی کہ کوئی داستان رنگین
نت شگفتہ رہے گل اقبال — بار ور باغ عمر کا ہو نہال
کیا گل داستان ہرا بی بو — لاؤن جو مین حضور مین اوسکو
لطف شاہی کرے اوسے جو قبول — گل سے افزون شرف ہو مجکو حصول
سخن آرا ہوئی وہ غنچہ دہن — ہے سنا یون کہ در زبان کہن
ملک پنجاب مین تھی پانچ رفیق — حال پر ایک دوسرے کی شفیق
کہی یکتائی کا جسے دیوان — خمسہ چیدہ اوسکی تھی وہ جوان
الغرض اون مین تھا نہ کوئی یکا — پنج گنج ہنر تھی پانچون یار
اون مین ایک شہریار زادہ تھا — شاہ جسکا کہ باپ دادا تھا
گردش چرخ کا مگر تھا سلوک — شاہزادہ ہوا تھا جو مفلوک
یا مصنف کا جسطرح سے نام — کہتی ہینگی حسین شاہ انام
رکہتا تھا گنج شایگان پر زر — شکل انجم شمار سے باہر
چوتھا اون مین جو تھا بڑہی یکتا — اپنی فن مین وہ بھی تھا یکتا
پانچوان تھا جو باغبان زادہ — تھا ہنر اوسکا سحر آمادہ
گو نہ اک دوسری کا تھا محتاج — دیتا تاجر پہ سبکا با محتاج
پانچون باہم شریک شادی و غم — کرتی تھی نت سیاحت عالم
شہر جیون گلستان نظر آیا — رشک فردوس وہ نگر پایا
چہچہہ زن بصورت بلبل — تھی وہ نظارگی ہر یک گل
دیکہا ناگاہ اک صنم خانہ — کہ ارم رشک تھا وہ کاشانہ
تھی بت چین منفعل اون سے — نقش ارژنگ تھا خجل اون سے
تیشہ رانی او نہونی کرکی تمام — تھی بنائی خدائی کی اصنام

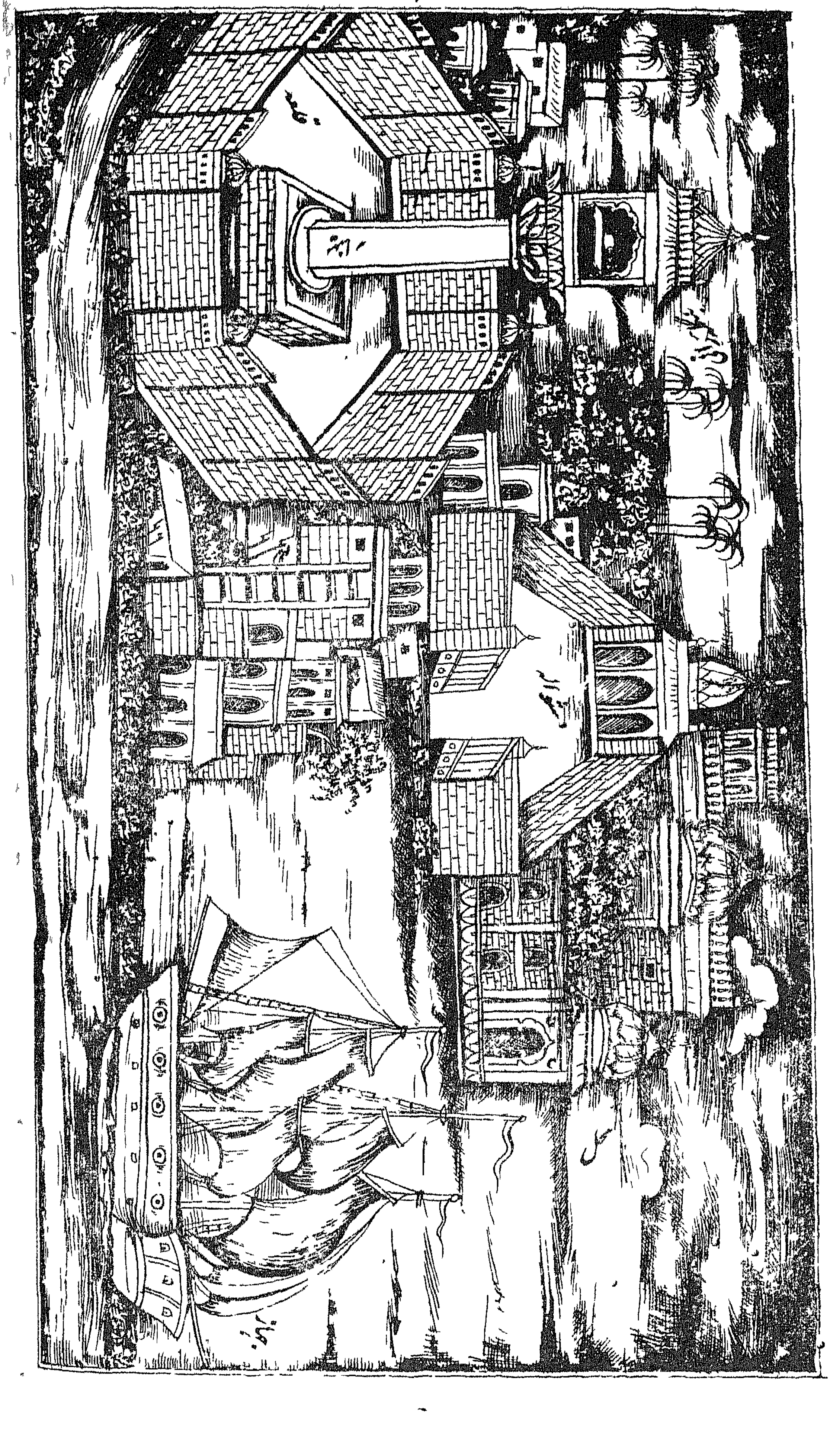
تھی جو وان نرگس شوخ تاتاری — پہنی یکسر لباس گلناری
جام لعلین مین بادۂ گلرنگ — جیسی لالا کا یہ بانگ بربط و چنگ
پاؤن لغزیکا وان پہسلتا تھا — نہ یہ بہی اپنی ہاتھ ملتا تھا
شب کی آئی ہی شاہ صہبا نوش — اور سہ جامہ سبب گلگون پوش
ہوئی باہم وصلت گل و بلبل — سرخرو ہوگئی وہ صورت گل
ہوگئی خندان برنگ گل ہر دم — بولا اوس سے کہ سرو گل اندام
بولی بشگفتہ ہو وہ غنچہ دہن — ہے شہا تا بہار پر یہ چمن
رہیو اعدا کی سینہ مین چہپتا — خار خونخوار رنج و نیش بلا
حکم شہ سے یہ مین جگر خستہ — لاتی ہونگی نیا کی گلدستہ
کرچکی معذرت بلطف ادا — صورت غنچہ کر دہن کو وا

غنچہ بنیری کرنا اوس شوخ تاتاری کی اور افسانہ گوئی ماہ کلفامی کے

ضمن الاوقات رہتی ہین باہم — جسطرح پانچون انگلیان ہین ضم
کہتی ہین جسم دوستی کا جسی — پانچون اوسکی حواس خمسہ تہی
تہا ہنر سے تہی نہ اونکا ڈہانچ — پانچون القصہ تہی بڑہی ہی پانچ
تہی وہ در صنعت منظر جانی — پنج نوبت زنان بہ سلطانی
یون کہاتا تہا شاہ وہ بی جاہ — لوگ کہتی گدا کو ہین جیسون شاہ
بیٹا تاجر کا دوسرا تہا جوان — اوسکی دولت کا کیا کرون مین بیان
نقب زن تیسرا تہا کامل رای — نقب تا ماہی زمین جو لگای
کرتا بڑہئی سے بال مین سوراخ — نہ بہت تنگ نہ زیادہ فراخ
اس سے کیا ہوگی صنعت افزود — کرتا گلبانی مین تہا حرف نمود
کرکی خدمت ہر ایک کی وہ یون — اولٹی ہوتا تہا آپ ہی ممنون
پانچون سیاح ہوکا بتاتی ہیس — پہرتی پہرتی گئی وہ کانوز و دیس
کرتی پہرتی تہی کو بکو یہ سیر — گاہ مسجد مین اور گاہ بدیر
لذت از بسکہ سیر سے پائی — تہی پہر کوچہ وہ تماشائی
تہی ہزارون ہی وان بت سنگین — مختلف رنگ سے ہر اک رنگین
سنگتراشان آزری پیشہ — جنکا جادو تراش تہا تیشہ
سنگ مرمر سے سب نی مرکر — بت بنائی تہی سخت دل پتہر

سب وہاں جبہہ سائی کرتی تہی   بت وہ کافر خدائی کرتی تہی
ایسی تہی حسن مین وہ مہ پارہ   کہ جہپکتی تہی چشم نظارہ
اوسکی پیشانی تہی جو ماہ تمام   کامرانی لکہا تہا اوسپر نام
محو دیدار ہو گئی پانچون   شکل دیوار ہو گئی پانچون
آشنا لب سی آہ و زاری تہی   بیقراری سی بیقراری تہی
چاہ ہر آن ہوتی تہی دونی   دمبدم شوق کو تہی افزونی
نہ کچہ بہوک کا نہ پیاس کا دہیان   خواب کا ہو خیال کیا امکان
ٹکٹکی ایسی باندہی شام تلک   نہ لگی جو پلک سی اوسکی پلک
ہوگئی بند مہر کی سی آنکہ   نہ لگی اوسکی پر ذری بہی آنکہ
شہر بیگانہ اور یہ ناواقف   رسم و آئین سی ہانکی کیا واقف
دیکہین لو یار بادشہ زادہ   نہین چلنی پہ ہوتا آمادہ
رشتہ مہر ہے کو ڈالو توڑ   آہ جاؤ مجہی یہین تم چہوڑ
کوہ غم کا پڑا ہی مجہ پر ٹوٹ   ہاتہ سی گئی عنان صبر کی چہوٹ
دل سی میرا گیا اب اوٹہا وہ خیال   مین ہون اب اور یار کی تمثال
سنکی ہمدم یہ بی سرو پا بات   ہاتہ ملنی لگی وہ کہہ ہیہات
کرکی منت بہت سا سمجہایا   گم شدہ وہ نہ راہ پر آیا
سخت دشوار اور بہت محال   ہو گئی اوسکا ایسا احوال
چلی جیون جہوا ہے پند آمیز   آتش عشق اور ہوئی پہر تیز
آہ کرتی تہی وہ شرر باری   پہونکی آفاق جسکی چنگاری
جائین کسطور چہوڑ اپنا یار   رہی چارون وہین پہ ناچار
بیٹہا تکتا تہا صورت بت سنگ   شکل مبہوت بیخودانہ دنگ
تہا جو عاشق وہین اڑ بیٹہا   پہر نظر سی نظر گرا بیٹہا
ہمدم اوسکی ہوئی روانہ شہر   جا کی تا جا کرین بخانہ شہر
ڈہونڈہین کوئی شخص ایسا واقف کار   جس سی حل ہو یہ عقدہ دشوار
جس سی پوچہی ہو حقیقت کار   نکہلا لیک اوسکا کچہ اسرار
ناگہان ایک پیر دیرین سال   ان بچارون کا ہوئی چارہ سگال
نازنین ایک سی سراپا ناز   نازکی جسکی پایہ رومی نیاز

خاصہ اک صورت بت کافر   جس سی تہی قدرت خدا ظاہر
آئینہ تہا صفائی کا وہ حسن   تہا جہگڑا خدائی کا وہ حسن
دیکہ اوس آئینہ رو کو پانچون یار   بت سی حیران رہ گئی یکبار
دل پہ گو سبکو اختیار نہ تہا   لیک شہزادی کو قرار نہ تہا
نکلا ہی پڑتا تہا دل بی صبر   کب سہی اختیار مین وہ بجبر
کہہ رہا تہا ہی دل مضطر   دل دیا کیا ہی جان بہی صدقی کر
وہ جہان سی اوسی کنارہ تہا   رو رہی دلبر تہا اور نظارہ تہا
بت سنگین سی جو لگین آنکہین   صاف پتہر گئین ہین آنکہین
شب یکایک جو آ گئی سر پر   یہ مسافر غریب بی گہر در
ڈر کرا تہی کہ اب کہان کو چلین   ملکی سب یعنی کاروان کو چلین
رو کی کہتا ہی یار جاؤ تم   ہاتہ میرے سی ہاتہ اوٹہاؤ تم
نہین اوٹہ سکتا یہ سی پہیرا   ہاتہ پتہر تلی دبا میرا
دل پہ حاکم نہین زنہار نہین   مین ہون مجبور اختیار نہین
نقل سی ہو نچونگا نہ تا حاصل   نہ اوٹہونگا وصال ہو یا وصل
دیکہ اوس دلجلی کی تپش نہان   آتش غم سی سب ہی تہی بریان
رایت عشق جس جگہ ہو بلند   گو ہی تند تر ہوا سی بلند
پہر جو دی پند وہ دوانا ہی   عشق اور پند کچہ یگانا ہی
یار اپہر کرسی تہی جا افسوس سی   کرتی تہی آہ اور پہر جہا افسوس سی
عاشق زار کا یہ دیکہ کی حال   چپ ہی وہ بصورت تمثال
سو رہی یہ اوسی نہ آئی نیند   سوتا کس شکل وہ پرائی نیند
آئی جب صبح کر گریبان چاک   صورت عاشقان بی امان چاک
ٹکٹکی باندہ کر لگا تکنے   آکی وحشت مین کچہ لگا بکنے
یار بیچارہ کی ہون چارہ جو   چارہ کر چارون وہ پہرین سو سو
کی بہر سو ہزار رنگ تلاش   چہوڑا باقی نہ ایک سنگ تراش
اپنی سر کو ہر ایک نی مارا   پر نہ اوس سر کا کچہ ملا چارا
یون کہی اوسنی معنی صورت   کہ وہ رانی کی ہان کی ہی مورت
مہر سہ لی ہی اوسکی آنچ تلک   ایک ذرہ نہین سی دیکہی جہلک



دست فتنہ وہان سی ہی کوتاہ
ہمنشین اوسکی نند ہتی ساس
دیکھکر شکل کامرانی کے
برج کی گرد سنگ کا ہی حصار
گرد قلعی کے چوکی پہرا ہے
رہتی ہی اوس حصار کی دہن
وان کا راز اوس پہ کچہ نہین مستور
ربط اوس سی غرض کیا پیدا
جب کہ گوندہنی وہ ہوچکی لونڈی
کر نہ وسواس دل مین کچہ اصلا
مارے پہیری گئی کہا کچہ غم
گوندہتی جب وہ گہنا پہولونکا
بڑہیا اک دن گئی ہوئی تہی کہین
تہا جو بڑہیا کا کام کر کہا
باوجودی کہ تہی آپ بہی استاد
گئی مارے خوشی کی جیون گل پہول
ہوتی حیران کہ کیا یہ صنعت ہے
تجہسی آگی نہ تہی کبہی دیکہی
بولی بیساختہ مرا گلزار
بولی تو نی ہی گر بنایا سب
مجہکو لاچار بولے بیچارہ
ہی مسافر غریب بیچارہ
بیشمار اوسکی ہین عجیب ہنر
اور کہا یون کہ تو نہ کچہ لیجو
آکی کہتی لگی جوان سی یون
زر وہ بڑہیا نے کو دیا اوسنی
بیٹہی خلوت مین شب کو سب کی سب

نہ کچہ آشوب نہ خلل کو راہ
لیک ہی باکرہ کنیزک پاس
داد دیتا ہے کامرانی کی
باتین کرتی فلک سی ہیچ ہوا
جاہی جو وان یہ کسکا زہرا ہے
زیب اک بڑہیا منحنی مالن
پہر جو ظاہر کری یہ کیا مقدور
دیکی زر خوب کر لیا شیدا
باغبان زادی نے یہ خواہش کی
بار خاطر نہین مین ہوئی کا
رکہہ مری آنکہون پر تو اپنی قدم
بیٹہا چپکا یہ دیکہتا رہتا
وقت فرصت ملا جوان کی کنیز
ہوا نچے مین لگاکی دہر رہ کہا
پر ہوی دیکہکر نہایت شاد
پاس اوس گل کی لی گئی وہ پہول
نہین صنعت خدا کی قدرت ہے
سحر کاری یہ مین ابہی دیکہی
اور مری باغ ہی کی ہی یہ بہار
لی بنا میری روبرو تو اب
راستی یون ہی تجہہ مین وارے
ہوی گل کی طرح ہو آوارہ
یہ ہنر کیا ہی سب سی ادنا تر
اپنی جہان ہی کو سب سمجہو
لی یہ انعام وان سی لاتی ہون
ذکر یارون سی جا کیا اوسنی
اور کیا بڑہیا کو وہان پہ طلب

ہی کہین اوسمین یون وہ ماہ پارہ
بادشہ جب فراغ پاتا ہے
کامرانی سی کامرانی کر
طایر وہم کی اوڑان ہی کیا
جب پرندہ وہان نہ مارے پر
گہنا پہولونکا کرکے وہ طیار
رہتی ہونی سی پیر کی وہ جوان
شکل گل اپنی کی زرافشانی
تو سجا مانگی ہی مین تیرا پسر
بولی بڑہیا کہ اسی کیا بہتر
الغرض اوسکی گہر ہوا یہ مقیم
گرچہ اس فن مین تہا بڑا کامل
گوندہ گہنا نئی گوندہاوٹ کا
بلبلاتی ہوئی جو بڑہیا آئی
کہنا کیا گلستان صنعت کا
دیکہتی ہی وہ گلبن خوبی
پوچہا کسکی یہ دستکاری ہی
کون ہی وہ نگار گل صورت
صرف اس فن مین ہو گیا ہی سن
بات جب امتحان پہ آ ٹہی
گل گلزار حسن ایک جوان
اوس چمن سی ادہر کو آیا ہی
سن یہ اوس قدردان نی کہا
آئی بڑہیا ہنسی خوشی وان سی
پایا مقصود کا کہلا جو پہول
وہ وفادار دوست یکرنگ
پہلی زر منہ بہرائی اوسکو دیا

ساتوین آسمان پہ جیون کیوہ
شہر وہان رکہ کی وان پہ جاتا ہے
سوی بیٹہی اوٹہی پہرا آتی او
وڑ کی جہولے جو کنگرہ اوسکا
ہو وہی کیونکر بہلا بشر کا گذر
جاتی ہی اوسکی پاس روز اکبار
بڑہیا مالن کی گہر مین آئی وہ لت
کہ وہ فولاد دل ہوی پانی
آرزو ہون مین کہ ہی تو تیری گہر
پوچہنا اسکا کیا ہی تیرا گہر
اور بنا اوسکا ہمنشین و ندیم
پر بنایا تہا آپ کو جاہل
اور بنا کر عجب بناوٹ کا
ٹوکری گہنی سی بہری ہوی پایے
گلستان کیا جہان صنعت کا
گل رعنا ہی باغ مجبوب کے
سچ بتا دلکو بیقراری ہے
جسنی گلشن بنایا ہی یہ صنعت
اور کوی کیا بنائی کا مجہ بن
تب تو وہ پیرزال گہبرائی
ہی کہتی دن سی گہر مری مہمان
رنگ اوس گل نی یہ دکہایا ہے
اٹہی پہر اشرفی وہی گود مین ڈال
لی گل اشرفی گلستان سی
شکل بلبل گیا خوشی سی پہول
پاکی سر رشتہ مراد بچنگ
بعد آگاہ راز دل سی کیا

اوسکا کہنا جو تہا دیا اوسکو
ہونا نقشی ہی پہ دیوانا
سنتی ہی پیرزن یہہ اونکا کلام
سراو تہا پہر وہ یون لگی کہنی
یہہ سخن مت زبان پر لاو
دیکہتی دیکہتی ہی اک عالم
سنکدل مت ہزار ہا ہین لیک
شہر مین اوسکا لی جو کوئی نام
نام اوسکا زبان پہ مت لاؤ
سنکی یہہ کرنی وہ لگی زاری
دیکہہ کر یہہ نوازش بیحد
ایک جان کیا اگر ہون جان نثار
اج کچہہ ہوتی ہو سو مجہہ ہو
کہنا یہہ تو نکا جو کرون طیار
بولی پہر سیا کہ مین بہی کی رخصت
گئی اس مشورہ سی مین تب کدر
پہول سو بیج کہی کی مہر ضیا
طرفہ گلدستہ ایک بنانی لگا
جب مصور ہوئی وہ گل اندام
جب وہ گلدستہ ہو چکا بستہ
تہا نقشہ وہ نقش تہا جب کا
نام کو اپنی دیکہہ صاحب نام
نام جپنی لگی وہ عاشق کا
مجکو اوس گل نی کردیا بلبل
لالہ سان داغ پڑ گیا دلمین
پیرزن نی سنا جو یہہ افسون
اہی گل گلستان رعنائی

اوسی کہنا جو تہا کہا اوسکو
نقش دیوار اوسکا بن جانا
سن ہو چپ رہ گئی پیر ناکام
ٹہو ٹہی ن جیتی مجکو ورنہ سنی
آفت اپنی نہ جان پر لاو
کہتی ہون سچ تمہاری سر کی قسم
سخت تر اس سی مین دیکہا ایک بلا
کاٹین اوسکی زبان خاص و عام
فتنۂ خفتہ کو ارے نہ جگاؤ
گر گرانی لگی بصد خواری
بار احسان سی ہو خمیدہ قد
تم پہ اک آن مین کرون میں نثار
تابع حکم لونڈی کو سمجہو
اوسکو پہونچا وہان بلا تکرار
ہی یہی دست نگار کی رخصت
اور ہونی لگی نمود سحر
بچمنستان آسمان مین کہلا
جسکی گلزار صدقی جانی لگا
کامرانی لکہا جبین پر نام
پیرزن کو دیا وہ گلدستہ
ساعت تسخیر مین تہا وہ لکہا
ہوئی مطلوب نام طالب نام
واہ وا کیا عمل وہ صادق تہا
کس چمن کا یہہ لائی آہ تو گل
خار غم آہ گڑ گیا دلمین
وہ فسون نا اوس سی بولی یون
تو نی کیسی یہہ بات فرمائی

یارکا ہونا عاشق و شیدا
کہہ سنایا سب اوسکا حال حزین
دیر تک یون رہی بحال سکوت
کر نہین تمکو میری جان کا خطر
کیا ہو تم اپنی خون کی پیاسی
دیکہہ تمثال شوخ کافر کو
ندیان خون کی بہانی جاری ہین
ہو وہی جس بات مین تم جیکا خطر
کچہہ نہین مجکو اپنی جان کا ڈر
پہلی سختی و ناز دیا اوسکو
لگی کہنی کہ ای جوانمردان
دیکہی یہہ رجو تمنی مول لیا
باغبان زادہ یون اوٹہا اسطور
تحفہ پہونچاتی اوسکو میرا رہ
تیرا مطلب ہی سو اوسکی ہی خواہش
کل تب تب ہو بہار آئی خزان
باغبان زادہ وہ گل رنگ
کر کی اوسمین نمود نقش و نگار
کچہہ قلم سی نہ تہی وہ حرف لکہی
لی گئی اوس نگار پاس وہ نقش
دیکہہ نقشی کو بس وہ نقش شناس
کیا اسم جمالی نی وہ عمل
بولی پہر ہا سی یون وہ بیکل ہو
کیا ہی الفت کی داغ کا گل ہی
تو کسی رنگ داغ یہہ ہو زوال
یون لگی اوسکا امتحان کرنے
آج وہ گل ہی تو باغ جہان

سنک پر مارنا وہ ا
دوستون نی بہا کی چشم
ہو وہی یہہ سخن جیسی
رحم تو کہا و بیٹا اب
ہای درگذر روا ای تم
مر گئی ہین ٹپک ٹپکا
جانین بہتو نکی اسنی با
صاحبو اوس سی درگذ
رحم آتا ہی پر تمہار
شکل گل زر سی پہر د
کیا یہہ احسان ہی تم پہ
جو کہو تم سو باندی لا
تجہسی درخواست کچہہ نہین
اور وہ جو کچہہ کہی سو
پہر تو دیتا ہی دلکو کہو
اور گل چاندنی ہوا ایران
کر طلب پہول جلد تکا
نقش اعجاز کا کر لیا
گوندہی مین بناتی تہی
کامرانی کا نقشہ تہا جو نقش
ہوئی حیرت زدہ فزون
شکل بلبل ہوئی وہ گل
لا کسی رنگ جان تک دی
یا محبت کی باغ کا گل
دل سی میر یہہ ہو خار
راز پنہان دل عیان کر
آرزو مند جسکی ہین شاہ

وسکو تو ہی سلطان حسن کل اندام
بکتی ہی کیا تو ای ماما
کو نہ کا تاج اور نفیر کا کشکول
ق
دل سرا پردہ محبت اوست
و رمضمون گذشت نوبت اوست
یا جب عشق مین اوسی تکا
حالت سنگین پر اوسکا دل آتا
تھکی یہہ اور یہی ہوئی بیتاب
ل اگیا تو گیا نہین کچہہ غم
یا اگر یہی ہی ہون نہ سودا
یکی کو بان جوانون پاس
کی نجارہ پروا نہ پہر ہوئی جا رون
ہیں یال و زر سی خوب تختی
اگر اہل ہی تو ہی سب سہل
دہ و وستی مین ایسا ہو
سل وسکی ہی بس تحقیق
دل ہ و ولیری ہی مین
یدکی پہر بنا وہ محکم کی
ان و فا داری یار یکدل کی
باغبان زادہ وہ تہہ تب لا
کی یارون اوسکو تحسین کی
وسکا یہہ نجا ستون تلی اکبار
ستونین کرون وہ پیدا راہ
نہ اپنی کرو ہنر سی دریغ
الکہ ہین حق دوستی کو ادا
سی حب زمین کی شب روبہر
ل لی ایک زمین افتادہ

شرم کرلی نہ ہر گدا کا نام
بی خبر عشق سی تو ہی ماما
ہی بیا زار عشق ایک ہی مول
دیدہ آئینہ دار طلعت اوست
ہر کرا پنج روز نوبت اوست
پختہ پڑا وستی اس سی عہد کیا
اور پتہر سی سرکو ٹکرا نا
کرنی بڑہیا سی یون لگی وہ خطاب
جا نکاب آرہا ہی لب پردم
دور پہونچی مری نہ رسوائی
خبر جانفزا یہہ پہونچا ئی
یون فسونساز پہر ہوئی چار ون
اور نہ فضل الٰہی سی ہین نئی
یہہ نہ ہو وی کہ یار رہو نا اہل
کہ پہنسا وی بلا مین وہ ہمکو
دلکو قوت فزا وی وہ دلدار
رو بہ خویش خوان و شیرین بین
اور یار و نکی پاس آ دہمکی
ہو کی بیفکر فکر کامل کی
جو ہنر تہا مرا سو مین وہ کیا
نقب زن نی یہہ پہیر بات کہی
آگی جو چاہی سو کری نجار
بولا وہ جسکو دیکہکر ہم وا
نہ کرو نکا مین مال و زر سی دریغ
یار کو یار سی دین یا ریلا
جلوہ گر آ ہوا بیام سپہر
ہو بہ تعمیر خانہ آمادہ

دل پٹ بیقرار تہا اوسکا
عشق کو نیک و بد کی کیا ہی تمیز
نہ گدا کو مین شہ سی سمجہون کم
سنکہ سہر رنیا ورم بد و کون
جون چمن دیتی تہی پیرانہ پند
کہہ سنایا پہر ابتدا سی حال
کرنی یارونکی وہ وفادار
ہای تو نی یہہ کیا سنائی بات
اوس سی آگی کہ جان تن سی روان
سنکی یہہ نغمہ نشاط افزا
سنکی یہہ ہو گیا ہر اک شادان
کہ سن ای مادر وفا پیوند
کسی شی کی کمی نہین رہا
یار اگر یار ہی نہین مکار
کرکی عیاری اور حیلہ گری
اور کچہہ چاہتی نہین ہیہات
پیر زن اوڑ گی یہہ سنکی بات
لگی کہنی کہ اب کرو مت دیر
بیٹہی سر جوڑ مشورت کرلی
اور جو کچہہ کہو سو مین وہ کرون
کہ سرنگ اسطرح ہو زیر زمین
پو رنجار بول اوٹہا زیرک
بولا تا جر بچہ وہ تب گہو نا
جا ئین برباد گو ہزارون لاکہہ
کہکی یہہ بات بس ہی وہ سیحہ
اوٹہا تا جر بچہ کمر کس کر
وہ بنایا مکان بہشت سیر

دلپہ کیا اختیار تہا اوسکا
وہان گدا پادشاہ سی ہی عزیز
حضرت عشق کی ہی مجکو قسم
گردنم زیر بار منت اوست
آتش عشق بہڑکی تہی وہ جنید
شاہزادیکی دلکا رنج وملال
باغبان زادی کی یہہ عیاری
جو رہا تہا مین نہ دل سیہات
فکر کچہہ کر کہ آملی جانان
دی تسلی اوسی پہر اٹہیا
ہوئی نئی سر سی پیر زن تو جوان
ہین بہت ہمکو یاد چہند او شید
خرچ کرنیکو زر کی ہین طیار
تو سب آسان ہی کچہہ نہ غم و شور
پردی پہ دی کری نہ پردہ دری
جا کی اوس شوخ سی تو کہہ بات
اور نجیبہ ہر اک کی اوس سی بات
جو ہو کرنا کرو بصد تعجیل
اور اس طور مصلحت کرلی
نہین تا ہر کسی طرح مین ہو
مین لگاؤن کہ تم کرو تحسین
بہائی تو نقب دی لگا دیا تک
زور بازو دی حق تمہین دو نا
پہر ہی دوستو نہین اپنی سیاہ
کہ سحر یا الٰہی جلدی ہو
عزم شب کی درست کرنی
جس سی مونہہ کو چہپائی قصر بہشت

سات ایوان وه سات رنگ بنائے — رنگ سے جنکی رنگ گل شرمائے
حجره در حجره ایک جا ملیار — کئی اتنی نه جنکا ہوئی شمار
جب مکان ہو چکی درست تمام — کر دیا جہٹ شروع نقب کا کام
نه کسیکے مکان مین آیا خلل — نه ستون نی ذرا بہی پایا خلل
پہلی کہود استون مین ایسا در — آمد و شد ہو جس سے نقب اندر
اندر اندر بنایا زینه یون — پایه بر پایه ہین بناتے جون
آیا آہسته نقب سے باہر — اور پہونچا ہی بڑہیا کو خبر
تہا کیا جیسی پیشتر دریافت — راز دل اب ہی جون ہی دریافت
کہ کہاں ہی زیب مسند عالے — کرتو نا محرمون سی جا خالے
دم بخود ورنه آ پہر اوٹہی پاؤن — نقب کالی نه اوسکی آگی پاؤن
باؤلی چاه مین ہی تہی بن — غرق تہا بحر عشق مین تن من
رہی بڑہیا کی اور جا اوسکی ساتہ — لیے دو لونڈی باندی کو بہی گانتہ
سخت مشتاق تہی جو وه مضطر — مار ہی اک ایسی لات روزن پر
جہک کی غرفی مین کی جو نیچی نگاه — سمجہی نجار ہے کو عاشق آه
آنکو ئی دم یہان پہ کر آرام — تا که دین داد عیش ہم ناکام
کرکے نجار نے سلام کہا — ای تو مہر سپہر مہر و وفا
چاہتی یون ہی پر ہی جائے غور — تیرا مطلوب مین نہین ہی اور
کہکی یہ اور کرکی دور ہراس — آیا نجار ہٹ کی یارون پاس
رخنۂ فتنه کی تئین کر بند — بولی یون پیرزن سی ہو خورسند
کو مین دیکہا نہین ترا دیدار — پر ہون نادیده آه عاشق زار
فرش سر کر رکہا ہی دیده و دل — هر دم دین تنگ نہین ہین تحمل
آج کی شب اگر کرے تو کرم — لونگی آنکہون پہ اپنی تیری قدم
کہه یه پہر پاٹ کا دیا پہسلا — که نشانی یه جانے کو پہونچا
گیا اک یار دوڑ اپنے تہانے — عاشق بت پرست کو لانے
مژده جانفزا کی سنتی ہی — کہا جی مین یه بات کیا ہی جی
پاس کو یان چلا بشکل ہوا — اوٹہ لگا سنتی ہی تنکا سا
حجره ہی دیکہی نقب ہی دیکہی — سیر ساتون مکان کی خوب سی کی

ساتون ایوان کی گئی سات چمن — وه بنائی که داغ ہو گلشن
کرکی فرش و فروش سی تزئین — رشک جنت کیا مکان کہ تئین
چند مدت ہی مین قریب ستون — نقب پہونچائی اوس جوان نی یون
پہر تو نجار اپنی لی ہتہیار — رخنه کرنے لگا درون منار
کی نہانی سی یون نہانے زر — جو نه بالا نشین ہوئی آگاه
نه نبی کا جب قرینه یون پہونچا — که کری سقف مین دریچه وا
بولا جا ماه آسمانی پاس — یعنی یه چہره کام راسنی پاس
گر او سی قول پر اوسے پاوے — اور وه ثابت قدم نظر آوے
کہول دون تا دریچه مقصود — اور کر دون وصل یار سی خوشنود
جا کی بڑہیا نی لی جو اوسکی تہاه — چاه کا دونا پایا گہرا چاه
لی قسم بڑہیا نی برائی عہد — پہر مضبوط کی بنائی عہد
کر کی نشو بہره ہی اوسے دلشاد — بند غم سی ہوئی وه سرو آزاد
جو ہوا فتح باب عیش و نشاط — ہوا رفع حجاب عیش و نشاط
بولی شکر اسکا کیا کرون مین ادا — تو نی مرہون لطف مجہکو کیا
اور مرضی نہو جو تیرے یون — تو چلی مین ہی جان پہ آتی ہون
از ره لطف و مہربانی تو — ہی جو خواہان میہمانی تو
چون دو عاشق شوند باہم صحبت — من رعای ز دور خواہم گفت
کہڑکی کو نازنین نی بند کیا — اور کچہ فرش اوسپه ڈال دیا
جا کی جانان سی کہی یه بعد سلام — بدل زار و جان بی آرام
جان بلب ہون مین جان آجاؤ — جان جاتی ہی جان آج آؤ
دل نہیت بیقرار ہے میرا — اور فقط انتظار ہے تیرا
قسم جان میہمان عزیز — ترکہون کی عزیز جان عزیز
آکی بڑہیا نی دی یه انکو خبر — خوش ہوتی یار یه سخن سنکر
دی لیکا یک جو یه خوشی کی خبر — بی خبر سا ہو گیا سنکر
مین کہان اور کہان وصال حبیب — سچ اگر ہی تو ہی سخن یه عجیب
آکی دیکہا مکان وه رشک بہشت — دیکہا جسنی سیرگاه کنشت
دو ستون کا ہوا وه سنگ گذار — گیا قربان ہر اک پہ سو سو بار

پہیر حمام مین نہا دہو کر
ڈہونڈہا گل کی رنگ وہ بو کر

آگی بڑہیا نی پہر دیا چہلا
اور زبانی بہی کچہہ پیام کہا

تہا نہ پیغام تہا عجب افسون
چہرہ زرد جو ہوا کندن

پہری انگشتری اوسی سمجہا
اور خبر ٹہیک وصل کی لی آ

شوخ عیار اس سی آگی ہی
دام مین پادشہ کو لائی تہی

آج کی شب ہونگی مین بیدار
نہ سحر تک کرونگی کچہہ گفتار

ہاتہہ مجکو لگا نہ اب تو جا
کرنی ہی شیو کی گیت پوجا

شب نہین آج کامرانی کی
تو بہی جا پوجا کر بہوانی کی

آئی جب رات کالکا مائی
[illegible] بیٹہی کو کہکشان لائی

بندکر ور کوا ور سیڑہی کی
کہڑکی نیچی کی کہول کر بیٹہی

چونکہ نادیدہ دل بہم بستند
ہر دو نادیدہ وار بر جستند

ہوگی سینہ بسینہ لب برلب
کاٹی دونون نی یون جا گین شب

ہوئی شیو کو بہوانی کی درشن
گئی ڈہونڈہونت شیو نی تن تن

ہوگیا شب کا دور جبکہ حجاب
نکلا دیر سحر سی مہر شتاب

برج تنہائی مین رہی وہ ماہ
گہر کی لی شاہ بت پرستی راہ

عیش و عشرت یہہ پہر ہوا تازہ
ساز عشرت بلند آوازہ

گاہ شہزادہ اسکی آتا گہر
گاہ جاتی تہی دوڑی یہہ مضطر

بیٹہتی گہر نہ ایکدم یہہ بل
جان ماری تہا اضطراب دل

موبمو ہون تمہارا احسان مند
شکر احسان بیان کرون تا چند

میرا مطلب جو تہا ہوا حاصل
ہو تمہارا بہی مدعا حاصل

لی چلو اس صنم کو یہان سی اوڑا
ہو مبادا کہین یہہ راز افشا

خوف جانکا نہین مین کرتا ہون
جگ ہنسائی نہو یہہ ڈرتا ہون

اتنی کوشش سی رشتۂ مقصود
ہاتہہ مین لا چہم ہوئی خوشنود

بن لیا اسکی کوئی تلتی ہین
آج ہی کل مین لی نکلتی ہین

سینہ دریکی ساتہہ لی چلتی
نہ کہ چوریکی ساتہہ لی چلتی

دلمین سوچا یہین ہی تو وہ بات
ہی نکالی نی یہہ مینی گہات

لاؤن راجہ کو اپنی گہر مین بولا
اور رانی کو دونڈ سی کہلا

خسروانہ بدن پہ سج پوشاک
ہوگیا ناک کون ناک فرحناک

سنکی پیغام یار کا وہ ملول
گیا ماری خوشی کی جون گل پہول

پیرزن سی کہا کہ ای مادر
اتنی کر مہربانی اب مجہہ پر

آئی بڑہیا پہر اولٹی پانون پہ
اور جو کہنا تہا سو کہیا وہ عیان

باغ سبز اوسکو یون کہا تہا
مکر کا جال یہہ بچہایا تہا

کرنی ہی مجکو طاعت معبود
رات بہر مین ہون و قیام و قعود

آرتی کر برہنہ بیٹہونگی
شیو کا لنگ پہر مین پوجونگی

کرکی باور یہہ رای ناقص سی
دیوتا کی حوالی کر اوسی آئی

وہ صنم رکہہ کی پہول اور میوا
بیٹہی کر نیکو لنک کی سیوا

کہلا پاکر دریچہ پنہانی
آیا شہزادہ پوجا کا بانی

کہولکر دل ہوئی وہ ہم آغوش
ایک دونونکی ہوگئی بردوش

بیٹہا آسن پہ کرنی کو پوجا
پانون دیبی کی پوجنی و لگا

پائی پوجا کی جب تلک کی سکت
کی بہکت نی غرضکہ جو بہکت

بادۂ بندگی سی ہو کر مست
اوٹہی پوجا کو آفتاب پرست

دوسری دن جو گہر ہوا خالی
ہوئی باہم پہر انکی جو شالی

باقی القصہ وقت فرصت جب
کرتی آپس مین تہی عشرت و طرب

گذری القصہ جب یون ہی کئی دن
کہ نہ آتا تہا چین دیکہی بن

شاہزادہ یہہ بولا یارون سی
یعنی ان اپنی غمگسارون سی

سب بجالائی تم حق یاری
کی ہر ایک نی غرض وفاداری

پہر کرو اتنی اور تم امداد
پائی جب تک قفل راز کشاد

ہونہ ایسا کہین جو سب جانا
کہ کیا کام یہہ نہ کر جانا

بولا تاجر کہ یار شیدائی
ہین اسی کی تو ہم تمنائی

کر نہ دلمین کمان تو یہہ نہان
دیت جو بہ باد پہر اسکی یہہ

پر بری شرم کی یہہ ہیگی بات
لیکی جو ایسی جائین جہہ ساتھ

گر کہو وانگی کرون یہہ کام
کہتا تاجر بچہ نہ میرا نام

صاحب مال کو دکہا کر مال
دن دئی لی چلون یہہ بیچ نکال

دیکی جل دسکو پہلی نکلون
لی اسی جل دسی مین یہی نکلون

سو ہی گر کی مشورہ یہ یار
مرجانان کی ہین تو تابع ہون
بڑہی شان و شکوہ سے تاجر
ہو کی حیران اس سی بولا یون
بولا تاجر کہ شاہ عالی بخت
ہی مرا باپ عمدۃ التجار
نہین میری تئین کچہ اصلا غم
ہو ہی ہر شہر دہ مرا جو گذر
مال و زر کی طمع نہین مجکو
مہربانی جو اوسکی پاتا ہون
ہے تلی شوکت نہین کچہ اوسکی کم
شاہ بندہ نواز سی ہی یہ ہے
ہیبت اسقدر جو دیکہا تیا کہ
جب کری تو طلب مین آونگا
آتی ہی دی مکان کو زینت
مجلس آرا جب آ چکی لولی شب
رکہ کی کاندہی پہ مین سیر آن کے
ہاتہ مین لیکی دائرہ مہ کا
مجلس آ گئی ہی سی یہان تھی جیسے
شمعین فانوس مین ہین تہین جلے
اک طرف لولیان سے سیما
کرتی تہی اس طرح اسی رقاصی
تہی گہنک تا لگی وہ ہوش ربا
شمن کلا کا تہو نکا وہ لہرا
نغمۂ نی ایسی کہ تاثیر
ماہ بالا نشین کو لائے بولا
الغرض کرکے حسب خواہش کا

صبح اوس مہ سے ہی کیا اظہار
خوف جان کچہ نہین کہو سو کرون
پاس راجہ کی آ ہوا حاضر
مفت دیتا ہی دولت اتنی کیون
تیرا قائم رہی یہ تاج و تخت
اوسکی دولت ہی بیقیاس و شمار
نت کرون ہون سیاحت عالم
ربط کرتا ہون با شہ کشور
اخذ و جر کے طمع نہین مجکو
مین اوسی مہمان بلاتا ہون
ہون مین ہوتا معنہ عالم
التجا اس غریب کی ہی یہ ہے
ہو کی مرہون اور خجلت ناک
تو کبہی کا جہان مین جاونگا
اور جہیا کے جہٹ سے اک نعمت
کالی حسیان کی سے بنائی جب
ایک انداز سے بجانی لگی
آگی ناہید نے کیا مجرا
کچہ نہ سامان عیش کی تہی کمی
رقص مین تہی پری یہ شیشہ محل
ناچتی تہین بصد ہزار ادا
دیکہنے والے ہوتی تہی بسمل
کہینچی لیتی تہی دل جو ہر اک کا
جسطرف دیکہو رقص بسمل تہا
ہوگی مجلس مرقع تصویر
اور لباس سیہ دیا پہنا
بزم مین لائی اوسکو یہ عیار

بولی وہ دل کی ہاتہ ہون مجبور
پخته پن تا نہین سی کر یہ بات
اتنی اوسکو دی تحایف نغز
لی سبب کیون ہین یہ سلوک مجہسی
ہین جو ریان وہ صاحب تاج
بسکہ مین لاؤ لا بدر کا ہون
سیر ہی اور کچہ نہین ہے سود
بندہ کرتا ہی با خلوص دل
تا ہون جہان سرای ہستی کا
حسن اخلاص دیکہ کر وہ شہر سعید
ہی مثل یہ عجب نہین واللہ
سن یہ تاجر کی دلربا تقریر
بولا ہر چند مین کسی کے گہر
اوٹہ کی آداب یہ بجا لایا
سات الوان کی تہی جو سات محل
ساز عیش و طرب لئے سب ہاتہ
جب بجی کہکشان کی قانون
جاگی تاجر بچہ بعجز و نیاز
گذرکی اوری سبھی ہیہات تہی
اک طرف کو نوای بربط و چنگ
کوئی مہ پارہ و زہرہ پیشانی
کہینچ لیوین جو اک جہان کا جی
بکی شور سے جو اوڑتی با انداز
طرفہ بزم طرب تہی عشرت سمات
سے مہی بیہوش جب ہوئی یکبیک
یون ہوا زیب وہ لباس سیاہ
آ گئی وہ اس ادا سی جام بکف

ہون غرض پاس اختیار سے دور
تحفہ تحفہ جہان کی لی سوغات
آیا راجہ کا جوش مین جو مغز
ہو جو مطلب ترا سو کہہ مجہسے
جون گدا تیری در پہ ہون محتاج
چاہون زر جسقدر مین صرف کرون
پر ہی خدمت بزرگون کی منظور
اوسکی خدمت مین بندگی حاصل
شوق ہی مہمان پرستی کا
بندہ خانی مین لائی تہی تشریف
گر گدا کی تئین نوازی شاہ
ہو اشہ کی حجاب دامنگیر
نہین کرتا ہون آمد و شد پر
ہو کی رخصت پہر اپنے گہر آیا
کی سیہ مین بنا سی بزم اول
لائی مہتاب کو سہی اپنی ساتہ
رقص مین آ گئی زہرہ ہو مفتون
لایا راجہ کو گہر بصد اعزاز
پری شیشی مین جلوہ فرماتی
مستونکو تہی دکہاتی اور بتکی
کاتی کا نے نگاہ پنہانی
تہا یہ اون کا قرو تکی تار نگاہ جی
طائر ہوش کرتا تہا پرواز
جس سی اندر کا تہا اکہاڑا مات
شاہ سے لیکی ہمنشینون تک
تیرہ شب سیہ جیسی جلوہ ماہ
کردی جز لوت پوشت صف

جهک کی جیون شاه کو سلام کیا
کام اوسکا تو بس تمام کیا

دیکهتی هی اوسی وه محو طرب
بولا گم هو گئی آپ مین یارب

کیا هی یه وهی ماه خرگاهی
که فلک سی زمین کی اوتری هی

یا که هی خیره میرے بینائی
گروه هی پری تو کیونکر یان آئی

کرکی دل مین خیال گوناگون
کهتا کیا خواب دیکهتا مین هون

هوتی گر وه غزال یه و دلیر
آتی پی ڈرنه وه دیتی شیر

کرتی هی اور هی پری هی یهی
تو تو زینده مجهی شاه کو هی

دل جو هوتا تها دمبدم بیکل
دیکهتا تها وه آنکهونکو مل مل

بسکه تها نه اوسکی دل کو قرار
بهیجا اک شخص کو بسوی منار

تا خبر لائی جلد اوس مه کی
ورنه جاتے هے عقل پاس سنبهلے

وه گیا اوسطرف اوٹهائی قدم
یه چلی اسطرف بڑهائی قدم

دیرکی شوخ نی نه اک دم کی
اوس سی آگی هی گهر مین آ جهکی

دور کر اوس لباس کو یکسر
منڈکری مار لیٹی بستر پر

دوڑا هرکاره جب شتابان آیا
سوتا بستر په شوخ کو پایا

دیکهکر خواب مین اسی وه پهرا
پهونچی یه اوس گلی کی پایان آ

شاه کو جام مے لگی دینی
گرادا اوسکا دل لگی لینی

می هر اککی تئین پلانی لگی
پینی والون کی جان جانی لگی

آ خبردار نی خبر یه دی
کهی بستر په نازنین سوتی

خار خار ولی سی پاکی فراغ
لگا ساقی سی پینی لی کی ایاغ

گو که پیتا تها جام پی در پی
مست ساقی تها پر نه مست هی

تها پکاتا یه دل مین خام خیال
کیونکه لیجاوی یان سی اسکو نکال

تهی جو مجبر هوس کی طغیانی
نشه مین هردم بهر آتی تها پانی

خوب آنکهین ابهی سی سیکهین هین
پهر نظر آنکهین نه دیکهین تهین

بند کرلی جو مه نی اپنی چشم
اور مرغ سحر نی کهولی چشم

گوری بانهی کی جهرنی جب آ
آ کی کر بال مین غلیل لگا

تهی تمنای دید ابهی باقی
بلکه افزونی په تهی مشتاقی

جا سی جاتا نه گو که تها اوکسا
لیک مجبور اوس جگه سی اوٹها

چهوڑ کر دل نهین وه مستانه
لڑکهڑاتا چلا سوی خانه

اسطرف سی یه ماه زود از زود
برج خانه مین آ هوئی موجود

شاه کا کرکی در تک استقبال
یه بهائی شب کا پوچها حال

پهر لگی کهنی آپ سے وه عیار
پوچهنا اسکا کچه نهین درکار

هی یه ظاهر که اوتا تاجر کا
هو گا مقدور اور سلیقه کیا

منه هی کیا اور اوسکی کیا طاقت
تجهی شه کی جو وه کرتی عورت

بولا شه کو تباه تاجر هی
واب مهمانی سے یه ماهر هی

بزم آراسته وه کی تهی بس
هو کسی اور سی نه لاکه برس

باوجودیکه مین هون شاهنشه
پر کبهی مین دیکهی تهی وه ایسه

لیکن ابهی تشنک گل هائی بهار
بن تری میری آنکهون مین تهی خار

سنکی یه برخلاف شه کا سخن
زیر لب مسکراتی غنچه دهن

دلکو حسرت کی بیقراری تهی
ساقی شب کی یادگاری تهی

رات بهر کا وه کوکه تها بیدار
پهر نه آتی تهی نیند اوسی زنهار

اتنی کیونکر لگی سے جب آنکه
اوسکی تو لگ گئی تهی پیٹ آنکه

آگی آنکهون مین تهی پهری صورت
پیاری پیاری وه موهنی مورت

جی کو تها کو صنم سی پرچاتا
لیک آرام اوسی نه تها آتا

هی یه حرفه تهی جسکی مشتاقی
سامنی بیٹهی تهی وهی ساقی

بر مین مطلوب اور اسکو طلب
پانی کوزی مین تها یه تشنه لب

یه تو مرنی کی بات هی هیهات
جان بلب اور لب په آب حیات

نه پیا آب اور رها مرتا
یاد پانی کی تشنه لب کرتا

اس سی خوش پان هوا نه مطلب کا
ساری دن منتظر تها شب کا

لیکن جب که رات لائی ایاغ
اور رهی وصل اختر ونکی داغ

مهربان آیا پهر مهمان خواه
هوئی رخصت گیا صنم سی شاه

مصلحت کی تهی وه ماه جبین
بولی غصی مین آگی جا بهی کهین

ولی هی اوسکی کریه حد سی یاد
آیا عشرت سرا مین خرم شاد

بزم وه دشمنه کا نه پایا طور
دیکها نقشه هی آج کا کچه اور

تها مکان کل سیاه آج سفید
بزم آرا هین غیرت خورشید

اور ہی روپ پر ہی سارے ہم
کل کی ساقی نی بدلا اور ہی بہیس
آئی اس بہیس سی وہ غیرت ماہ
تہی ہر رخ پہ پڑی وہ زلف سیاہ
یون بدل آئی روپ بار رونق
ساقی نو ہوا یہہ ہوش ربا
اور کسی سیر پہ نہ تہا مایل
کو شبینہ صنم بہی تہی محبوب
اور جو دونون ملین تو کہتا کیا
تہا پکاتا غرض وہ دیگ ہوس
حرص اور آرزو دونون پکا
لیتا پہلو مین اوسکی یہہ بیدل
ابروی نازکو کتی پہ چین
پہ سمجہتا کسی پہ ہی ہوا مایل
عذر خواہی کی اسنی یہہ نفاق
جب گیا مہر سوی خلوتگاہ
ساقی سبز پوش سرو ناز
وہ اڑا آنکہہ جب نقاب الٹ تو
کرکی اف بہر کی آہ دلکو مسوس
شب کی ساقی سی ہی بہی یہہ چہرہ
دلمین کہتا کہ تف برین شاہی
ادنا تاجر کی پاس ایسی جوہر
سو نہہ ہی کیا جو وہ اونکی ہو رو
ڈال کر کیونکہ اپنی آنکہہ مین خاک
گہر مین آیا جو یہہ بحال تباہ
نت نئی رنگ سی لو بہاتی ہی
عشق بازی ہی یہہ بہار ظرف

کل سی بہی ہی غرض کہ بہاری غم
چہانہہ تہی کل او راج بن کی دہوپ
کہ چکاچوندہ مین بس آئی نگاہ
ابر مین تہا گہرا وہ طرفہ ماہ
جو نہ پہچانا شاہ نی مطلق
دل سی ساقی اوتر گیا کلکا
پہسلا پڑتا تہا ساقی ہی پر دل
پر یہہ کافر تو اوس سی بہی تہی خوب
دونون آنکہین ہین جاپہیا ادہر ہا
اور یہی تہا سحر خیال تہا بس
خام طمعی مین بہی بڑا پکا
دل جگر تیغ عشق سی بسمل
بولی غصی سی ہو کی خشمگین
موہنہ پہولاتی ہی آیا جو بیدل
لیک دل بر مین ساقی کا مشتاق
آیا مہمان شب کی گہر مین ماہ
موہنہ پہ ڈالی نقاب با انداز
کہا گئی فوج صبر کی کہونٹ
کہہ رہا تہا کہ ہای ری افسوس
آوس سی ہی اسکی تیئن کہیر بیٹہی
میری تابع ہو مہ سی تا ماہی
اور مین اک چڑیل پہ مغرور
وہ سمہا اور مین یہہ مہر منیر
لیکی پہا کون پہانسی مین بیباک
برج خالی مین تہی وہ شب ماہ
روپ اسی تلنہ ہی وہ کہاتی
بیچارہ سادہ بہت یارہ وہ مغرور

تہی طلب شب کو آہ ساقی کی
شکل زہرہ سفید سب پوشاک
چہوڑی یون رخ پہ پڑا کاکل
گرچہ شمع شبینہ تہی کافر
دیکہہ وہ حسن ماہ نورانی
اوس سی لگوا وہا لیا شہ نی
یہی کہتا تہا کیونکہ اسی چہوڑا
خواہ پہلو رخواہ اب وہ پری
پہر کہا یہہ ہی خیال خام
دی اوٹہا مہر نی جو شب کی نقاب
آیا ناچار جب بکا شاہ تو
جاگا اک لحظہ بعد خستہ جگر
آیا کیون بن کی باولا یون پہا
لوٹون مین رات بہر اکیلی پڑی
تہی بظاہر تو نازش شب کی
مہمان آیا میزبان کی گہر
آئی یون روپ کر بدل عیار
محو نظارہ یون ہوا یہہ اسیر
یہہ تو کافر فزون تہی اوس سی
گئی وہ تو کی یاد دل سی اوتر
اور نہون ایسی میری پاس صنم
زشت صورت ذلیل بہونڈا موہنہ
چہین لون گر نہ وہ رہی بیداد
تہا اسی سوچ مین وہ خام خیال
الغرض سات روز تک یہہ صنم
جان کر روز یہہ نیا ساقی
شہر سی پانچ کوس رہتا تہا

آنکہین تکتی تہین راہ ساقی کی
صورت مہر حبیب اور چالاک
ہووی جس تک کر گل سنبل
پہر ہوئی اور جلوی سی ظاہر
ہوئی وہ چندا سکو حیرانی
ساقی نو کو دل سی یا شہ نی
لیجی ہاتہی اسی پکڑا اوڑا
دم غنیمت ہی ایک ہی جو ملی
مین کہان اور کہان یہہ سیم اندام
مہر دیدار شاہ خانہ خراب
پائی بستر پہ سوئی جاتا نہ
اوٹہی وہ شوخ اوس سی بیدار ہو
جا وہین بیٹہی ہی منتا اوتر
تو مری لوٹی وہان سرکیا کہری
منتظر دلمین وہ نو پر شب کی
کی مدارات اوس سی مجبور کر
شاہ بی می ہی جو ہوا سرشار
بند جون ہو نہ دیدہ تصویر
چشم ہی پر فسون ہی دونو لیسی
چہوڑا وہ نہین مبتلا ہوا ایسر
چاہئی لین نہ نام شاہی ہم
بد قوارہ پلشت ٹیڑہا موہنہ
ورنہ جاتی ہی جان ہی برباد
کہ لگا بجنی صبح کا گہڑیال
تہی فریبندہ شاہ کو پیہم
تازہ کرتا تہا دل کی مشتاقی
وہان جہاز اک نکلا تہا

ساتھ ان ہی جہاز پر طرور
نازنین کو معافی میں ٹہلا
شکر حق کا جو اپنا مطلب تھا
آپ نے جو کیا قدم رنجا
رہی جب تک کہ شہر شاہی میں
خلق شاہی کی ہو گئی اب پابند
کی یہاں گرچہ ہمنے بود و باش
اس لئے جاتی ہینگی اب مجبور
کر نہ خدمت کوئی ہوا ہو قصور
منتفع خشکی میں ہوئی مراد
چھون ساقی کو چھوڑ کر ہیں آئے
ہو خیانت نہ کچھ امانت میں
لی چلی ہم ہمیں جو لینا تھا
ساقیوں کا سنا جو شہ نے نام
بولا حق کی قسم تمہیں سے تھا
اب جدائی کی ہونے کا غم تھا
سر کہیں جاتی پہ کی کہیں پہ جسم
پھر نہ آنا یہاں ہی انکا خوب
دیکے زر بیشمار او خلعت
پھر لئے اپنی دام و ام تمام
بسکہ تھا بیقرار او مضطر
چھوڑ شہ کو کنارے پر یہ حسین
ایک پل میں نکل گئی کوسوں
تشنہ لب شاہ اور پر آب وہاں
اپنی بابا کا جانکر خانا
بام و در ڈھونڈھا پھر اسباب
نقب کو دیکھ دل میں یہ سوچا

سارا سامان چڑھا دیا یونہوں
وہاں روانہ کیا جہاز پہ تھا
فضل شاہی سے وہ ہوا پورا
پایہ اپنا بعرش جا پہونچا
ملی راحت ہر اک طرح سے نیز
چاہتی ہیں رہیں یہیں یکچند
لازم انسان کو ہے فکر معاش
قدمبوسی اس جناب کی ہم ور
بخشی ہمکو جانکر معذور
اب تری کا سفر ہے پیش نہاد
ہیں لئی جاتی ایک کو ہمراہ
ہی خیانت ہم امانت لیں
گھر حوالی اب آپ کی ہیگا
کر گیا وون میں دلسی کوچ آرام
لیک اتنی بڑی تھی جلدی کیا
دم غنیمت ہی دید جو دم ہے
بیٹھی تھہرے ہیں یہان پہ جسم
جائی یارب جہاز آج ہی ٹوٹ
جلدی جلدی کیا انہیں رخصت
نفع میں پائی ماہ سیم اندام
کرنے انکی شناعت اوٹھ کر
چڑھی کشتی پہ پانچوں ذات لطیف
چھٹ چلی ہی غل گئی کوسوں
آیا دریا سے سوئی شہر وان
بیٹھا مارے خوشی کی دیوانا
پر ملا کوئی بھی نہ خانہ خراب
ہی مقرر یہیں خزینہ گڑا

ساتویں روز ملکے پانچوں باہم
دی یہ ہر ایک نے دعا شہ کو
آپ نے ہم پہ جو نوازش کی
ملی ہم چشموں میں ہمیں عزت
کبھو کی کلفت نہ غم سکھ پایا چین
جی نہیں چاہتا ہے جانے کو
ہمیشہ رکھتی ہیں ہم تجارت کا
زندگی ہی تو تھوڑی دیکھیں ہم
اب ہمارا کہا سنا بخشو
رشتہ الفت کا یہاں سے نہیں توڑا
ہم فقط اعتماد عالی پر
رہیں حضرت کی سایہ میں کنیز
جاتی ہیں بس ابھی ہم آئی حضرت
تھا یہ نہ نزدیک ٹاری شادی کی
رہتی یہاں اور چند مدت تو
دل میں کہتا اٹھیں کہیں مر کر
ہوں غریق محیط رنج و بلا
مریں تو ساقیوں پہ مارون ٹھہر
خرچ انکا جو کچھ ہوا تھا زر
جوش سنتی تھی سو بیکھی
تشنہ ساقیاں بصورت آب
ہوا انکا جہاز دریائی
موج میں آ چلی گئی وہ تو
مارے شادی کی اپنی گھر گیا
دیکھی تو ہاں ہی خانہ خالی ہے
پھرتی پھرتی غرض وہاں آیا
اندر اندر سرنگ کی مضطر

آئی شہ کی حضور بس یکبار
دولت شاہ روز افزوں ہو
بخت پر اپنی ہمنی نازش کی
پایا رتبہ یہ آپکی دولت
بیٹھی بیٹھی بہت اوٹھایا چین
بیٹھیں راحت یہیں اوٹھا تکیہ
آپ ہی شوق پھر سیاحت کا
آئی حضرت کی دیکھتی ہیں قدم
سب ہمارا کہا سنا بخشو
مال و اسباب ہے یہیں چھوڑا
چھوڑی جاتی ہیں ساقیونکو گھر
سب امانت رہی ہماری چیز
ہونی آئی ہیں آپ سے رخصت
شادی مرگ آہ یہ غمیں ہوئے
مغتنم تھی تمہاری صحبت تو
ہی لگائی کہا انکی یہ یکبیک
ڈوبیں گرداب میں یہ انکی جہاز
پیوں صہبای عیش تنہا شاہ
خرچ سی پایا ایلیو دینار
بہوئیں گری شہ کا مال و زر ناحق
آیا دریا تک انکی ساتھ شتاب
اور با دہرا وجہ پانی
خشکی میں پڑ ہوگئی اسکو
سیدھا محلوں کی گھر آ پہنچا
گھر کا جز حق نہ کوئی والی ہی
نقب جیسی چھپی تھا والا
جاتا تھا دیکھتا تلی اوپر

پہونچا جا ناگہان فراز منار
دیکھا تو گم ہے رخنہ ساز منار

برج ہی جیسی قالب بیجان
اور نہین وسیمین مہ تابان

سرکو ٹکرا کی ایسی مارے آہ
گر گئی جالت آہ کے ہمراہ

یان ہوا یہ حریص خام خیال
وان اوسی پار لی اوڑی خوشحال

خوش و خرم نگر مین آپہونچے
کامیاب اپنی گہر مین آپہونچی

مطلب اسکا ہوا یہ جیون حاصل
ہووی مقصود سب کا یون حاصل

کامیابی کا ہاتھا جو باعث گل
کیا گلگون لباس نہوئی گل

رنگ گلنار رنگ ہی دلکش
کرتی ہین جسکو دیکھ سب عش عش

ہی مبارک جو اسکی اصل و فروع
واسطی شادیکی ہی یہ موضوع

گرگل سرخ ہونہ اور سوری
ہووہی رونق نہ باغ کی پوری

باغ کی ہی بہار اس گل سے
لالہ ہی اغدار اس رنگ سی

بسکہ گلنار رنگ ہی اوسکا
ہوتی لعل گہون شہ روح افزا

سرخرو تاکہ گل کو وہ رکھے
سرخرو حق ہر ایک کو رکھی

شوخ گل رنگ کہ یہ افسانہ
سو گئی بہرام ساتہ مستانہ

گلزار چہٹا تشریف لیجانا بہرام کا روز چہارشنبہ گنبد بنفشہ گون مین اور بزم عشرت کہیلنا رات شب معشوقہ تاتاری کی ساتہ دوشیزہ و عیش بزم جم

چارشنبہ کا روز دل افروز
آیا جون لیکی عشرت نوروز

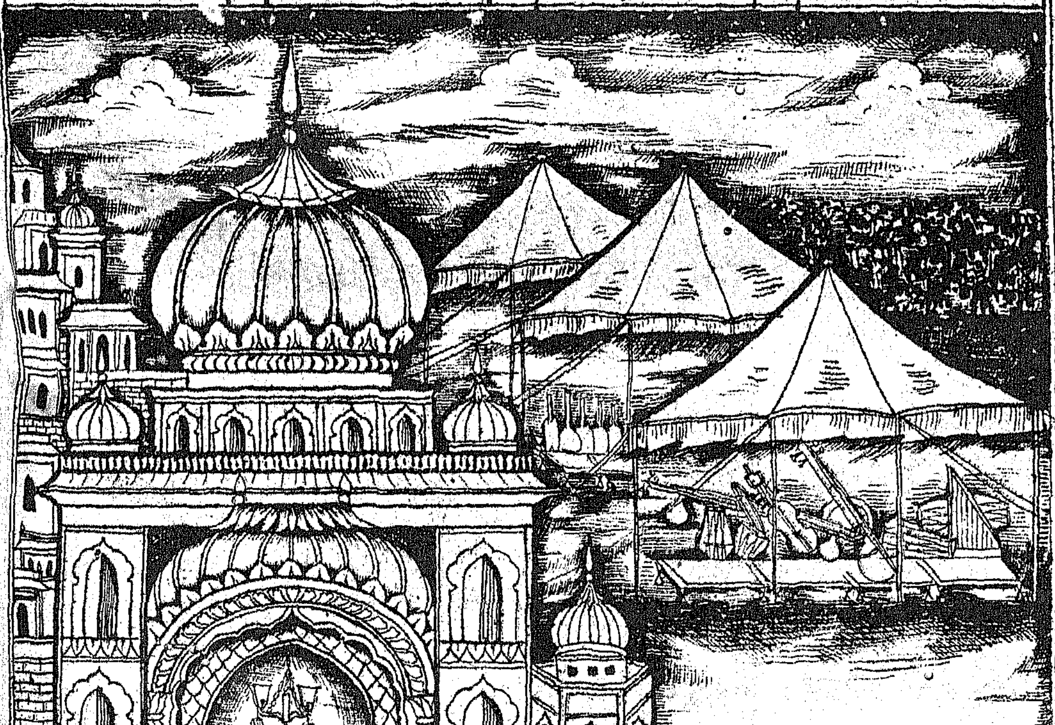
آیا بیت الشرف مین خسرو مہر
دیکھی کو بنفشہ زار سپہر

چاہا بہرام نی کہ باتزئین
ہو برنگ عطارد ی رنگین

بس جو وہ رنگ ہی سبب غم کا
ہی کبودی لباس ماتم کا

جان اس رنگ کی نہتی منحوس
بالباس بنفش ہو ملبوس

آیا برج بنفشہ گون مین چلا
ماہ [illegible] جہان تہی جلوہ فزا



آئی اس چال سی وہ سرو رواں   دل نی کی شہ کی جیون ہو قربان
کر زمین بوس شاہ روی زمین   بہ ادا و نیاز اور تمکین
لی گئی باادب بہ بزم طرب   اور سامان عیش لائی سب
ساغر و شیشہ شراب و کباب   بربط و عود و بین چنگ و رباب
نکلی ساقی وہ ماہ سیمین ساق   می پلاتی تہی شاہ کو بوفاق
جام خورشید کی طرح تا شام   چل رہا تہا غرض کہ جام مدام
بحر عیش و نشاط موج زنان   کشتی بادہ شکل آب روان
سیر شب بہر کا اوٹہا کی محل   بیٹہا جہتا بی فلک پہ زحل
خیل انجم کا جب ہوا مجرا   بولی روشن نگاہ خوب تب آ
شاہ بہرام ماہ روی مین   آ بخلوت سرای خاص مین
بولا ای نازنین رشک مہ   کوئی دلچسپ سا فسانہ کہہ
ہو خمیدہ بنفشہ سان وہ سرو   یون ثنا خوان ہوئی بشکل تدرو
تا جہان ہی جہان پناہی کر   سانہ عشرت کی بادشاہی کر
بخت و دولت سی شاد و خرم رہ   گل خندان کی شکل بی غم رہ
صورت غنچہ گر ہزار زبان   ہون مری منہہ مین ای گل خندان
تو ہی تیری حضور کیونکہ بہلا   شکل بلبل ہون آہ نغمہ سرا
پچ اس کام پر ہوسے معمور   جب ہون غنچہ سان نہین مقدور
کہتی ہون اک فسانہ دلبند   ہووی حاصل شرف گرامی پسند

قصہ طرازی کرنا معشوقہ عیار کی اور رنگ دینا اس داستان دلستان کا

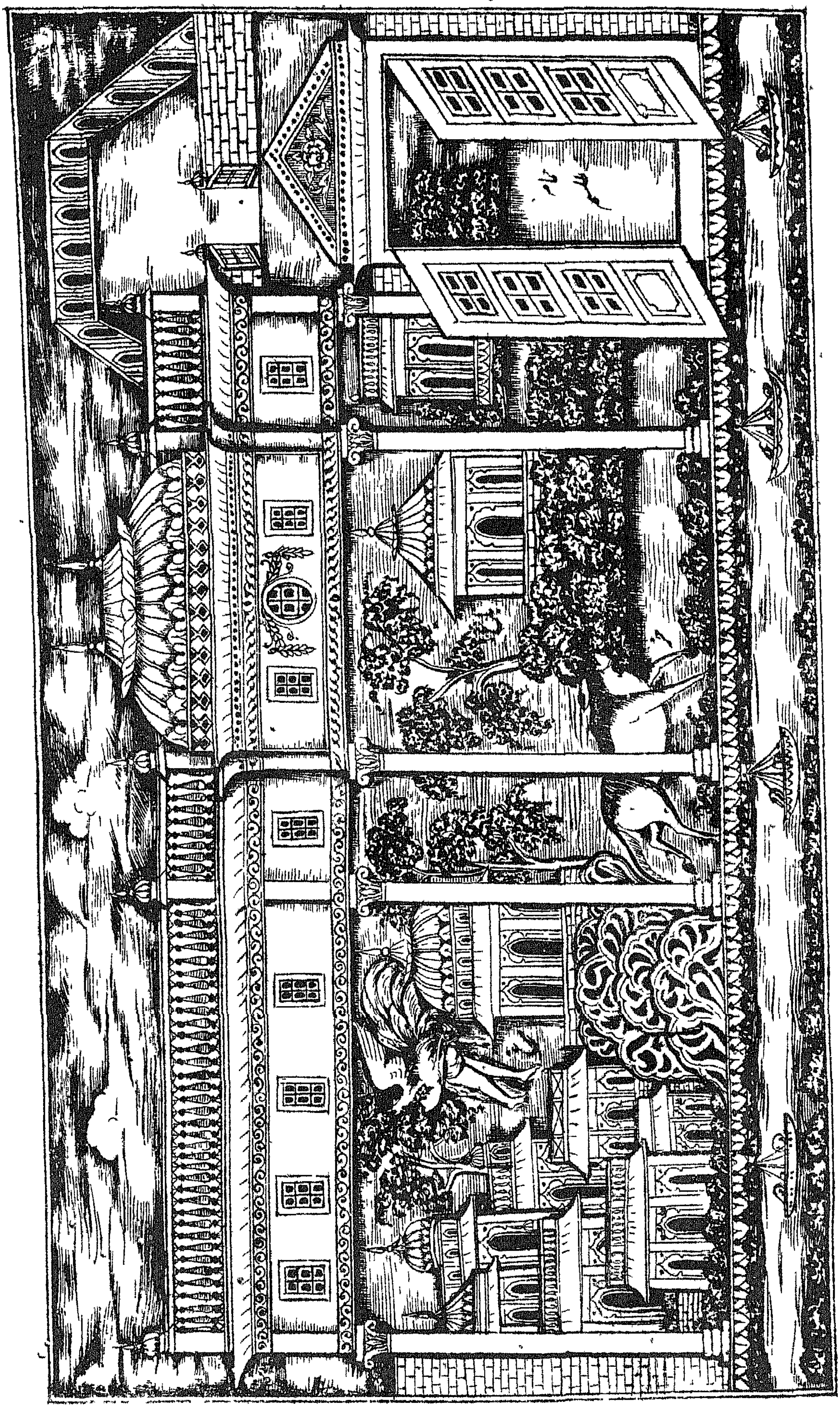
جھوٹ اور سچ خدا کو ہی معلوم   تاجر اک تہا کہ بکشور روم
دولت اوسکی تہی حد سی افزون   اور خزاین شمار سے باہر
نوجوان اوسکا ایک تہا فرزند   اوس سوا دوسرا نتہا دلبند
باپ کا پیارا اور ماں کا عزیز   صاحب عقل و دانش و تمیز
تہی لاحق اوسی جو فکر معاش   نادرات جہان کی تہی تلاش
بات سنتا جو وہ عجیب و غریب   ہوکی بیصبر و بیقرار و شکیب
شاطرونکی طرح کمر کو کس   کرتا تہا اوسکی آزمون کی ہوس
تہا بنایا بشاہ راہ مکان   دلفریبی مین روضہ رضوان
جو مسافر غریب آوارہ   اوسطرف سی گذرتا بیچارہ
یہ جوان کشادہ پیشانی   کرتا دل کہول اوسکی مہمانی
کہانی اقسام کی نہایت خوب   تہا کہلاتا جو اوسکی ہو مرغوب
کرکی ممنون لطف اوسی جوان   پوچھتا پہر عجائبات جہان
بسکہ بی اعتبار ہی اخبار   صدق اور کذب کا ہی اوسمین گذار
یہ نکہتا کہ جو سنا ہو کہہ   تہا یہ کہتا جو دیکہا ہو سو کہہ
اس سوا اور کچہ نتہا اوسی فکر   بزم مین اوسکی نت یہی تہا ذکر
ناگہان اک روندہ سیاح   چرخ زن مہر سان صباح و رواح
وارد اسکی ہوا مکان مین آ   کی مدارات اپنی حد سی سوا
شب کو کہانی سی جب فراغ ہوا   شکل مہ دورہ ایاغ ہوا
نشہ می کا جب ہوا آغاز   سب ہوئی اہل بزم قصہ طراز
میزبان کی حضور وہ مہمان   لگی کرنی عجائبات بیان
کہہ چکا جب ہر ایک از ضمیر   کی یہ مہمان تازہ سے تقریر
شعبدہ باز چرخ کے ہیچی   شعبدی ہین جو بندی نی دیکہی
دیکہنی کا تو دخل کیا صاحب   نہ سنی ہونگی وہ سنا صاحب
ہون بجام بیان اگر مدہوش   سامعون کی ہین نہ باقی ہوش
قبل ازین پر جو مین نی دیکہا ہی   اوس سی عجوبہ کوئی نہ دیکہی تہی
چشم بینی کی راہ سی بہی وہ ہر   اک دیار فرنگ سی ہے نگر
ہی عجب شہر وہ لطافت بہر   حسن مین وان کی لوگ آفت دہر
آ ہی گویا اور آدمی ہین خاموش   باادب اس بنقشہ گوہن ہمہ تن گوش
آئی حیرت مجھی جو سر تا پا   ہی جو گویا اونہون سی ہین چپ چاپ
لوگ یان کی بنقشہ پوش بہ بولنے   مردم دیدہ سان خموش ہین ہون
سوسن وہ زبان سی ہو خاموش   ہین نئی گل ہی کہون یا گوش
نتہ شیا یون رہا دہون نی مجکو جواب   گذ ہی حمام ایک یان پر آب
سیمیا پہ ہی اوسکی ساز ہی بنا   ہی سراپا غرض طلسم سرا
گنبد اوس مین شمار سی افزون   کثرت برج سی کہی چرخ نمون
اوسمین انسان جو کہ جاتا ہے
بعد مدت وہ باہر آتا ہے

آتی ہی یاں تو جات وہی فی الحال
بعد گویائی کی بہی وہ یہاں
جو کوئی اوسمین ایکبار گیا
ہی جدا جانی اوسمین گیا اگر
سنکی جیتا ہوا یہہ مجہہ مشتاق
راہرو کہہ چکا یہہ جب احوال
لی اوڑی جہٹ اوسکی ہوش و حواس
کاٹی جیون تیون وہ رات سکو
جو ہی انسان کو سفر مین خطر
پدر پیر سنتی ہی یہہ خبر
نکیا آہ و زاری نی کچھہ سود
تہا مسافر جو راہ سی آگاہ
دکہہ اوٹہاتی جہان کی سارے
کرکی آرام بعد یک ہفتہ
پوچھتا پوچھتا ہوا ہلکان
گرم سیر آیا سوی کرما با
وار دستہ کو چہوڑ دل افگار
آزمایش ہی اسکی اب منظور
دو برس منتظر رہو میری
جانتا ہوں کہ ہو نکا بہلا
سنکی یہہ بات باپ تہا وہ غلام
یوں تو جانی نہ دینگی ہم اصلا
جسکا ہو اور چہوڑنا پیدا
حق نی دی ہی تجہی یہہ نعمت
سبطرح سبنی خوب سمجہایا
جون یہہ حمام مین ہوا داخل
گہول جسم کو یہہ گیا بدن

یاری صنم و نگار تا دو سال
کچھہ نہین بہید کی ہی کہتا بات
پہر دوبارہ نہین وہ جا سکتا
نہین کہلتا کسی پہ کچھہ یہہ نہان
اوسمین جانیکا مین ہوا مشتاق
عقل کی راہ راست کو بہی بلا
بیچ ہی دیدہ لی گوہی ہو اکثر
کی سفر کی سحر ہی طیاری
اپنی ہمراہ سب لیا بو خور
دوڑا آیا برہنہ پا مضطر
نہ نصیحت سی کچھہ ہوئی بہبود
اوسکو عاشق نی لی لیا ہمراہ
پہونچی اک سال بعد وہاں یکبار
سیر کو نکلا وہ زخود رفتہ
لیک دلکو ہوا نہ اطمینان
رخش ہمت اودہر کو دوڑایا
ترک ہی ہم کیا جو یار و دیار
تمسی بہی ہوتا ہوں جدا اجکو
اسمین کر تم جہی ادہر بہیجے
ہو نئی دو دگی مرا نہ منا بدل
سر گی بیٹہی پہر آہ تمام
قتل کر پہلی ہمکو پہر تو جا
عاقل اوسیر ہو کب ہلا شیدا
ہاتہہ سی کہو نہ موسم فرصت
راہ پر آتا تہا نہ وہ آیا
پٹ گئی در کی آپہی جہٹ پٹ
دیکہی ہا نیر طلسم کو نا کون

شکل تصویر تا خموش رہی
اور جو پوچھو سو بتاتا ہی
ایک دو سال کو رہی ہی نہان
ہو ہوس جسکو سیر کی وہ جائے
پر نہ دلکا یہہ حوصلہ پایا
چہوڑ کر وہ جوان کجرفتار
شوق آکر ہوا گریبان گیر
کیسہ حمام پر سیا اوسنی
کر درست ایک ہفتی مین سامان
کی بہت پند اور سر پٹکا
جانکر بید دوستان واہی
دونو تن ہو کی غش سی یکسو
لی کر آئی کو اک مکان شتاب
تہا سنا جسطرح وہی پایا
تب تو ناچار یہہ ہوس پیشہ
اور غلاموں نسی پہر یہہ فرمایا
تہا نہ مطلب کچھہ اور اسکی سوا
یا تو دیتا ہوں اس مین جان
تو وطن کو چلینگی سب مل کر
لو خدا کی سپرد تمہین سونپا
گئی دامانسی آہ مار لپٹ
کیا یہہ دیوانگی ہی ای عاقل
رحم کر اپنی نوجوانی پر
عشرت و عیش کامرانی کر
پند لی کچھہ کیا نہ اونکی سود
جب بڑہا آگی اور یہہ مضطر
ہر مکان کا کچھہ اور عالم تہا

ہی یہہ لازم بنفشہ پوش رہی
اصل مطلب کو پر چہپاتا ہی
در کا پر پہر نہین وہ پاتا نشان
پہر نصیب اوسکی جیسا آئی
جو ہوس باز ہین وہ ونجا کیا
راہ وحشت مین بس چلا یکبا
دل قفس مین ہوا ہوس کی اسیر
زر بہت سا تہہ لی لیا اوسنی
مستعد چلنیکا ہوا وہ جوان
پدر نو رستی سی ہاتہہ کی وہ پٹکا
شہر سی دشت کا ہوا راہی
جون مہ و مہر تہی وہ مرحلہ جو
اوسمین اوتری غرض وہ خانہ خراب
رشتہ راز پر نہ ہاتہہ آیا
جانکا دلمین کر نہ اندیشہ
پیچ اوٹہا کر جو ہو نہین بیان
کہ ہو حل عقدہ اس تمنا کا
یا پہر آتا ہوں لی سراغ و نشان
ورنہ تم جاتا ہال زر لی گہر
یار تو جاتی ہین بکام بلا
رو کی کہنی لگی قدم سی لپٹ
کیوں بنی ہی تو جانکر جاہل
الحذر اس خیال سی بہتر
عہد پیری مین بہی جوانی کر
بیٹہا حمام مین بصورت دود
بند آئی نظر ہزاروں در
کہین شادی کہین یہہ ماتم تہا



دیکھی ہاں سی تہی جو گنبد پست   سقف پر جب نگاہ کی یکدست
اونچی ہر سقف یون نظر آئی   جون بلندی مین چرخ مینائی
سات دن تک یونہین آوارہ   آہ پہرتا تہا دربدر مارا
کہانا پینا کہان کہان سونا   حال پر اپنی تہا فقط رونا
چشم پر آب تہین بصورت مشک   دانہ پانی نہ غیر دانۂ اشک
آگی رستا کہین نہ پیچھی راہ   تہا نکلنا محال وہ ہانسی آہ
آہین بہر بہر کی تہا وہ چلاتا   خفقانی ہو جیسی کہبراتا
جب ہائی کی بند دیکہی راہ   بولا یون دل سی کہینچ کر کراہ
کیا کیا مین نی ہائی نادانی   کر مدد جلد فضل یزدانی
چارہ کر ہی تو ہی بیچارونکا   اور غمخوار غم کی مارونکا
دربدر پہر کہی تہا خانہ خراب   افتح یا مفتح الابواب
گر نکلنے کی راہ مین پاؤن   تو مین خانہ خراب گہر جاؤن
کہہ رہا تہا یہہ اور پہرتا تہا   ضعف سی ہر قدم پہ گرتا تہا
یون سراسیمہ جب پہرا وہ آہ   ہوئی نمودار دو رہی کراہ
روشنی مہر کی دکہائی دی   آئی صورت نظر رہائی کی
شادمان ہو کی جب گیا وہ ادہر   دیکہا ہی اک بلند عالی در
در کی اندر گیا جو بادل شاد   دیکہا اک گلستان ارم بنیاد
سرو شمشاد جہومتی ہین کہڑی   دار بستہ تاک مست پڑی
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا   نعرہ زن قمری چمن پیرا
لالہ و گل کہلی چمن بہ چمن   نرگس شوخ چشم چشمک زن
شاخین سنبل کی یون بکرد گل   عارض گلرخان پہ جیون کاکل
یون لب آبجو پہ سبزۂ تر   سبزہ جیسی تک لعل خوبان پر
شاخ ہر نخل میوی سی پربار   نونہالون ملک تہی برخوردار
تہی ثمر وہان جہان کی سارے   نہر و نہین چہٹ رہی تہی فوارے
تہین نسیم و صبا عبیر سرشت   باغ تہا وہ غیرت رشک بہشت
بہر بستان باغ صرح چمن   دیکھکر بی نظیر وہ گلشن
گل کی سیپاری مین تہی چہپی سبق   تسلیہا فی البلاد لم یخلق
طوطی مینا کی ہر شجر پہ صدا   بسط اللہ ظللکم ابدا
مانگتا تہا دعا درخت چنار   وقنا ربنا عذاب النار
شعلہ زن تہا چنار تو سارا   لالہ دہکی تہا جیسی انگارا
دلکشا یہہ مقام جو پایا   سجدۂ شکر وہ بجالایا
بہوکا پیاسا جو تہا کئی دنکا   کہایا کچھہ میوہ اور پانی پیا
آئی فی الحال جان مین جی جان   سو رہا سائی مین وہ ٹہہ بان
جاگا جب خواب سی تو آگی چلا   جیون صبا سیر ہر روش کرتا
جب گیا چار پانچ کوس نکل   دیکہا اک زرنگار شیشہ محل
قصر کی اندر آکی جو دیکہا   تہا وہانکا کچھہ اور ہی لیکہا
ہر مکان کا جدا ہی عالم تہا   دیکہا جیدہر نیا ہی عالم تہا
سقف و ایوان و بام طاق و درا   اپنی اپنی تہی نقش مین سب طاق
تہی خدائی کی سیر ہر گہر مین   تہا تماشا جہانکا ہر در مین
دیکھو جس گہر کی آگی ایک چمن   ہر چمن مین ہزار ہا گلشن
ہر جگہہ نقش اور نگار نیا   ہر روش موسم بہار نیا
جاہی جو سو وہان پہ تہا موجود   صورت انسان کی تہی پہ مفقود
گرچہ تہی زندگی سی بالکل یاس   سیر کی اسنی پہ بلا وسواس
کل ہوئی جبکہ مہر کی مشعل   اخترونکی چراغ اوٹہی جل
ہر دم دیدہ سان تہہ جستجان   جا کی اک حجرہ مین ہوا پنہان
خوف تنہائی تہا نہ بس ہمراہ   خواب کا کب خیال تہا اوسی آہ
سوتی نہ یہہ دم کہ جس سی گہبراتا   کٹ گئی خامشی مین آدہی رات
بند کر آنکہین سو رہا سنسار   پاک پر دردکا رہا اک بیدار
دیکہی کیا آئی اندرون باغ   شمع رخسار ایک لیکی چراغ
صحن خانہ مین جو چبوترا تہا   فرش اوسپر دیا سفید بچہا
گوشۂ باغ سی نکلا یک پہر   روشنی اسطرح ہوئی ظاہر
دن سی جو شب ہوئی تو روشن تر   بلکہ کب ہو وہی روز یون روشن
شاہ خوبان تہی ایک تخت سوار   سیکڑون ساتہہ مہوشن اور نگار
تہیں خوبان کو یون سمجھہ لو تم   جسطرح گرد ماہ ہون انجم

بیٹھی اوس شہ نشین پر اکبار
دست بستہ کھڑی ہوئین بہ کار

مستعد اپنی اپنی عہدی پر
لی رومال کوئی کوئی چنور

تھین مصاحب جو اونمین دمساز
بیٹھین صف باندہ کر بصد انداز

مہ لقا مطربان زہرہ نوا
ہوئی جیون تار ساز نغمہ سرا

کان مین آتی ساز کی آواز
پر نظر آتی تہا نہ کوئی ساز

ساقی سیم ساق او مہ ادا
لائی سامان می پلانی کا

یون لگا چلنی جام پر پہر جام
جیسی گردش مین جام ماہ مدام

دیکہا وہ نہین اوڑ گئی جو انکی ہوش
ہو گیا پی شراب ہی مدہوش

آئی کہانی کی پہر تو خوان پہ خوان
تہی بہری جنمین نعمت الوان

چن دیا جب طعام سب کی حضور
نازنین ایک یون ہوئی مامور

آدمی زاد اک غریب جوان
گہر مین آیا ہماری ہی مہمان

ہی مصیبت کا آہ وہ مارا
یہان پہ وارد ہوا ہی بیچارہ

گئی دن کا وہ بہوکا پیاسا ہی
زندگانی سی اب نراسا ہی

کیونکہ بی میہمان مین کہان وان طعام
مجہہ کہاتا ہی اوس بغیر طعام

لا ابالا جا کی اوس جوان کو تو
جلد لا میری میہمان کو تو

سن کی یہہ امر واجب الاذعان
شمع لی شمع رو ہوئی وہ روان

جستجو کی نہ راہ اوس نی لی
سیدہی وہ کج خرام آئی چلی

بولی ای نوجوان خانہ خراب
اوٹہہ کی چل یہان سی میری شتاب

ماری خطری کی کانپنی یہہ لگا
اور بعجز و نیاز اوس سی کہا

مجہ مصیبت زدہ پہ مت کر قہر
رحم کر گو کہ ہی تو فتنہ دہر

کچہہ مرا اس سوا نہین ہی گناہ
کہ سکا نہین تمہاری لی ہی پناہ

شب کی شب ہی نی یہان تجہے
زلف شبرنگ کی قسم ہی تجہی

جاؤنگا صبح ہی یہان سی چلا
زلف و رخ کو تری دعا دیتا

نہین لیتا ہون کچہہ تمہاری چیز
کونی مین ہون پڑا بچارا اسیر

نہ ستائی ہوئی کو اب تو ستا
چہوڑ بیٹھا خدا کی واسطی جا

کر نہ اوسان باختہ میری
کہی تو پاؤن مین پڑون تیری

دیکہہ کر اوسکو خائف و لرزان
بولی دلمین نہ کر کچہہ اور گمان

بخت بد نی برا یا وری پر ہی
بسعادت قرین اب اختر ہی

کہ خزادی ہماری شہزادی
جس سی ہی اس مکان کی آبادی

ہی بلاتی وہ رحم دل تجکو
ورنہ کیا کام تجسی تہا مجکو

ہی بابین شتاق وہ سراپا ناز
مہربان ہی وہ ست اور غریب نواز

کہا نہ دہشت سی تو اپنی کچہہ دلمیں
تہر نہین اوسکی آب اور گل میز

سنکی یہہ بات وہ زخود رفتہ
سوزش غم سی دل جگر تفتہ

مطمئن ہوکی اوسکی ساتہہ چلا
شمع رخسار ہوئی وہ شمع نما

دو تو اکبار آئی تخت کی پار
لیک حیرت سی گم جوان کی حواس

دیکہتی ہی وہ طلعت زیبا
صورت نقش قالی و دیبا

جہٹ زمین پر گئی جبین نیاز
کر زمین بوس کی حصول اعزاز

لطف کی راہ وہ شہ خوبان
بولی یا نازکا ای غریب جوان

میزبان کی تئین نہین لایق
بیٹھی جب میہمان پہ ہو فایق

تو زمین پر ہوا وہ تخت نشین
کب مناسب بہلا ہی میری تئین

بیٹھہ ہم زانو آ کی میری تئین
نہین تو آتی ہون زمین پہ مین

کر کی تسلیم اور دیکی دعا
دست بستہ ہو یون جوان بولا

کیا ہی یہہ لطف خسروی سی بعید
یہ ہی طالع رسا و بخت سعید

جب کہ بندی پہ یہہ نوازش ہو
بخت پر کیون نہ مجکو نازش ہو

پہ یہہ پایہ کہان سی پائی نحیف
مین کہان اور کہان وہ جای شریف

بسر و چشم تیرا فرمانا
نہین ممکن یہہ ویان سر آنا

اپنی حد خوب جانتا ہی ایاس
کہہ گئی ہین یہہ مرد رہ شناس

گرچہ شہ لطف سی بعید راند
بندہ باید کہ حد خود داند

سمجھی جب نازنین سراپا ناز
کہ نہین چہوڑتا یہہ اپنا پا

از رہ لطف تخت پر سی اوتر
لی گئی اوسکو تخت کی اوپر

بیٹھی زانو سی اوسکی زانو ملا
ولدہی کر کی حال پوچہا

بخت خوابیدہ اسکی جو جاگی
کہانی اقسام کی دہری آگی

گئی تھی ازبسکہ اس نی فاقہ کشی
آتی تہی بہوک سی غشی پہ غشی

بی حجابانہ جو ہوا مرغوب
ناکون ناک سن کی [illegible]

جبکہ دستارخوان زیادہ ہوا
ہوگئی زندہ شہوت مردہ
آرزوئی دلی نی مارا جوش
تمہین بولو کہ کیونکہ جای رہا
اور بچا سی کی حق بجانب تہا
پردۂ شرم منہ سی باز کیا
ظاہری کام دل نکال لیا
سادہ یہ اور وہ سادہ و پرکار
جب ملی دونو کی بدن سی بدن
دیکی بوسہ لگی وہ کہتے ہوت
وہ میان نادان تیرا کیا ہی کہہ
جب کری ہم کام دل حاصل
دم کی لذت کی واسطی ہیہات
صبر کی ہاتی سی کسی صورت
دل ترا اوسکو یا اسی چاہی
لاسی اس گہات پہ جب اوسکو اتار
کہین اوا اتین وہ شعلہ وش گرم
یون فسون گر ہوئی وہ عشوہ طراز
میہمان کو تہا پلنگ اوپر
گود مین اوسنی اسکو کہینچ لیا
دل سوزان کی تلی بہو ستے
سو گیا بیخبر ہو یکبارے
دیکہا تو خالی ہے تمام مکان
کہتا وہ خستہ حال تہا کیا تہا
تہا جی تہا دمبدم کلیجی کو
تہا سمان شب کا آنکہون چہایا
چرخ طاوسی جیسا ہوا پر زاغ

پہیر آپس مین دو بادہ رہوا
کہل گیا کل سادہ دل پہر وہ
حیٔ شہوت نی کر دیا مدہوش
زاہد و شیخ وہ پارسا سی بہلا
نہ وہ زاہد نہ ہی ستی تب تہا
اوسنی دست ہوس دراز کیا
نار پستان پہ ہاتہ ڈال دیا
مست غفلت یہ اور وہ ہشیار
ہوی شہوت کی آگ شعلہ زن
تابع امر مین تو تیری ہون
لوٹتا ہی مزی تو سر تا سر
لذت بوسہ پہ ندوڑی دل
مزۂ دائمی پہ مار نہ لات
گر نہین بجہتی آتش شہوت
کر پسند ان مین سی جسی چاہی
بولی اک گل کی کان مین وہ نگار
آن مین دل ہوا جو اوسکا نرم
جو ہوا بیقرار یہ جانبازہ
کر بہانا کچہ آئی وہ باہر
لب بلب ہو کی ہمکنار کیا
تا سحر خوب ہی مزی لوٹی
خواب غفلت مین آی بیداری
تام کو ہی نہین کسی کا نشان
خواب تہا یا خیال تہا کیا تہا
پیسی ڈالی تہا غم کلیجی کو
صورت گل تہا چہرہ مرجہایا
نوری مہ کا چلا او تہا پہ داغ

آیا آنکہون مین جب جوانی کی سرور
کام کی دیو نی کیا مبہوت
سامنی جب ہو مہ لقا محبوب
نفس امارہ کیون نہو سرکش
کیونکہ انسان کری کنارہ کشی
لی پہر پہر کی لپٹ گیا جب بت
پایہ شان کو تہا اوسکا رفیع
بیٹہی بیقرار ہوکی ہم آغوش
اسنی چاہا کہ کام دل ہوی
انتی تعجیل کس لئی ہے تہا
وہ نہ اک بات گر ہوی تو کیا
ہو وہی سیر اب جبکہ تشنہ جگر
اور جو ایسا ہی نا صبور ہی تو
ہین مری باندیان یہ رشک قمر
رات بہر اوسنی کامرانی کر
کر کی سو سو طرح سی ناز و ادا
ہاتہ مین اسکی دل دیا اپنا
شاہ خوبان سی ہو جوان رخصت
بن کی ہمشکل اوسکی کدبانو
داد دی عیش و کامرانی کی
ٹہنڈی ٹہنڈی چلی جو باد سحر
دن چڑہی آنکہ جو کہلی ناگاہ
کر خیال اسکو عالم رویا
مارہی حیرت کی بیحواسی تہی
در و دیوار گاہ تکتا تہا
سارہی دن دلکو بیقراری تہی
داغ بر دل جوان بصورت ماہ

پردہ شرم ہو گیا بس دور
ماری شہوت کی بن گیا وہ بت
اور ہو نشۂ شراب ہی خوب
می و محبوب دونو ہین آتش
ہو فرشتہ اگر تو آئی غش
بوسۂ لعل لب لئی چٹ چٹ
بن گئی نازنین پہ اسکی مطیع
ہوگئی ایک دونو کی بر و دوش
آب آتش کی تہین ملادی ہی
کون سا حاصل اب نہین ممکن
نفرت انجام ہی غرض اوسکا
پہر نہ رغبت ہوا کبہی جوان پر
گل عشرت کی سونگہتا ہین تو
داغ جنسی قمر کی ہے بجگر
تا سحر خوب شادمانی کر
مرد ابلہ کو اپنی دام مین لا
دیکی دم دم مین کر لیا اپنا
آیا لی نازنین کو در خلوت
بیٹہی آکر جوان کی ہمزانو
اور دلخواہ کامرانی کی
شب کا جاگا ہوا یہ تفتہ جگر
سر اوٹہا کی پدر او پر جو نگاہ
چونک کر خواب سی بہت رویا
اور عیان چہرہ پر اداسی تہی
جوش وحشت سی گاہ بکتا تہا
لب پہ جو ان نی فغان زاری تہی
حسرت آلودہ کر رہا تہا نگاہ

ترک خونخوار چشم وہ خونریز
تھی سراپا غرض وہ ناز و ادا
دونوں کی جب نگاہیں چار ہوئیں
ہو گئی سنکھہ لڑائی آنکھہ اول
ہو گیا تیر عشق دل کی پار
تھا دل میں خیال داماد کی
جاتی جب ٹہرسیا اپنی گھر پہ
لیک کچھہ اعتنا نہ ظاہر میں
گالیاں لب ہلانی پر جب پائی
اسکی رونے نی باری کی تاثیر
رفتہ رفتہ ہوئی وہ خوشکام
لگی آپس میں چھیت لکن ہونے
ہوتی جب ایک جا تھہ شعلہ و حسر
کرکی رم کہتی تب وہ دل آرام
کرکی ناحق حلال ہم ناکام
کرتا ٹہرسیا کی رات دن خدمت
کہتی امید کی ہوتا کہ مری
کہ ہوئی ہی جوان تری دلبند
جیتی جی اپنی کرا دیہہ ترین
رخصت اب تجھے میں ہو ناکام
چون تیری چال ڈھال سی آگہہ
ہی مرا جان جان سے تو عزیز
جلدی جلدی دولہن کا کرکی سنگار
جب عروس شب آئی جلوہ کنان
ساعت مشتری میں وہ نوشاہ
می کلکون سی مست ہو کر تب
دی سر کنج سی وٹھا وہ ہار

لاتی مہر وہ چراغ یکباری
ساغر بادہ دور میں آیا
ہو گیا دور رنج تنہائی
عذر خواہان بصد ہزار زبان
لا کی کھانا چنا پھر اسکی حضور
پھر بہم دورۂ ایاغ ہوا
تنگ آغوش میں اوسی کھینچا
چھاتی ملنی پہ بھی نہ کچھہ تکرار
ہاتھہ پکڑا تو اسنے پکڑو نکی
وہ بھی مطلب ترا بر آویگا
متحیر ہی در پہ کوئی کھڑا
جیون گدا در پہ میری ہیں محتاج
نہ میسر ہوا او نہیں دیدار
ایک کا ہاتھہ بھی گیا نہیں چھو
چاہتا ہی جو تو سو کرتا ہی
لونڈیونکو نہ ماری پر تو
ہوئی آلودہ کس لئی ناجاب
وا کرون تیری لکا عقدہ وہ
لیکی خلوتمین آئی اپنی ساتھہ
دونو بستر پہ ہو گئی غت پٹ
سو گیا خفتہ بخت آخر کار
نظر آئی نہ کوئی وہ مہرو
کل سی بھی کچھہ زیادہ سودائی
گذری ہر آن سوگواری میں
راتکو عیش دن کو رنج و ملال
ساتھہ کر دیتی اوسکی بالاتر
ہاتھہ چڑھتی نہیں وہ زنگ قمر

بزم وہ شب بہر ہوئی تازہ
بولی وہ مہ اری کوئی جائی
لی گئی تخت پر وہ مہ سیما
جام می اپنی ہاتھہ سی بھر بھر
از رہ لطف دیکی ہاتھہ میں ہاتھہ
کی جو اس تشنہ لب نی میخواری
تھا نہ انکار اک ذرا اوسکو
پر ارادہ جب اسکا او رہا ہو
کونسی بات اب ہی باقی
حسن کا میری سنکی آوازہ
جان اپنی کوئی کھوتی ہی
جان سی گذری جستجو میں سو
لوٹتی ہیں پڑی ہزاروں عزیز
پر جو ہی تو غریب او مہمان
ورنہ مقدور کسکا تھا ایسا
تا بتان سب یہ ہی ہی جانی
کرکی بوس و کنار تھوڑی سی دن
کرکی یہہ پھر اک صنم سی کہا
کر بہانا وہا نسی آئی نکل
مرد عشرت طلب نے تا بہ پگاہ
جب ہوا گرم چشمۂ خورشید
تھا نہ کوئی بجز در و دیوار
نا امیدی کی ساتھہ بھر کر آہ
شب کو پھر وہ ہی کامرانی تھی
یون ہی ہر رات کو وہ عشق فروش
لیک بیخواب جا کی ہوتی آپ
دام میں اپنی لاتی ہی وہ غزال

چنگ عشرت سے کھینچا آوازہ
میری مہمان کو بلا لاؤ
اور لیا اپنے روبرو بٹھلا
تھی پلاتی اوسی وہ عشوہ گر
ہوئی وہ ہمکاسہ جہان کی ساتھہ
بھڑکی آتش سبق کی یکبار
تابع امر تھی حریف کی وہ
تب تو اس عشوہ سنج نی یہہ کہا
جسکی ہی تیری دل میں مشتاقی
خلق میں نت ہی ماتم تازہ
ایڑیان گھر میں کوئی رگڑ رہی ہی
جان بلب ہیں اس آرزو میں سو
آنکھہ اوٹھا کر بھی دیکھتی ہی نہیں
ہو گیا ہی عزیز تر از جان
دیکھتا اسطرف جو آنکھہ اوٹھا
شکل جان میری پاک دامانی
دلکو بہلا تو اصل مطلب ہی
آج کی رات اسکو تو لی جا
شاہ خوبان وہ شکل اپنی بدل
کامرانی کی اوٹھی خاطر خواہ
جاگا خوابیدہ بخت یہہ نا امید
لیس فی الدار غیرہ دیار
در و دیوار پر کری تھا نگاہ
عشرت و عیش و شادمانی تھی
رہتی تھی اس حد النسی سمدو ہر شب
بھیس میں باندیوں کی سونی کی
دی ہی پہنی میں اوسکی بر

ہو گئی القصہ ایک شب بیکل
کرکے امیدوار آب حیات
چشم جو ہووے آفتاب پرست
ساغر وصل یا تو آج پلا
لالہ رخ ہی پہ سخت نافرمان
ایکل اب باغ سنبر مت کہلا
کل لئی تیری تو کر دیا بیکل
للہ بیتو یہہ ہای چہوڑ کہین
ہی قیامت یہہ وعدۂ فردا
ساتھہ تیری ہو نگی آج کی شب
سنکی یہہ مژدۂ نشاط افزا
وہ تو جبسدم ہوئی یہہ مست
کی جو شبنم نی قطرہ افشانی
سنکی مرغ سحر کی نالۂ زار
جاگا جب نیند سے وہ مست خواب
شعلہ افشان ہی اگر دم باد سموم
نہین پانی کا نام کو بھی نشان
جب اگرا پھر تو رو یا زار و زار
اتنا کب حسرت بہاتا جاتا تہا
زہرہ ہوتا تہا ہر قدم آب
سات دن ایک دشت ویران
گر پڑا جا کی اوسکی قدمو پر
اپنی کہر مین کر چکی جسکو مقیم
گہر یہہ قبرستان کیا تہا تیری
دی تسلی اوسی یہہ عنوان
بڑہیا کی ایک تہی جوان دختر
چشم پر فن تہی اوسکی جادوکار

کف حسرت کو یوں لا یوں مل
دینی ہی جام سر سے ہیہات
کب کری وہ شہا کی ساتھہ نشست
یا یہہ تیغ ستم پہ کاٹ گلا
داغ ہی تجھسی آہ میری جان
پیاسی کو اسقدر کہ تونی چھکا
آج تک تو نہ پائی کل کے کل
شوم کی سی نہین یہہ تو کہنیز
سخت بیدرد ہے تو وا دردا
سینہ پر سینہ اور لب بر لب
تہا یہہ نزدیک جان ہی تن سی ہو
تگ گئین ماندیاں ورا ادبر
سو نہ ہی مین بہر آیا غنچی کی پانی
مرغ دنیا ہی تلک ہوئی بیدار
دیکھی کیا آنکھہ اوٹہا کی خانہ خراب
نہین کوئی درخت نہ کوئی قوم
ہی روان جاتا ہی ایک بیابان
اور چلا ایک سمت کو ناچار
ہر قدم وہ کہہ اوٹہا تا جاتا تہا
چشم بہ آب پر بناب
دیکہکر بار ہی آئی تن مین توان
اور کہنی لگا کہ ای مادر
حق تجھی دی گا اسکا اجر عظیم
رہ تو انکہو نہین سکتی نظر
لاکہی اوسکی اک آتش و زنان
مہ لقا سیم تن پری پیکر
مار گیسو نی لاکھون ڈالی مار

ریوز کرتی ہی تو فسونسازی
پہلی دکہلاکے آہ امرت پہل
صبر و طاقت نہین ہی باقی
کچھہ ہی تجھہ کل مین تو وہ زہریز
دیدہ بن تجھسی لی نہ کام ہ سخن
آج کل کیا لگائی ہی ہیہات
ہی سنی ہی بہلا و شوم اجر
صبح اور شام تو بتاتی ہے
بولی یون وہ نگار عاشق کش
آج کی شب ہی پہ یہی کیا شوق تو
ہو مئی خوشدلی سی وہ شیدا
کہیں اور رات کل کی ہونی ہی نہ
رات بہر تا ہو وقت بانگ خروس
سو گیا خفتہ بخت وہ ناکام
نہ ہی وہ قصر اور نہ باغ و بہار
تیز تر دشتی سے سر بہ خار
ہو کی مضطر اوٹہا تو خانہ خراب
ماری وحشت کی چار سو نکلا
ضعف سی ہر قدم پہ تہی ستم
خشک لب چشم تر جگر تفتہ
گر تا پڑتا جو وہان تک پہونچا
ہون تباہی کا آہ مین مارا
چہاتی سی اوسکو پیر نی لگا
او لکو دی ٹہارس اہمیری جانی
بجہی فی الجملہ جوع کی آتش
لگات تو جسکو دیکہہ ملتی ہاتھہ
نگہ شرمگین وہ تہی قاتل

اک تلک ہین بندیسی یہہ دم بازی
کیون کہلاتی ہی یہہ تیر خنظل
حد سی گذری ہی ہای مشتاقی
ہی تو رعنا یہہ رنگ زرد نہین
گیا ہی اندر این اپنی سیب ذقن
پان نہین صاف کہل کی کہہ بات
جوگدا کو جواب دی جلدی
اور بہی میری جان جاتی ہے
ذلکو کاہش نہ دی ہو نا خوش
اب ہون گی بعیش مین مصروف
اوسکی قدمون پہ جہک پڑا بیتاب
کرلین نرگس نی اپنی آنکھین بند
کردن اسکی تہی اور پائی کار
پی صبوحی وصل کا پر جام
ہی بیابان ایک دم خوار
چلنا آنسا تکو دو قدم دشوار
گر پڑا یہہ ہو بیخود و بیتاب
پہدم آہ و نالہ و افغان
بیٹھہ جاتا تہا شکل نقش قدم
جادہ بہا تہا تا بیک ہفتہ
دیکھا ایک بڑہیا کا تی ہی چرخا
اور غریب الوطن ہون بیچارا
آنسو پونچھہ اوسکی کہو ہوئی کہا
کہانا کچہہ کہا لی اور پی پانی
کہا کی کہانا یہہ سو رہا غمکش
اور طرز خرام اکڑ کی ساتھہ
دیکتی ہی ہوا کی جہان بسمل

خون مردم سی کیا او نہی پیر
ایک ایسا نہی کرتی کام ادا
پر جہیان اسکی دل سے یار نکو
لڑ گیا دل تو ہو گئی او جہل
تہام کر سینہ رہ گیا یکبار
کر چکا اپنی زعم مین شادی
گہر مین رہتا ہے او رہ شکیلہ قمر
دہیان جور و جفا کا خاطر مین
لب پہ کیونکر سوال بوسہ لائی
جو ہوئی مہربان وہ مہر منیر
جو بدن کہتی ہوئی دشنام
اور باہم ملن نہ لن ہوئی
جلنی لگتا جوان سنو ر ہوا
ہی ہی کر میری نہ قصد حرام
بس یہین سا کہین وصل مدام
پاوی خدمت سی تا کبہی عظمت
جو تنی مین نہ ہل کی عذر دراز
گہر مین بٹہلا رکہینگی کہہ تا بہ جشید
تا ملی تجکو اور اوسکو چین
آگی تو جان اور تیرا کام
تیرے خدمت نی دلہن کی ہی جگہہ
جان اوسکی تہین تو اپنی کنیز
اور قاضی کی تہین بولا یکبار
جن کی انجم سی جہری افشان
آیا بڈہی کی پاس صورت ماہ
کاہ بادام چشم پستہ لب
درج سربستہ کہولی پہر یکبار

مردم چشم اوسکی ایسی لگو ہر
جا لگا جسم مین یہہ شکار جوان
کر گئی آنکہو نسی تیر چہی نگاہ
کی لگاوٹ بہری کچہہ ایسی نظر
ولمین کچہہ سوچ کر بحال سقیم
پیرزن کا تہا کشتہ کارستہ تو
روتا اس درد سی ہوا اوسکی حضور
کرتا جب یہان یہہ اوسی کلام
راہ اوس سے یہہ اسنی ڈالی تہی
گہٹنی پر آئی دن مین وحشت
ہوئی موقوف صبر و ہوش
گاہ سیب ذقن پہ پڑتا ہاتہہ
چاہتا ہہ کلید سیمین سی
مین تو ہون جان و دل سے تجہہ پہ فدا
اس لئی یہہ جوان خام خیال
ٹہلو نکی طرح سی کرتا کام
پا کی بڈہیا کو ایکدن خوشنود
عمر کا تیری آفتاب بہی آ
میری سی خواہ غیر سی کر دے
پیرزن نی دیا جوان کو جواب
تجکو فرزند ہمین مین لیتی ہون
سنکے یہہ بات خوش ہوا امہان
جسطرح تہا وہا نکا رسم طور
ڈالی بالی کی کان مین بالی
بیٹہی شوہر کی گود مین وہ عروس
چاہا جب ہووے عقد دل آرا
چاپلوسی سے کر کی سو سو ادا

کر لگاوٹ جو اہین دلکو پرور
نظر آئی وہ شوخ آفت جان
بیٹہی جہٹ سو نہہ پہر اکر سی وہ
رپس ہی تو پس گیا یہہ خستہ جگر
پیرزن کی ہوا یہہ گہر مین مقیم
در پہ یا بیٹہی کا تا کرتی سوت
کہاتی جو دل مین رحم وہ مغرور
دیتی وہ بات بات پر دشنام
بیٹہتی جہڑکی اوٹہتی گالی تہی
اور لگی بڑہنے ہر گہڑی الفت
بلکہ ہونی لگی ہم آغوشی
ناربستان پہ گاہ گڑتا ہاتہہ
قفل سربستہ جہڑ سی بس کہولی
بڈہی بی کو بہی راضی کر لی ورا
نت غلامان باوفا کی مثال
دابتا ہاتہہ پاؤن صبح و سلام
پاونپر گر کی سب کیا مقصود
تالب بام عمر ہی پہونچا
کار خیر اوسکا خیر سی کرنی
ہی مری لعل تیری ای خوا
اپنی دلبند تجکو دیتی ہون
اور لگا ہونی شادی کا سامان
کر دیا عقد و نکا فی الفور
اور لچہی ثریا کی ڈالے
اور ہونی لگا کنار و بوس
کہولی بند ازار کا عقدا
دلفریبی سی جن وہن نے کہا

ہی غضب ہی قرین مہربان مادر
ہی تنک سا حجاب چادر کا
تیری شرم و حیا گئی ہی کیدہر
ہو چکی مین حلالہ اب تیری
چل ہین اور بستی مین ہم تو
مانتی یہہ تو نہ آڑا حیلہ ہی
چندی ہمبستری ہو باہم پس
ایک مدت کی بعد ہوتا چپ
اب ہین امیدوار رخصت کا
زندگانی اگر کریگی وفا
بولی ای نور چشم و لخت جان
صدقی ہو جاؤن مین تو جاتی ہے
شادی لڑکی کی تجہسی جسدم کے
تیری پلی احمقی مین باندہ دیا
تجکو اپنی جوانی کی ہی قسم
جا خدا کی تئین تجہی سونپا
کہکی یہہ بات اپنی شوہر سے
پاس پہنچی کی آگی جب جا تا
ماری چہاتی پہ ایسی اک شتپک
پہنگا سا اوڑ گیا کہین سے کہین
کہہ رہا ہی کوئی یہہ شور مچا ہی
ماری وحشت کی مانگی تہا یہہ دعا
باجابت قرین ہوئی جو دعا
ہی جو کوہ مین بڑا سا غار
پڑ رہی ہی وہ دہوپ کا قہر سخت
دیکہہ یہہ حال پہر ہوا بیہوش
کی بلندی کوہ پر جو منتظر

کیونکہ ہون تیری ساتہہ ہمبستر
ہو نہ کیونکر حجاب مادر کا
شرم کر شرم کر خدا سی ڈر
بات پر اپنی مان تو میری
کر جو پہر چاہی مجہسی او ستم تو
آنکہہ او جہل پہاڑ او جہل سے
رہتا ہو بس کنارسی ہا تو آ
جا کی بڑہیا کی پاس دل اٹکا
کیا کرون دل نہین یہان لگتا
پہیر آکر قدم یہہ دیکہو نکا
تہی تن ناتوان کو تجہسی توان
کہ مرونگی تو دیگا تو مٹی
ہای مین تو نتہی یہہ سوچی تہی
جس جگہہ چاہی اوسکو تو لیجا
دیجو اسکو کسی طرح کا نہ غم
میری مت یاد بہولیو بیٹا
آتی ہوئی وداع مادر سے
دیو می ڈیوڑہی گدہی کی دم مین تہا
کہ معلق زنان چلا نفلک
تیورا کر گرا یہہ وہی زمین
باندہو مار واری نجانی یا سے
بیٹہی بیٹہی وہین پہ یا تہہ اوٹہا
شور او غل وہ بار رہی دو ہو
آہن تفتہ سان ہی سب کہسار
کہ جل اوٹہی ہی آپ ہی آپ در سخت
ہوگیا خواب مرگ سی بیدار
دیکہا ایک قصر تختہ جوٹی پہ

ہی ذرا سا یہہ گہر نہایت تنگ
شرم لازم ہی آدمی کی تئین
ہو گی محکوم دیو شہوت کا
تہوڑی دن صبر کر برای خدا
نہین ہمبستری سی تیری گزیر
آ گیا اوسکی دم مین بہلاوا
دست شہوت سی گو تہی آزردہ تر
عرض کرنی لگا کہ ای مادر
گر اجازت مین اب تری پاؤن
سنکی بڑہیا یہہ بات رونی لگی
بیٹہی ہون پاؤن کو زمین لگای
یون ہی تیری رضا تو ہون پن ناچار
کہ جدا تجہسی ہو گی تم اکروز
روک سکتی نہین کسی عنوان
خاطر اسکی نہ کیجو آزردہ
بولی شوہر سی تب وہ آفت جان
رو رو رخصت طلب ہوئی بیشک
ریتک نیک اوسنی اوسجا کر کان
آیا دوران مین چرخ اسکا
چیتا جب یک دو گہڑی کے بعد
سنکی آواز یہہ گیا وہ دہک
نہین تجکو مفر ہی تیری بغیر
سر اوٹہا کی ادہر اودہر تکا
گرم گرم ایسی چل رہی ہی ہوا
ہی کڑی بسکہ دہوپ اور ہوا
جب دوبارہ ہوش پہر آیا
گو کہ ہلنی کی تہی نہ تن مین توان

بڑہیا کا ہی بچہا قریب پلنگ
جو ہو بیٹا آدمی وہ نہین
پہاڑ شرم و حیا کا مت ڈرا
تا بجیلہ ہون آہ ماں سے جدا
تو مرا شاہ اور مین تیری زیر
کام دل کا ہوا نہ پہر خواہان
لیک کرتا تہا وہ کنارہ کشی
یاد بی اختیار آتی ہی گہر
لیکی اپنی دولہن کو گہر جاؤن
جان ناشاد اپنی کہونی لگی
ہی غضب کہ مجہی تو چہوڑ کی جائے
زور تجہہ پر مرا نہین زنہار
داغ ہجر اٹکا دو کی دل کو سوز
اپنی یہہ بات کہتی ہون لیکن
رکہیو اسکو نہ تو دل افسردہ
پیٹہہ پر جا گدہی کی کس پالان
رکہکی پالان اسنی کہینچی تنگ
پہیر کر جو ترا در بیگ پالان
آنکہون میچی گیا اندہیرا چہا
شور سا ایک سنا بقوت عد
دل لگا کرنی پہلو مین یک دک
یا بدیع العجائب بالخیر
دیکہا تو ہی پڑا پہاڑ پر آہ
کہ پہنا جاتی ہی بدن سارا
چیل اوپر سی چہوڑی ہی انڈا
رو رو حالت پہ اپنی چلایا
وہان پڑا رہنا بہی تہا نہ بلا

اوٹہہ کی وہانسی غرض چلا غم
پہونچا جسدم بصد خرابی حال
اسنی چاہا کہ اوسمین ہی جہانکی
منحنی قامت اور خمیدہ پشت
اک ہزار ایک دانہ کی تسبیح
نہ کوئی خادم اور نہ چیلا ہی
چیر پلکیون کو کی اودہر جونگاہ
کسطرف کو ہوا ترا آنا
غمزدو نکی نہ پوچہہ کچہہ حالت
دلکہہ گرا اپنا کہون مین خانہ خراب
غم بہری اوسکی داستان ہی کمر
یہہ تو ہی سرزمین آدم خوار
یہان انسان کا نہین ہی گذر
ہوتا پر یونکا وہان وتارا ہی
ہی چہل پائی اوسکی باڑوا ہی
سونہنگی میتّی ہی پیٹ کی کہو
جیسی مان ویسی ہی وہ بیٹی ہی
ہاتہہ سی اونکی تیرچ جو بچا
ورنہ کیا جانی حال کیا ہوتا
گہہ یہہ حاضری آگی آرام
اوراب ہی اگر ہو سیر کا چاہ
یہہ اندرز من سنتو اپنی سمت
بنگی سی نہ ہاتہہ اوٹہا و
کونسل سی مری یہہ سن نہ نے
غار یہہ ہشیار ہین جو یہان
بولا جو ہونی ہو سو ہو کچہہ
ابتو رہتا ہون تیرا سکی مرید

سبز بستر باس اور بسترا بابس
نام کو بہی پتا نہ وکانشان
دیکہی تاکون مین پلکین پانو
ریش بہی ایک مشت و دو انگشت
بیٹہا پڑہتا ہی باجمال بہیم
یا دیکتا ہی اور اکیلا ہی
دیکہا ایک غمزدہ بحال تباہ
اور ہی منظور اب کیدہر جانا
ہی مری داستان پر از رقت
سن لی والوکی چشم ہوپرآب
آئی آنکہو مین اوسکی آنسو بہر
پر بلا ہی یہہ دشت آفت بار
اور اگر ہو تو جانکا ہی خطر
لاکہون انسانکو یہان پالا ہی
اور وہ ہی خام پارہ اندرین
ہی بڑی فتنہ گوکہ ہی چہوٹے
سوت جیسا ہی ویسی پہیٹے ہی
ظاہرا تہوڑی سن اور حیا ہی
طعمہ دیو دد ہوا ہوتا
لی کہین جانیکا نہ یہاں سی نام
حق کو سونپا جہان چاہو جاو
کہ تو طفلی و خانہ زنگین سمت
چہوڑ کر یہہ قدم نجاونگا
بہونچہی آیندہ تانجہی گزند
مرغ ادہم یا ہین ہتی وہان
جان کر یامن ابتو تیرا گہر
بفضل اسد مایشا یرید

قصر کی سمت کو چلا ناچار
باری دیکہا ہی ایک گہر کی تنگ
دیکہا اک پیر مرد نورانی
بہنوین پلکین سفید جیون کا نور
سر جہکائی ہوئی بیاد حق
سنکی آدم کی پانون کے آواز
کر سلام علیک پوچہا حال
دی جواب سلام یہہ تنگیز
جو مصیبت مری یہ گذری ہی
پہر جو کچہہ ابتدا سی تہا احوال
اور بولا کہ ای غریب جوان
دیو جن پری کا ہی یہہ مقام
دیکہا تونی جو باغ اور ایوان
بٹہیا اور اوسکی بیٹی و مکار
دیکہنی ہی کی ہی فقط صورت
نہ اوسی پیٹ قد کوئی بچہی
ہی او نہین جون حلال آدم کا
حق تجہی اسطرف جولی آیا
اب اگر تیری ہو یہہ خواہش
جو سر و خشک کی خدای کریم
ستدرہ مین نہین جو ن جانیکا
سنکی یہہ باتین پیر وہ جوان
بولا بدہا ہی کر یہہ خواہش دل
گہر سی باہر نکلیو مت نہار
گہر سی باہر اگر قدم رکہا
رہتا ہون اس حریم محترز
الغرض وہ جوان خانہ خراب

روتا حالت پر اپنی زار و نزار
تنگ چشمونکی آنکہہ سی بہی تنگ
سن مین الیاس و خضر کا ثانی
چہری پر ہی عیان خدا کا نور
ہی بدریای کشف مستغرق
چشم حق بین کی اوسنی اپنی باز
اور کہا مرحبا تعال تعال
رو رو کہنی لگا بصوت حزین
دشمنون نہ گذری وہ ہی
انتہا تک کہا وہ رنج و ملال
کہیچ لائی تجہی نصیب کہان
تشنہ خون آدمی ہین تمام
ہی طلسمات کا بنا وہ مکان
نہین انسان ہین وہ نون مردم خوار
دیکہو باطن تو ہیچ سو لعنت
جتنی اوپر ہی اوتنی ہی نیچے
جا بتر اوسنی تو کسطرح سی ہوا
ہی یہہ لازم کہ اسکا شکر ادا
دالکہہ ہو نجہی نہ اور کچہہ کا ہشر
کہا اوسی اور ہو یہان پہ مقیم
اور نہ مانع ہون کہہ مین آنیکا
بولا جب تک ہی تن مین تاب و توان
کہ کری اس مقام مین منزل
لی اوڑی تا نہ مرغ آدم خوار
طعمہ ہو جائیگا تو جہٹ اوسکا
آگی جو کچہہ بدا ہو قسمت مین
گہر مین درویش کی رہا بستا

گہرسی مطلق نہ جاتا تہا باہر
ہو کی تنہائی سی ہلول اکر تو
ناگہان ایک مرغ آدم خوار
او راک مرغ کی پڑی نظر
جب لگی مرغ لڑنی وہ باہم
تہی وہ تاریکی غار مین چہائی
سات دن روز تہوڑا تہوڑا سا
روشنی ونی ہوتی گئی افزوں
ایک ہفتہ تک وہی نا شام
لہلہاتا ہی سبزۂ نوخیز
ہر طرف سبزہ زار اور گلشن
سیر کرتی ہین شور پیپلا دم
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا
آن پہرا ز لالہ ہی رنگا رنگ
پائی اسنی جو بوئی آبادی
دیکہہ وہ یہہ بہار پہول گیا
دیکہی جلد وسی کہین چلکر
سات دن تک چلا گیا دن رات
اسکی جاتی ہی اتفاقاً جہٹ
تہا نہ کوئی ابہی ہوا داخل
سروران سپاہ در جنشام
دوڑی اسکی طرف کو یکبارے
تخت طاؤسی پر سوار کیا
ڈنکا ہونی لگا سواری کا
باہمہ عز و شان کہیکا اسپ
دست بستہ کہڑی ہوئی ارکان
پاس اپنی وزیر کو بلوا

بیضرورت نہ آتا تہا باہر
گہرسی نکلا وہ بادل پرسوز
لی اوڑا چیل ساجہپٹا مار
کوہ سی وہ ہی آیا غار زدہ
نیچی سی یہہ رہا ہوا او سدم
جو نہ دیتا تہا ہاتہہ کہلائی
نظر آنی لگا او جالا سا
جادہ جیون فرق مہتاب تہلکہ
جادہ پیمار ہا بصورت باد
ہین نسیم و صبا طرب انگیز
گل کہلے ہر روش چمن چمن پر
چر رہی ہین غزال بیتابسم
قطعہ پڑہتی تہی یہہ گلستان کا
وین پر از میوہا ہی گوناگون
دلکو ایسی ہی بس ہوئی سہاٹ
پہر اوپر سا صاف ہوگیا
کہہی بستی و کیسی و توپیہہ
پڑہتا ہر ایک کلمہ صلوات
کہولی دربان نی کیواڑ کی پٹ
سب سے پہلے یہہ ہوگیا داخل
بلکہ ارکان سلطنت کی تمام
لاکی خلعت پنہا دیا پہارے
لعل و در و گہر نثار کیا
اور رسید انی بوسنی لاگا
آگیا قصر خسروی مین جلو
بہر خدمت گذاری کسی کیسا
لگا تہین اوسکی یوتوں کہنی

خوف جانکا نہ کلا تو تہا
کرتا پہرتا تہا کوہسار کی سیر
جب کئی کوس لے اوڑا او سکو
آگی او سنی اسی دبوچ لیا
صید خایف کی شکل وبقفا
ٹہوکرین کہاتا ہر قدم پرتہ
جون جون آگی گیا یہہ خود رفتہ
رہ رہ وہ بولے کچھہ نہ دیکہہ پاؤ
ساتوین دن جو غار سی نکلا
آبجو ونہین آپ ہی جاری
وہان کی ہو رہی ہین گیتی بے
قمریان کر رہی ہین کوکو
روشنہ ہا نہر با سلسال
باد و رسایہ درختانش
کہ گیا پہول سب وہ پچہلی دکہہ
دلمین کہتا کہ جیسکا ہی یہہ سواد
سیر کرتا ہلو وہ باغ و بہار
قصہ کوتہ تہا نور کا تڑکا
لوگ پہرتی تہی گوید ہر اودہر
شہر تہا سپاہ کا انبوہ
منتظر تہی جو دیر سی وہ سب
تاج زرین یہہ کہکی سر پہ رکہا
کرزمین بوس سب ہوئی ہمراہ
بنتی جاتی تہی یہہ پچہی چہر
اپنی اپنی جو دلمین تہی تدبیر
بسکہ حیرت سی شاہ تہا ہمہ تن
کیا تماشا یہہ ہو رہی نیرنگ

بیٹہا رہتا تہا کوئی مین چہکا
سبزہ زار او رجو بہار کی سیر
بیٹہا ایک غار تنگ مین پہر تو
اور نیچی سی پوٹا نوچ لیا
غار مین پہر گری اکطرف بہاگا
سات دن تک چلا بحال تباہ
آتش جوع سے جگر تفتہ
آنکہین موندہی اگر چلی جاؤ
غار کی آگی دیکہا اک صحرا
پانی مین ہین لطافتین ساری
قرقری پہرتی ہین پرکہی پہ ہی
کہتی کویل کہ پی کہان ہی نعم
ق دو دختہ سجع طیرہا موزون
گسترانید فرش بوقلمون
دل نی آرام پایا جی کی سکہہ
شہر ہو کا وہ کیا ارم بنیاد
دیکہتا رنگ رنگ کی گلزار
شہر کی درپہ جو یہہ جا پہونچا
پر قضا کار شہر کی اندر
تہی کہڑی لوگ وہان کہ مرگ وہ
پائی کو وہان بصد نشاط و طرب
ہو مبارک سریر شاہی کا
اور دار الخلافہ کو چلا شاہ
آگی آگی پکارتی تہی نقیب
آگی اندر گئی وہ سب نذر تیغ
کم کئی بیٹہا تہا حواس وہوش
دیکہہ یہہ حال میری عقل گئی

سیمیا کی ہی کیا یہ طیاری ‏ خواب ہی یا کہ ہی بیداری
نہین آتا سمجھ مین کچھ زنہار ‏ دی بتا تو کہ ہی یہ کیا اسرار
ہی اچنبھا مری نہین تو بہی ‏ مین کہان اور کہان سریر شہی
رفع دل سی یہ غدغہ کر دو ‏ ورنہ مرتا ہون مارے حیرت کے
کہ زمین بوس مرد کار آگاہ ‏ بولا کہا تو نہ خوف کچھ واللہ
کیونکہ ای زیب تخت و دیہیم ‏ یہان چلی آتی ہی یہ رسم قدیم
جب اس ملک کا چراغ ای واے ‏ دست باد فنا سی گل ہو جاے
ہمہ ارکان و سروران سپاہ ‏ شہر کی در پہ جا تین وقت پگاہ
پہلی جو آئی شہر کی اندر ‏ اوسکو بٹھلا تین تخت کی اوپر
شاہ غفران پناہ خلد آرامگاہ ‏ شاہی دنیا کی چہو وقت بگاہ
چل بسا دم مین جون چراغ سحر ‏ کسکی عقبیٰ کی سلطنت پہ نظر
جمع سب ہو کی در پہ ہم آئی ‏ آپ تشریف اتنی مین لائی
چلتی پھرتی تھی گو بہت خلقت ‏ تیج پہ کوئی لی گیا نہ سبقت
اس لئی سب نی ای فلک پایا ‏ تخت شاہی پہ تجکو بٹھلایا
جسکی طالع مین ہو ازل سی تخت ‏ ہو گدا یا غنی ہمایون بخت
روز موعود مین وسی بخدا ‏ تخت پر ہی یہہ تخت بٹھلاتا
شاہی قسمت مین تھی سرے لکھی ‏ فضل حق سی تجہی یہ تاج ملا
یہہ تو حیرت کا کچھ نہین ہی مقام ‏ ہی شاہ حقیقی کا ہی کام
ایک کو تختی پر سلاتا ہے ‏ ایک کو تخت پر بٹھاتا ہے
بندی سب ہم ہین شہ کی فرمانبر ‏ ملک رانی کرو اور خوف نکر
تھی حقیقت جو کچھ سو مین نی کہی ‏ ہو مبارک یہ تاج و تخت شہی
ملک رانی کر اب بصد اقبال ‏ رہ سلامت تو تا صد و سی سال
سنکی یہہ شاہ نو ہوا خوشدل ‏ مفت مین سلطنت ہوئی حاصل
پھولا جامی مین نہین سماتا تھا ‏ بلکہ جامی سی نکلا جاتا تھا
پھر تو داد و دہش پہ باندہ کمر ‏ کر دیا کل سا سبکو صاحب زر
لگا بانی ہر اک صغیر و کبیر ‏ سرو پا و خطاب اور جاگیر
شام تک باشکوہ سلطانی ‏ شکل خورشید کی زر افشانی
شاہ زرین کلاہ چرخ سپہر ‏ یکتنہ گرد مہر عالمگیر
خسرو مہ کو اپنی دی منزل ‏ قصر مغرب مین جب ہوا داخل
آیا ناظر محل سرا کا دوان ‏ اور بولا کہ ای شہ دوران
جلوہ فرما ہوے سو خلوتگاہ ‏ تا قرین ہووین مشتری و ماہ
میر شمع و چراغ شمع اوٹھا ‏ آگی آگی دیکھا تا شمع چلا
پہونچا عشرت سرا کی اندر جب ‏ شاہ عشرت نصیب و عیش طلب
دیکھا وہان مجمع پری رویان ‏ شکل خورشید آتشین خوبان
تھی وہ ہر شعلہ رو کی زیبائی ‏ خیرہ ہوتی تھی جس سے بینائی
یون تھی ہر شعلہ رو دہیہ کا گرم ‏ ہو وی آتش کا جیسی لو کا گرم
تھی ہر اک مہ لقا جو زہرہ جبین ‏ آسمان رشک تھی وہان کی زمین
آتی دیکھا جو شہ کو صورت ماہ ‏ شکل انجم ہر ایک بت دلخواہ
آئی با صد ادا و عشوہ و ناز ‏ اور زمین بوس کی بعجز و نیاز
لعل و گوہر ہر اک نی سو سو بار ‏ کئی بر فرق پادشاہ نثار
شاہ پیشین کی صنم تھی بیتاب ‏ حسن کے لنکی مین کہون کیا تاب
ایک سی ایک چڑھتی مہ پارہ ‏ چرخ خوبی کی سب ستارہ
باری جس مہ لقا کی ہوتی تھی ‏ شب کو وہ شہ کی ساتھ سوتی تھی
تا سحر اوس سی شاہ عشرت جو ‏ رہتا سینہ بسینہ رو برو
باری اوس مہ جبین کی تھی اوس شب ‏ دل فریبی مین تھی وہ شوخ عجب
آتی اس ناز سے حضور شاہ ‏ دل سے کہنچی جو شاہ نی آہ
مہر سان دیکھ اوسکی رخ کی چمک ‏ گئی جیون انجم اوسکی آنکھ جھپک
پہنی گلگون لباس سر تا پا ‏ گل سی بھی نازکت و سوا اوسکا
دستہ اک گل کا دیکی شاہ کی ہاتھ ‏ آئی خلوت سرا مین لیکر ساتھ
بھیجا حمام کی طرف اول ‏ تا نہا وی گلاب سی مل مل
غسل کر شاہ اور پہن پوشاک ‏ آیا بزم طرب مین عشرتناک
بزم آراستہ تھی جون گلشن ‏ تھی نثار اوسپہ ملکہ لاکہ چمن
مئی گلگون سی جام تھا لبریز ‏ نغمۂ مطربان طرب انگیز
بادہ پیتا تھا شاہ با دل شاد ‏ اور بغل مین تھی وہ بت نوشاد

تھی مری پر عجب گزک تمکین
بادہ تلخ و بوسہ شیرین

قصہ کوتاہ تا بہ نصف شب
شاہ مشغول تھا بعیش و طرب

شادمانی مین کاٹی آدھی رات
کامرانی مین کاٹی آدھی رات

خسرو مہر جب بہ نور محل
بیٹھا تخت زر بہ جدین پر کل

آئی خلوت سی شاہ بھی باہر
بیٹھا جون مہر تخت شاہی پر

ملک کا بندوبست کرنی لگا
زر ہی دامن ہر اک کا بھرنی لگا

شام کو ونکا جب چھپا تارہ
اور کتان بنی سرفی کی پارہ

شب آئی تی ہی شاہ والا جاہ
آیا خلوت سرا مین صورت ماہ

باری جس مہ جبین کی اوس شب تھی
مشتری آئی شاہ کی وہ بہوتی

پہنی سر تا بپا لباس سفید
نور سی جسکی تھا خجل خورشید

دیکھ مہ پارہ اوسکا رخسارہ
ہوتی تھی بس کتان مہ پارہ

شاہ کو دی سمن کا گلدستہ
بہر خدمت ہوئی کمر بستہ

بھیجا حمام تا بمشک و گلاب
غسل کر آئی وہ دُر نایاب

جھٹ نہا دہو کے شاہ خیرخواہ
جلوہ گر بزم مین ہوا جون ماہ

سب مہیا تھا بزم مین اسباب
گزک و میوہ و طعام و شراب

شاہ مشغول ہو بنائی نوش
سو رہا سیمبر کے ہم آغوش

وہ بھی شب گذری شادمانی مین
ہوگئی صبح کامرانی مین

الغرض یون ہی شاہ ہفت سپہر
صورت آفتاب بدر منیر

ونکو رہتا تھا ملک رانی مین
رات کاٹی تھا شادمانی مین

ہوتی جس گلعذار کی باری
دیکی گلدستہ شہ کو یکبارے

بھیج دیتی تھی سوی گرمابہ
ہوتی پھر تا سحر تھی ہمخوابہ

گذری چھ روز جب بصد عشرت
ہو چکی چھ محل کی نوبت

گلرخ ہفتمین کی باری آئی
باری مت بولو بلکہ خوار آئی

برج منحوس تھا وہ برج وبال
مہر اقبال کو جہان تھا زوال

آیا ناظر حرم سرا کا شتاب
اور بجا لا کی بادب آداب

عرض کرنی لگا کہ شاہ زمن
واجب العرض ہی ایک سخن

گوش دل سی اگر سنو وہ بیان
دلکو تو کھول کر کرو تحسین عیان

جو نمک خوار بندۂ درگاہ
ہو کی از امر ناصواب آگاہ

گر نہ آگہ کری وہ آقا کو
پھر بھی اگر شرع کی خیانت ہو

عرض کرتا ہون اس لئی بحضور
ہو خیانت تو اور ہون مقدور

یعنی ای شہر یار عیش پسند
پھر پہنچی تجھکو نہ چرخ و فلک سی گزند

چھ محل مین جو تونے عیش کیا
شش جہت مین کسی نی ہین دیکھا

گر یہی خواہش کٹی یو نہین اوقات
گذری عیش و نشاط مین سو رات

صنم ہفتمین کی گھر مت جا
تا نہ خانہ خرابی آئی شہا

وہیان ہی اوسکا دلسی کر دیتی دور
نہ بولا او رنہ جاتا اوسکی حضور

گر گیا وہان تو پھر خدا معلوم
کس بلا مین پھنسا یہ طالع شوم

بسکہ اس راز سی تھا وہ آگاہ
کاہ جاتا نہ تھا ہمارا شاہ

شاہ مغفور اوسکی گھر اصلا
مرتی دم تک بھی ایکدم نہ گیا

شہ نی پوچھا کہ میری دولتخواہ
کر تو اس بھید سی مجھی آگاہ

کیا سبب تھا جو شہ نجاتا تھا
اور نہ اوسکی تئین بلاتا تھا

کھائی سوگند اوسنی جو بجدا
مین نہین جانتا ہون کچھ اصلا

ہوتا اس بھید سی بھی گر آگاہ
تجکو آگاہ کرتا ہین یا شاہ

وہ ہوسناک سنتی ہی یہ جواب
ہوگیا بیقرار جون سیماب

منع کرنی سی دونا شوق ہوا
وہان کی جانی کا دلکو ذوق ہوا

نہ سنی ناصح شفیق کی بات
اور گیا اوسکی گھر مین وہ تھی بساط

اوس صنم خانی مین گیا جس دم
دیکھا وہانکا کچھ اور ہی عالم

دیکھتا تھا جو جام و طاق و رواق
نقش مین اپنی تھی جو طاق

وہ محل اسکی روبرو تھی مجلل
پھیلا پڑتا تھا ہر مقام پہ دل

شعلہ رو تھی صنم جو شکل فرشتہ
پہنی سر تا بپا لباس بنفش

برق سان آستین چمک سی گئی
جل گیا دیکھ مرغ بینائی

دستہ اک لالہ گل بنفشہ کا
شاہ گلگون قبا کی ہاتھ دیا

اسنی دیکھی تھی گو بہت محبوب
اوس سے خوبی مین بڑھ کی تھا کوئی حسن

سو خوبی کی تھی و شوخ عنبر سرشت
وہ جو تھون اسکی دو تہمین گنہ

بن گیا اوسپہ یکا دیوانہ
ہوگیا شمع رو پہ پروانہ

لیکی گلدستہ ہاتھہ سی جھٹ پٹ
پھر سر سبان کیا لبس و تی لپٹ

بولی ست نا صبوا اتنا ہو
بہولا معمول یہانتک کیا تجکو

جاکی حمام مین نہاد ہو آ
پہر ہم آغوش مجھسی ہو شاہا

نازنین بولی گر نہین تو صبور
دل پہ نہین اختیار ہی مجبور

دونو ہوکر برہنہ وہان یکبار
غسل ہی مین کرینگی بوس و کنار

سوی گرمابہ شاہ کو لاکر
جامہ خانہ مین ننگی ہوکر

اوبہری اوبہری پچین فیا سخت
نرم مخمل سا پیٹ وہ یک لخت

پہنچ کر دانت اوپر پہر ہری
کر کی اف بس لپٹ گیا اوس سی

فعل معروف جا بجا گردانی
جمع ہو نشیند کو سمجہانی

اسم آلہ کو رفع کر بوضوح
کری ظرف مکانی کی مفتوح

جانکر وہ اسی بڑا اخفش
بولی اس نحو ظرفہ کر مہوش

ناقص العقل پہلی لی لب سا
کرنی خلوت صحیح پہر تو آ

نفی اسبات سے جو ہوئی اثبات
امر اوسکا قبول کر یہہ بات

تہا لب شکرین نہ بس چون قند
بوسہ لیتے ہی ہو گئی لب بند

آیا جب ہوش مین بخوشحالی
دیکہا اک دیو اور مکان خالی

تہا وہ ہولناک سا یہ گنبد حمام
اس شکل کا غرضکہ تہا وہ مقام

ماری ہیبت کی پہر ہوا بیہوش
نقش گرمابہ سان رہا خاموش

ہوکی دیوانہ اور سودائی
رو دیا بی اختیار شیدائی

پڑ گئی تہی گرہ سی کچھ ہ گلو
روتا پہرتا تہا ابر سا ہر سو

بسکہ دیوانگی کی حالت تہی
گشت گنبد بہ گنبد اوسنی کی

روشنی جب ہوئی سحر کی نمود
گنبد آسمان ہوا لی دود

دیکہا حمام کا کہلا ہوا در
ہوکی خوشحال جب چلا وہ اودہر

تہی غلام اسکی جو سمک لال
آتی تہی روز وہان وہ خستہ حال

دیکہہ آقا کو دوڑی وہ اکبار
اور رونی لگی پکار پکار

بسکہ تہا محو بیخود و بیہوش
نقش دیوار سا کہڑا تہا خموش

دیکہا اسکی نین کو جو عریان
کہر سی پوشاک لائی پیش دوان

ہوکی ناچار اوسکو لی ہمراہ
آئی اوس جا جہان تہی وہ [illegible]

شوخ عشوہ فروش جادوگر
سحر تقریر و دلربا پیکر

بن کی غسل اور کی حمام
لپٹا کیون مجھسی اے شہ خودکام

تشنہ لب شاہ نی دیا یہ جواب
صبر پیاسی کو ہو نہ دیکہ کی آب

تیری خاطر سی شاہ عالیجاہ
مین بہی حمام چلتی ہون ہمراہ

سنکی یہہ بات شہ ہوا عریان
ہاتہہ مین ہاتھ دی شہ خوبان

آئی عریان بدن نظر جو صنم
ہوگیا شہ کا اور ہی عالم

گورا گورا وہ پیڑو گدرایا
آہ جب شاہ کو نظر آیا

جذب و رقت وہ آئی پیش نظر
ہوگیا جزو عقل زیر و زبر

لام الف مین کری الف مدغم
نہ رہی کسر ایسا ہو وے ضم

ہی مجرد ثلاثی استقبال
کر دی ملحق برباعی فی الحال

متعدی نہونا لازم ہی
کر یہ تصریف فعل جازم ہی

صرف اوقات یون نکر مجہول
لذت بوسہ پہلی کر تو حصول

بوسہ لعل لب لیا یکبار
حرف مطلب پہ تا نہو تکرار

ماری لذت کی ہوگیا بیہوش
گر پڑا اس زمین پہ کہول آغوش

بیچ حمام مین تہی وہ ماہ
گہر تہا تاریک اور وہ دیوانہ

قدم نا مبارک و مسعود
گرد دریا رود برآرد دود

چہیا جسوقت پہر وہ خستہ جگر
دیو گرمابہ بہی نہ آیا نظر

جوش حیرت کی ماری گہبرا
مونہہ سی اوسکی نہ تہی نکلتی بات

تہا دوان ہر طرف ادہر سی اودہر
گاہ نیچی نظر تہی گاہ اوپر

پائی مطلق کہین نہ راہ نجات
کٹ گئی پہرتی ہی مین ساری رات

نظر آئی لگی در و دیوار
مردم گردہ راہ لی یکبار

آیا در پہ تو بس وہی در تہا
پہلی جو اس بلا مین پہنچا تہا

منتظر در پہ رہتی تہی تہی
باری موجود وہان وہ ستم تہی

لیکے برہنہ تہا یہہ تو مادر زاد
تہا بدن قید جامہ سی آزاد

پوچہی ہر اک نی اوس سی کو حالات
محو حیرت نی کی نہ مطلق بات

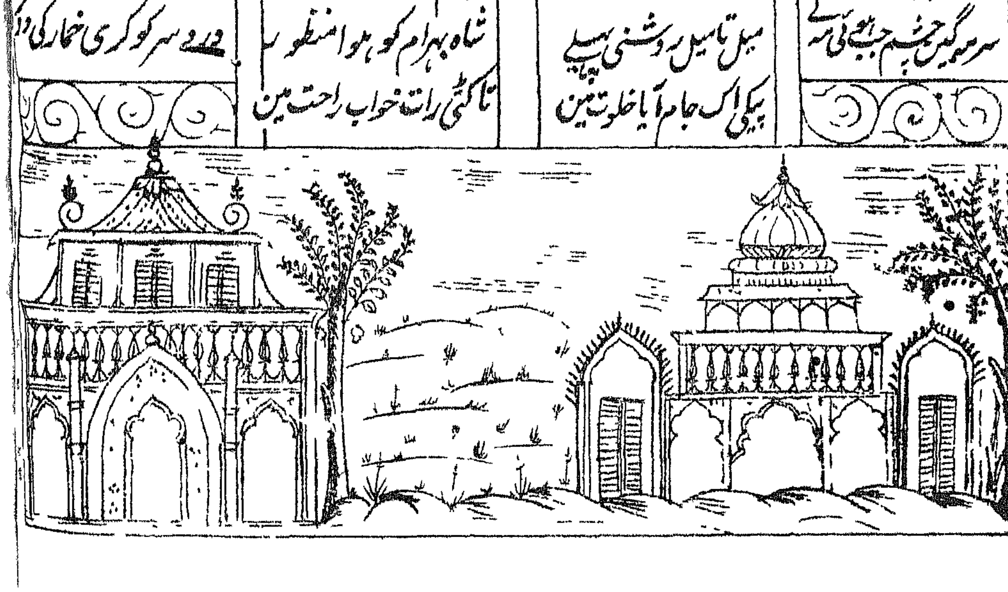
نہ لی کپڑی اور رونی لگا
کچھ نہ سمجہی وہ کیون ہی یہ رویا

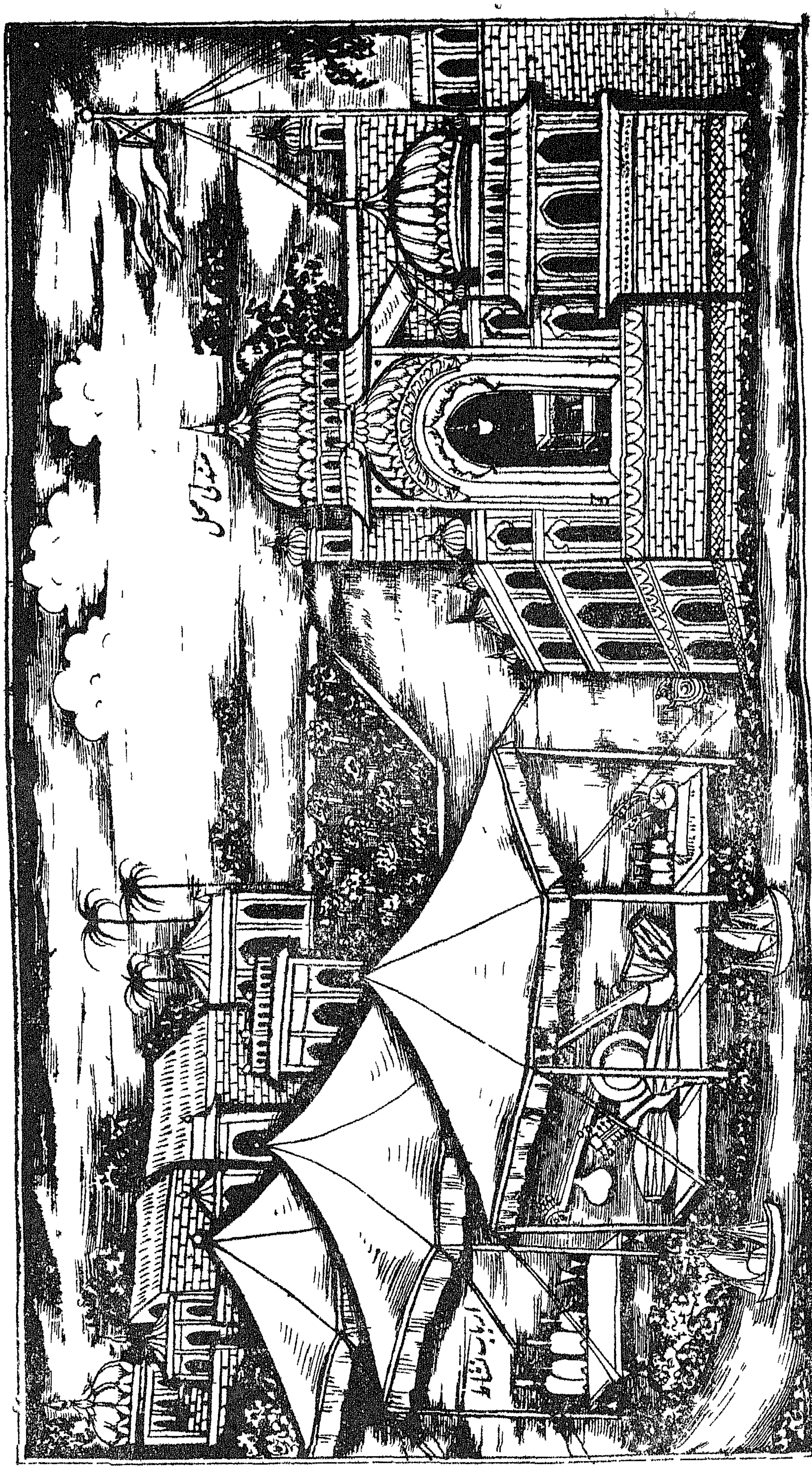
لائی پوشاک پہرہ گوناگون
سرخ و سبز و منقش و بوقلمون

ولاں دوڑایا اور کسوت پر | کی قبائی بنفشہ گون دربر | دیکھہ تھوڑا وہی وہ فرزانہ | لی چلی ساتھہ جانب خانہ
منزلین کرتی طی بصد ہموار | پہونچی آکر وطن مین یکبار | ہجر مین اوسکی مادر و پدر | دار فانی سی کر گئی تہی سفر
وصل کی آرزو مین وہ ولا | ہو گیا تہا وصال دونکا | گہر مین تنہا رہا یہہ سودائی | شکل تصویر چیکا شیدائی
دس برس بعد جب ہوا گویا | راز رستہ وہاں کا سب سے کہا | تا بقید حیات تہا ناکام | تہا بنفشئی لباس اوسکا مدام
بیسکا رنگ بنفشئی تہا اور | خوبی اوسکی ہی بن کہی ظاہر | معتقد ہو جو نازنین چالاک | پہنی جب وہ بنفشہ گون پوشاک
خوب اس رنگ مین ہی جو خوبی | دونی ہو کیون نہ اوسکی محبوبی | گر ہوا ہی بنفشہ گون فلک | دیکھو برق تپان کی اوسمین چمک
رخ پہ گلرو کی با ہزار جمال | ہوتا ہی دلربا بنفشئی خال | رخ گل ہو جو چمن مین کب ممتاز | ہو بنفشہ کی گر نہ زلف دراز
بسکہ یہہ رنگ ہی نہایت خوب | کیون نہ گلشن ہو اس سے خوش اسلوب | سوسن و کاسنی و نافرمان | ہین اسی رنگ پر جلوہ کنان
باغ کو ہی بہاران سب سے | لالہ ہی داغدار ان سب سے | کہہ فسونگر یہہ بیدل قصہ | سوی بہرام سا یہہ القصہ

گلزار ساتوان تشریف لیجانا بہرام کا روز پنجشنبہ صندلی محل مین اور عیش ونشاط کرنا لیل ونہار نازنین عربی کو لیکر بغل مین ۵

پنجشنبہ کی صبح نور افزا | مہر خورشید ہوئی جو صندل سا | شاہ بہرام نی بصد تعجیل | کر قبائی بنفشہ گون تبدیل
مشتری وار صندلی پوشاک | کی بسر اس نے بیاد ایزد پاک | باہمہ جاہ و سطوت شاہی | صندلی قصر کو ہوا راہی
ساعت مشتری مین [illegible] | آگیا تخت صندلی پہ جلوہ گر | عربی بت وہ شوخ علامہ | صندلی رنگ و صندلی جامہ
مشتری طلعت اور زہرہ جبین | شکل مہ تہی جو اوسکا نمکین | آئی جون مہر جلوہ آرا ہو | کر کی تسلیم شاہ دوران کو
بیٹھی اسناز سی وہ ماہ لقا | کہ ہوا شاہ مشتری اوسکا | دلکو شہ کی جو شادمانی آئی | کشتی بادہ نی روانی پائی
روبرو شہ کی شام تک مہ چہر | جام گردان رہی بصورت مہر | جب ہوا جام آفتاب نگون | ڈہل گیا رنگ بادۂ گلگون
دن کو پیش آیا شب سے روز سیاہ | رات روشن ہوئی بجلوۂ ماہ | چشم سقی لگا کی سرمۂ شب | چہوڑا دنیا کہکشاں سی عجب
سرمہ گیں چشم جب ہوئی مہ کی | میل تا میل روشنی پہیلی | شاہ بہرام کو ہوا منظور | دورہ سر کو کری خمار کی دور
پیکی اک جام آیا خلوت مین | تا کٹی رات خواب راحت مین





سامری کیش جادوی گفتار
سحر تقریر شوخ جادو کار
ہوتی ماموریون کہ اب لخواہ
پڑہ کی افسون خواب بند نگاہ

خواب بند ایسی داستان سنائے
جس سے آنکہون مین نیند شہ کی آئے
شاہ بہرام کا یہی ارشاد
باادب بولی ہو کی وہ مہ نہاد

ہووین تسخیر تیری جن و ملک
اور رہی رام نت یہہ نیلو فلک
ماہ داغی غلام ہو تیرا
شیر گردون بہی رام ہو تیرا

ہووی سرکش اگر عدوی شنک
کہا ہی وہ دست غیب سے جنک
رہ عدو بند اور دست نواز
ہو سر سروران پہ سرافراز

لایق گوش خسروی ای ورای
گوہر داستان کہانسی لائے
کہ کرون داستان تراشی مین
تو کرون سامعہ خراشی مین

کیا مین کچھ زبان کرون تقریر
پر تیری امر سی نہین جو گزیر
کہتی دل گو کہ خوف کہتا ہی
پر یہون کہتی جو کچہہ آتا ہی

قصہ کہنا اوس صنم جادو تقریر کا اور رنگین کرنا اس داستان دلپذیر کا

یون سنا ہی کہ در زمان کہن
بادشہ ایک تہا ملک یمن

ذات سی اوسکی خلق کو تہا چین
تہا رشید اوسکا ایک نور العین
ہوشمند و شجاع و با تدبیر
نوجوان سن مین اور بدر منیر

صاحب غیرت و حیا و وقار
رحم دل بردبار نیک شعار
چرخ بدر رام رام تہا اوسکا
نام نامی بہی رام تہا اوسکا

سولہ یا سترہ برس کا سن
غرض وہ تہی جوانیکی تہی دن
تہا ابہی طفل وہ جوان و لیت
کر گئی تہی جو اوسکی مان رحلت

دوسری تہی جو بانوی سلطان
تہا یہہ کہتا اوسی کو جاوسی مان
ایکدن اتفاق ایسا ہوا
بی محل وہ محل سرا مین گیا

دیکہی کیا بانوی شہ ذیجاہ
ہیکلی دست و بغل و زیر ہی
پہن چہپر کہٹ مین وہ ہم آغوش
سینہ بہ سینہ اور گوش بگوش

دیکہہ یہہ حال پچہلے پاؤن ہٹا
پیچ اور تاب جیسے سن کہاتا
دیکہتی ہی اسی گئی وہ سہم
بیٹہا دونون کی دلمین نا گہہ وہم

کہ یہہ لڑکا عجب گل رای
یہہ نہ ہوشہ سی ہو سخن آرای
گر بہنک شہ کی کان مین پہر پڑی
جیتا رہنی نہ دیگا ایک گہڑی

بنش بندی کچہہ ایسی سی کیجی
کہ اسی کو تمام کر دیجی
کرنی شہ سی نہ پائی غمازی
کہ کرین ایسی ہم فسون سازی

اپنی سر پر سی یہہ بلا ٹل جای
بلا آفت اوسکی سر آئی
رکہتی ایسا ہی اسکی سر بہتان
سر ہی لی بن سکی کاٹ جو سلطان

مشورہ کا ٹہہ کہ یہہ او تدبیر
آیا باہر وزیر پیر پسر
اتنی مین قہرمان بعز و جلال
آیا دولت سرا مین جو اقبال

یار وشہ ہوی جو مکر زبان
لائی وہ روپ جسکا ہی نہ بیان
آتی خسرو کو دیکہہ وہ مکار
آنسو بہر لائی آنکہون مین یکبار

نوچ کر گال اور گہسوٹ کی بال
کر دیا پیٹ پیٹ پہر الال
نکڑی کر کیڑی اور گریبان پہاڑ
گر پڑی بس مین یہہ کہا کی بچہاڑ

وانچی دہجی کی کرتی اور انچا
چوڑیان توڑ تہہ کو پہینک دیا
گر دو تہاڑ زمین پہ ماری ہی
ہای اور وای کہ بگاڑ ہی

پیٹتی تہی کبہی تو سینہ و سر
کہو ستی تہی کبہی یہہ کہہ کہہ کر
مر یو نا شاد و میرا دیتی
اوٹہیو دنیا سی شکل باد بچی

تیر کلیجا ٹہونستی جی مین انکا
لگیو شیطان کا تجہی ہی ہکا
ای تیری خاک مین جوانی بنا او
مر مٹی تو مین ہی پہنچی کہان تو

آگئی سچکو کڑی کمانکا تیر
ہوشنانہ اجل کا تو بی پہیر
نازنین کا یہہ دیکہہ حال زبون
بسکہ تہا دل آشنا سی شیفتہ مفتون

بہہ پہنکر آنسو اور گلی ہچکی
خاک وہ رخون پی ملی سو بہر
پوچہا کچہہ کہ تو کیا حقیقت ہی
بولی کیا ایسی نہ یہ آفت ہی

جو بنائی ہی تو نی یہہ حالت
اور بگاڑی ہی چاندسی صورت
بولی وہ لینی لینی آنسو بہا
تجہ سی ٹہن ٹہنا پکڑ ماتہا

آسمان سی نہ برسین کیون پتہر
جاہی جیتا ہو یان سی بہتر
ہای اس وہ سر پہ سی پہٹکی
بیٹا لی مانگی رات مین جہٹکی

شعلہ شہہ تیکا مانیہ جو مارے
کیون نہ برسین فلک سے انگار
سوتی تہی مین پلنگ پہ بیہوش
بیجہا آن اپنا کہول آغوش

ہاتھہ ہندا زار سپرٹرا لا
بھاگ کر بیچ گیا جوانا مرگ
ہی ستم جسکو پالا چہاتی پر
کاٹتوں دانتوں سی ٹوٹیاں کرنا تن وہ
ابہی وس سینہ کو کردی چاک
آنکہین اوسکی نکال کر بہی دی
زہر ورنہ منگا کی کہاتی ہون
سنکی یہہ بات شہ کی ڈر گئی ہوش
مار ڈالون اگر تو ہون بدنام
ماجرا سب کہا وزیر سے آ
بیٹی آگی ہی یہہ سنتی تہی جب
جو جو باتو نسی ہندہ ہی اگا
ذبح بی تیغ ہی تو کر ڈالو
ہوتا فرزند اگر میرا ایسا
الغرض کیا کہون کہ شہزادہ
بولا باتین کچھہ ایسی وہ گہونا
روبرو میری اٹھ وہ آوی
سنکی یہہ حکم وہ سعادتمند
جان حکم پدر کو حکم خدا
صورت مہر بادل پر سوز
پانچو وقت انکو پہر تو شکل نسیم
لیک یہہ طرفہ بات ہی کہ ذرا
اتفاق ایکروز ایسا ہوا
رام کی تہا جو سینہ مین ناصور
یار شہ جہان پارسی آگاہ
نام جسکا ابو سعید انجن ہے
مرہم آنکہو نمین وہ لگا کر تہ

چاہا اپنا کری وہ مونہہ کالا
ورنہ چکہتا مزا جوانا مرگ
وہ نوازی بہر انکا اوپر
بس چلی تو موئی کو کچا کہا و
زندگی ہی وگرنہ مجہہ پر شاق
تا ملون اپنی تلووں تلی نیچی
ڈوبی کو کو بین مین جانی تھوا
کانپا وہ تہا دل بہی اپنا کہا کر جو شرر
اور نہ ماروں تو آئی کب آرام
اوربہ چہاستا دون اسکی گیا
کیا کہون ہی نکفتہ یہہ بہتر
گر سماعت مین پہونچین تکی وہ
سانپ کب آستین مین پالو
گاڑ دیتا زمین مین جیتا
فتنہ سازی برا یہ ہی آمادہ
کہ ہوا شاہ کا غضب وہ نا
روسیہ مجکو مونہہ نہ دکہلاوے
کر کی چون چرا سی لب کو بند
بان رخصت کا لیکی غم کہاتا
کوہ دہا مون نور تہا یہ روز
شستشو جہت مین تہی سیف اقلیم
جو ہر اک کا نہ دوسرے یہ کہلا
شغل تہا انکو بادہ خوار کا
اندر اندر یہ پہونچ گیا تہا دو
چارہ گر تینوں یون تلو دکہلا
خاصیت نام ہی کی وسن ہے
کر عدو سی جو جاہی جا کر تو

چونک کر مینی ایک رہی لات
مان تو ہون گو نہین اوسی مین حجے
دی نہ اولاد ایسی حق تعالی
ایڑی چوٹی یہ سی او ستی وارثن
کر کی مونہہ کالا اور گدہی سوار
کچھہ نہ کچھہ دی غرض او تہی سزا
دی تو اوس نا سزا کو جلد سزا
ورنہ ہاتہو نسی سینی کو کوٹا
سانپ کی شکل کہانا پیچ وتاب
سنکی یہہ بات سر کو کر کی نگون
شاہزادی کی میری تین اطوار
آئی سجر غضب بہ طغیانی
ہی جگر کو تنہ آنکا وہ تو یہ
دیکہتا ہون جو خوب کر کی نظر
خیر خواہی سے مین کیا آگاہ
بی تامل دیا یہہ جہٹ فرمان
لی گیا خود وزیر یہہ پیغام
سمجہا کس جا سی ہی اوٹہا عیبا
جہٹ قلم وسی باپ کی گریبان
حالت رہ نور دیدین یکبار
سالہا گو شریک شادی و غم
یعنی ہی کیا ہنر کسی معلوم
جب ہوا کچھہ سرور انہین حاصل
می کی بیتی ہی وہ لگا کہنی
ایک بولا کہ ای ستم دیدہ
اپنی آنکہو نمین جو ذرا سا لگا
انجن آنکہو نمین وہ لگی ذرا

بہاگا تب خوف کہا کی وہ بدذات
ہووی پیوند خاک نا شدنی
مادر آزار اور پدر بیزار
ہو نہ پانی جہان وہان مارن و
شہر سی دی نکال بس یکبار
تو کلیجہ ہو ٹک مرا ٹھنڈا
کاٹتی ہون وگرنہ اپنا گلا
بولا ہی ہی غضب کیا تو ٹوٹا
آیا دیوان خاص مین بیٹہا
بولا وہ دشمن نہانی یون
بد نظر آتی ہین شہ ابرار
قہر کیا ڈہا ہی قہر سلطانی
کہتا کچھہ پہونچتا نہین مجکو
بد نظر اوسکے آتی ہین تیور
خیر ہی وہ جو ہووی مرضی شاہ
کہ کرو شہر سی برا سی آگ
اور شہزادی کو دیا اعلام
بہڑکی آتش کہانسی ہی یکبار
سر جہکا جیون قلم ہوا وہ اون
ہو گئی تین شخص اوس سی جدا
تہی یہہ چارہ کہ انکہلی ملی باہم
بی ہنر کو شناسی طالع شوم
تیکا جیون بادہ پہر تو راز دل
یعنی یہہ درد دل لگا کہنی
سرمہ رکہتا ہون وہ پسندیدہ
سکو دیکہی وہ اور نظر وہ آئی
جس جگہہ جا ہی لی حجاب دراز

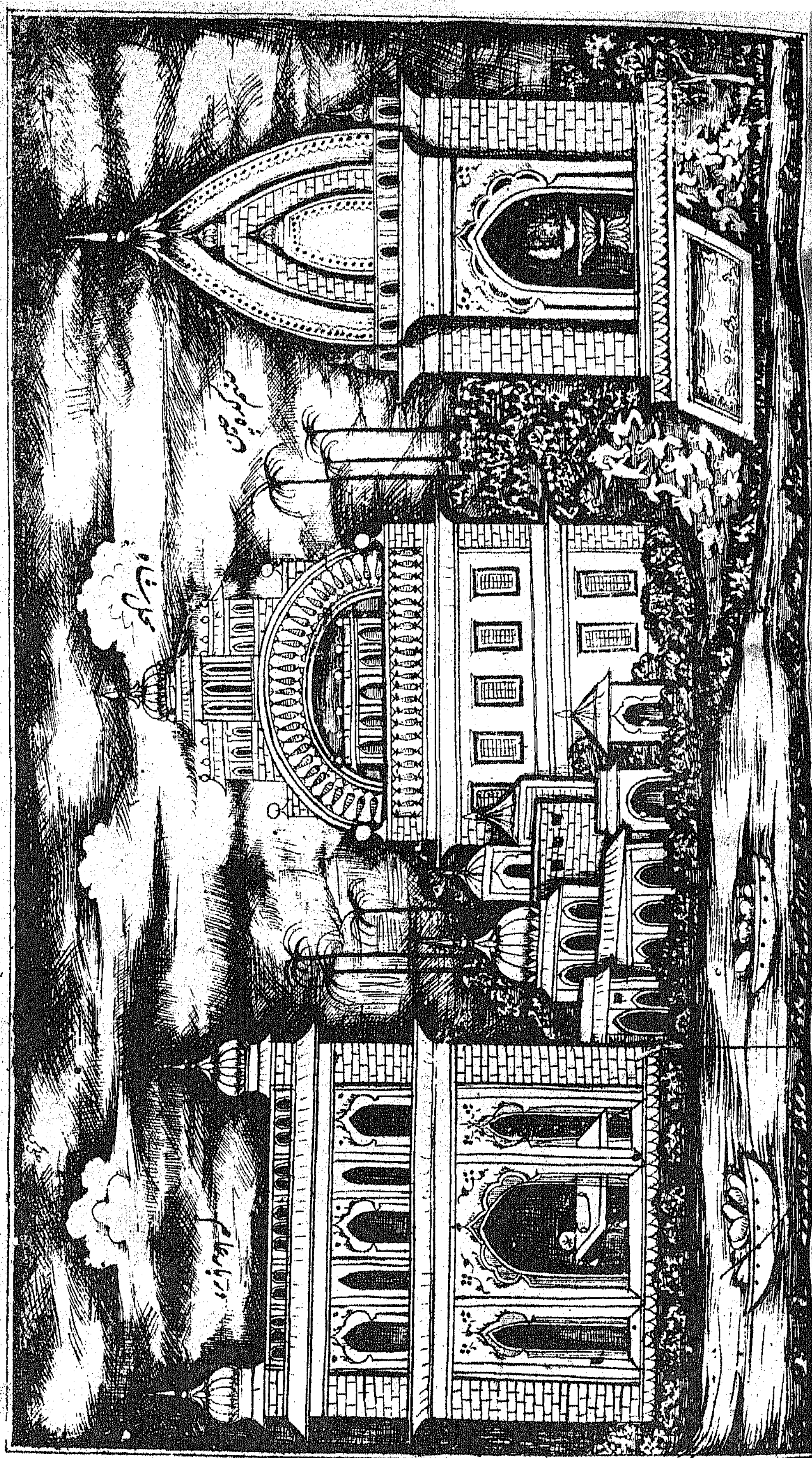
بخشی آنکھونکو جب وہ سرمہ نور
کہ یک سیہ پا بتہ اور سرمہ لگا
الغرض ہو چشم منت کش
پڑہکی چپکی سی چاہون جسکی شین
سیکہہ لے مجہہ سی یار وہ منتر
منتر او سنی پڑہا جو رام کے نام
اوسنی بیچارہ وہ کہا کی منتر
گر کری محنت سفر تو قبول
مصر مین ایک ہی مکان طلسم
ہین جو نقش و نگار رنگارنگ
اپنی نخواہ تا اک ایک پیکر
ولین اپنی نویا سن جب لاوی
نقشہ لی موم مین جب اوسکا اوتار
باہر آکر کہلی گا اوسکا بہید
سنکے یہہ رام کو لگی چٹیک
بہائیوں سی وداع ہوکر رام
تہی ہر ایک شکل گو وہانپہ عجب
ہکے ایسی مانند ہی پر اوسیر
رام نی لیکے موم و لیا ہی
جسکا سر جہانہوا و رسو تہے بہا
آکی ہیبت مین رام نی پوچھا
موم جسکو کیا ہی تیہہ سی
تو نجہی دیکہی کہا مین سر تیمن
جو کسی کے نہ وہم مین آدی

گریہ وہ دو سی تو رہنا دور
مرد بینا نظر سے اوسکی چہپا
رام کو بخشا سرمۂ بینش
تا قیامت سو لار کہو ہین نہین
پہر عدو سی سلوک چاہ سو کہ
نقش قالین سا سو گیا بس رام
دو لتو اوسکو سکہا دئی منتر
ایک برس بعد ہو تجہی وہ حصول
بت ہین پتہر کی اوسمین قسم بہ قسم
زیر نقش ہی نہان نیک
بیٹھی ہاو سیر گرا کر اپنی نظر
بخدا بت سے وہ نہ پہر جاو
موم ہی سنکدل وہ تپیہ یار
یعنی ہی نقش موم مین پایا بہید
نہ لگی تا سحر پلک سی پلک
یوسف آسا چلا بمصر رام
دیکہہ ہر ایک نقش دیو عجیب
ہوگیا بت سا جو وہ کوہ پتہر
ایک پتلا بنا لیا جلدی
ہاتہہ شمشیر اور قد جون تاڑ
کون ہی تو کہڑی ہی کیون اسسر جا
ہو نہین وہ ہی سن تجہی اسیان کر
تیسرا کوئی دیکہنے کا نہین
دو کرو نہین اگر تو فرماو

رام بولا ہی دیر کیا پہر دی
وہ ہو کی پہر سر سہ ہو گیا ظاہر
دوسرا بولا وٹہا ہین جاہوں تون
جب تلک دو سرا افسون پڑہون
رام بولا کہ دی بتا افسون
پڑہ کی افسون دوسرا ایکبار
تیسری نی کہا کہ یار عزیز
اوسکا دیتا پتا ہو ن تجکو بتا
ہر دو در رام کے ہی یان تمثال
کوئی جو چاہی کہ ہو طلسم کشا
وہان بیٹھا رہی یو ہین بتمثال
اوسکے ہنستی ہی وہ بہرحق
موم سا کر چکی اسی جب وو
پای نقشہ اگر وہ تو بیکس
صبحدم جب عزیز مہر نہا
قطع کرتا ہوا صعوبت راہ
دلمین تہا دیو پاس گہو بیٹھا
بعد یکسان جب ہنسی تمثال
کر کی نقشہ درست خاطر خواہ
صورتا ایسی ڈر او لی آیا
پہاڑ سا اوسنی اپنا منہ کہولا
مین تیرا بندہ اور تو صاحب
کام دشوار جو ہو عالم مین
رام بولا کہ یہ یہ دیر سی کیا

بولا کر صبر وو تکا آنکہو تسی
ہوئی حیرت سی گم جو تہی حاضر
خواب بندی کا ایسا ہی افسون
مردہ سا بس پڑا رہی وہ کہون
بولا دم لے ذرا بتاتا ہون
کر دیا بل مین رام کو بیدار
ہی جو مجہہ پاس دو رہی وہ چشم
آپ اوس جا پہ جا کی تو لی آ
دیو عفریت کی ہی مین اوسکا
یعنی اوس نقشی سے مفادی کیا
خندہ زن تا کہ ہو نہ وہ تمثال
لی بنا ویسی موم کی صورت
باہر آئی نکل وہ لی اوسکو
کامیابی کو ہو وہ تیر کمان
شب کی دریای نیل سے نکلا
پہونچا اوسکی مین وہ ناگاہ
بیخطر اوسکے پاس وہ بیٹھا
قہقہہ مارا وہ دانت نکال
باہر آ دیکہا ایک دیو سیاہ
زہرہ بس تیکہتی ہی جو بہاگ جائی
شرم ہو سخت دل وہ یون لایا
اب ہو نکا حضور سی غائب
اوسکو آسان کرو نہین کہ دم مین
دی وطن مین مجہی ابہی پہونچا





کھول آغوش کہہ کی کابڑی پر
بولا کہول آنکہہ کی جواو نسطر
صبح ما راجو برسر تا ہید
آکی دیوان عام مین یکبار
آیا حسدم وزیر گردن کشر
دیو نی ایسی ہی خبر لی ایک دہول
سر پہرانی کی ساتہہ ہی جہبین
نہ ابہی تہی او ٹہانی جو دی جہٹر
کوئی او دوہر دوڑا کوئی ایدہر آیا
دیکہہ یہہ حال سب ہوئی حیران
پیر نہ موقوف تہی ہم و سر خشک
کوئی انگشت بہ دندان تہا
دہول حسدم وزیر تہا کہتا
کوئی ٹہتا کوئی ہنسی کہڑی پیٹ
چاند ہوتی ہی ایک کی کنجی
غیب سے لگتا ہی وہ سر نیچا
تاک کر چاند کہجلیا بید ڈول
دیکہہ یہہ سانگ خلق بازار
دوڑتے چلتے ساتہہ خلقت تہی
یون ہین داخل حرم میں ہوا
سر کو بالین پہ رکہہ ہوا جو دراز
کہانی پہ آہ جو نہی ڈالا ہاتہہ
آہا ما کہانے کے پہونچی تب نوبت
دہول ہیہات ایسی تہا جہڑتا
لب ہلانی پہ لگتا تہا لپٹ
گننے کی گرگئین تو ہو وشتاب
پیٹتا جا کی گر برای بول

دیو بولا کہ بند آنکہین کر
دیکہا تو ہی کہڑا بشہر بدر
دیو گردون لی نیچہ خورشید
بولا یون دیو سے کہ رہ ہشیار
سر پہ از باد کبر جون آتش
کہ خطا ہو کیا وزیر کا بول
لگ گئی اور ایک سر پہ دہب
دیو نی پہر سے بارہ ایک جہکڑ
بی ادب پر وہ نظر آیا
دوست غمگین اور عدو شادان
دیکہہ یہہ حال ہر کوئی تہا دنگ
کوئی گریان تہا کوئی خندان تہا
شرم سی تہا زمین پہ گڑ جاتا
ہنستے ہنستے گیا تہا کوئی لٹ
سوجہتی کسطرح ہی سجہکو نہ سی
کہ ہوا جاتی ہی جو سر گنجا
پٹ سے پہر چڑہ دیو نی اک دہول
گرد ہوئی پالکی کی آسا کے
سخت رسوائی اور فضیحت تہی
تب جڑا اور پیچہی سے ایک
پہیر آئی ہلاتے سے آواز
کہا یاو ہین طمانچہ اوسکی ساتہہ
مار کہانی سی جب ملی فرصت
مونہہ سی لقمہ تہا جو نکل پڑتا
مونہہ پہرانی کی ساتہہ تہا تہپڑ
پڑتے اکدم مین تہین وہان ناچار
آگی اوس کے بیٹہتی تہی دہول

رام سے کرین اپنی آنکہین بند
لے کرایہ مکان اک محفوظ
رام دی آنکہو تمہین الوپ انجن
یعنی جسکو کرون اشارہ ہین
کج رکہی فرق پر کلاہ غرور
ہو گی حیران اور پہر گردن
گر پڑی سر سے کلاہ ایوای
دوڑی مردم یہہ دیکہہ بوالعجبی
ہی ستم پڑنے پہر لگی شپ شپ
چہپتا پہرتا تہا گو ادہر اودہر
ایک ہنسی ایک کہہ عجب تہا حال
پڑتی تہی جون جن دیو الیس پر سی
دیکہہ کر لوگ خجلت دستور
کوئی کہتا کسی نے غصہ کر
دیکہا جب یہہ وزیر نے تہا بت
گہر کی جانیکا قصد کر یکبار
اوسنی دیکہا نہ پیچہا نہ آگا
ٹوٹے تہی خندہ زن ادہر اودہر
گہر مین آکر کہا جو رہین قدم
جا پڑہا کوٹہری مین ہو مضطر
مارتا جب وہ دہول پنجہ ہمار
کہتا جسوقت لٹو پیر اتہا
کہتا تا کیو نکر مر عقرا و جلاؤ
بیٹہتی اٹہتے لات ملی تہی
لیتا کروٹ تو آکی لگتا دھڑ
ایکدو تین چار پانچ چہ سات
گنتی کی بہی نہ انہ فرصت تہی

اور یہ پہر دیونی کس اک محند
رات بہر وہان تا بہ ہر چون مخطوط
اور رلی ساتہہ دیو روتین
خوب ہی ہو لیا نا اوسکی تنہر
صبح یکو ختم ہوا جو شہ کی حضور
دیکہا یعنی ہی کون سیلی زن
جہک کی جاتا زمین پہ تہا لٹنے
یعنی کی کستی ایسے بے ادبی
دہول پر دہول ورپئے پیہم
سر کہجاتا ہوا برہنہ سر
کوئی ہنستا تہا ہو دم بدم
کہتی تہی لوگ الامان لاحول
ٹل کے جاتی رہی تہی پاس سے
ہنس نہ اتنا خدا کی قہر سے ڈر
کہ نہین جیکنو نسی بات تو سچا
جون ہوا آکی پالکی مین سوار
دہولین کہاتا غرضکہ گہر تہا کا
ساتہہ شیطان کا تہا اک لشکر
بیٹہی ایک ٹسی اور سر پر ہم
پہ جگر تک لات ہی لگی سر پر
کرتا یہہ چیخ چیخ تو بہ دہاڑ
کہا تا او سکے عوض تہپڑ اتہا
پیٹ تو پہر رہا تہا جو تی پلاؤ
چلتے او سے پہر لیا ڈگی تہی
پیچہہ سے کے پہر تے ہی جڑتا تک
آٹہہ نو دس تک تو تہی اک گن
وہان ہی کرتا تہا جادہ کے اوکہ

ایسی لگتین تہین جیسکے دین پانچ
پاتا بیت الخلا مین بہی تہا گزند
خوب جب سکا باد بند ہوا
ہوتی موقوف اب نہین بجہم
بیکلی یہ شاہ نی کہا یارب
سوجہی آخر کہ کیجی کچہہ تدبیر
سوجہ یہہ بات بس یا فرمان
جو کوئی یہہ بلا کرے گا دور
دینی جون جون پلیتہ اور دہو
ہوتی تہی تو وہ تگنی دن رات
ہوتا شیطان مارتا کر دہول
ہوگی عاجز گئی سب افسونگر
روپ ستر برس کے بڑہیا کا
باندہ سر پر عصا بہ صندل کو
دو نو پاؤن مین پہن کر جراب
داہنی ہاتہ مین پکڑ لاٹہی
ضعف سی کرکی مثل اپنی جوا [illegible]
ہی جہاندیدہ تیری مادر پیر
لاکہون جنگ کی ہین خستہ حال
لاکہون بہوت اور بلائین مارے
کچہہ روپی پیسی کا نہین لالچ
اوسنی بولا یہہ بہر کے آہ دم
ایک بہری تین تکمہ رسوا
یہی ڈری کہ داغ بہی کہا ان
اسکی ہر بیرنی سو کی اظہار
ہانگی جاتی نہین مین کہو جاکر
مولین پڑتی تہین سطر [illegible]

ہیلا کر نکل پڑی تہی کلی جج
ہگنی مٹنی غرض ہوئی تہی بند
ماجرا کو تس شاہ تک پہونچا
لب پہ پہونچا وزیر کا بہی دم
کیا ہی یہ بہید سری کیا ناز
ہوگا بہتنا کوئی خبیث شریر
ہو منادی یہہ شہر کی در در
مال و زر پاکے ہوگا سرور
دہوم پڑتی تہین شی غضب دوی
اہل تکسیر کرتی تہی حضرات
فائدہ کرتی تب تو کچہہ لاحول
نہ چلا ایک کا بہی کوئی منتر
کیا ہی پیدا اوس جن نی جہا اپنے کیا
موئی سر کو چہپا لیا بہون
بن گیا کوزہ پشت پہر و شتاب
دوسری ہاتہ سی کمر پکڑی
ٹکتا ٹکتا گیا وزیر کی پاس
اب جو تجہ سے بتائی کر تدبیر
دہوپ مین مین نہین بچائی بال
اور ٹہہی جن بہتا دیا نچار
رحم کہاتی ہون تجہ پہ جاتی ہے جی
کرجو جی چاہی میری مادر پیر
داغ جو تیرہ داغ سر پہ مثال
اور نہ اس سے نجات پہر پاوے
گرنہ کر آگے اب ہی تو مختار
مونڈیوا و لٹی اوستری سے
ناک مین دم تہا اور جینا شاق

اکو نہ کر سطرح سے وہ کہتا
آگی گہونسا وہ جب لگاتا تہا
کہ نظر پڑتا وہ نہین گستاخ
دہول دہپی سی نوبت اب گذری
ڈرتی تیری غضب سے بار خدا
دہونی دیوین سے گے جب جلا کر سپند
دیو جن بہوت جسکو آتی افسونا
سن کے یہ حکم شاہ الحاصل
لاکہون تعویذ کو جلا نی گئی
جب پلیتہ کوئی جلاتا تہا
اپنی سی کی ہر ایک نی تدبیر
دیکہکر رام سب کا عجز و نیاز
خوب باریک پیس کر صندل
صندلی چادر اوڑہ تا سر
لاٹہی صندل کی ٹیکتا لرزان
تکرسی سر کتین ہلاتا ہوا
دی دعا اسطرح کہ اپنی بیا
عمر اسی کام مین ہوئی ہی صرف
نام سی میرے بہاگتا ہی بہوت
واری جاؤن یہ کیا بڑا ہی کام
یہ نجات اس بلا سی تب پاوے
جانکر اپنا میری تئین فرزند
جاہ تو ایک داغ دی یا دو
بولی بڑہیا کہ ہو نہین چارہ
شرط ہی تجہے ہوتی یہ کرتی
زندگانی سی تہا زیس کہ تنگ
رام کے آگی گوشہ مین بس جا

مکّا او برسے اگی تہا لگتا
گوزی باد وسکی تین بند تہا
آتی ہی پر صدا پٹاخ پٹلخ
پٹتی ہی لات جوتی اور مکی
نہ پڑی سایہ اور ریہ اوسکا
بہاگنی کا کہ جلا جلا وہ پلید
گہر وہ جاوے وزیر کے یکبار
دوڑی اس بات کی جو تہی عامل
اور منتر بہت پڑہا ہی گیی
دیو جل جل کے دہپ لگاتا تہا
گہر سی نکلا نہ دیو کلو ابیر
آپ عامل بنا وہ افسون ساز
جہریان ڈالین جہری پر ململ
صندلی برقع لی لیا منہ پہ
تیر قامت کو کر بشکل کمان
کانپتا اور تہر تہراتا ہوا
دوکہ ندی تیری دشمنو کو خدا
بال اسی فن مین کر دئی ہین سپید
سیر بصورت سی جن بتی پہ [illegible]
دور کردو گی دکہہ تمام
چہڑ دون جو داغ تو کہاو
کر اس آفت کے بہجی دور گزند
تیر کو پر خبیث اس کی ہو
کیا پڑی ہی کہ ہو گی پردہ
پائی دہو لونسی گر نجات
سر کہجانی نہ دیتے تہی جنگ
کہول کر گانڈ پیر گیا اوندہا

رام عیار گوگل اور سینہ ور
دیتے تھے سلوٹ سے کرکے سلوک
اسکو داغی غلام کر اسٹول
یہہ سمجھا کہ داغ مین ہی غا
ایکدودن جو خیر سے گذری
کر دیا مال و زر سے اوسکو غنی
کرکے مختار اور سونپ کی گہر
دیکھ جنکو ملک ہوون دیوانے
رام وہ دیکھ یس پیچانہ
سر ہہ گو نہ تا جب جہان وشن
دلمین حیران ہر ایک اپنی نگاہ
کوئی کچھہ اپنی دلمین کرتی فہم
کوئی زنانی کوئی دوگانا تہی
کانا پہوسی لگی ہم ہونے
گذری میری پہ تو یہہ حالت
کبھی اوس سے یہہ اپنا ماتہا کوٹ
مین نہ بچتی تو تھی ابہی مجھے
ہی ہوا تو تو کہیں کہا ئی تہی
تہا غرض محرمون مین یہہ چرچا
کہ یہہ کیا آفت آئی اس گہر پہ
آپ صورت نہین ہے دکھلاتا
بیٹھو یا ٹملو کوئی ہی ہی
بولا یا تب یہہ کیا غضب ٹوٹا
گر پڑا جا کی پشت یا در پہ
تب یہہ آتا ہی جو ابہین جی جان
اسکی تدبیر ہی مین جانون بتہ
جسکی گہر آگری وہ رخنہ گری

لگی سفر پیرا اور دیکھی بجور
کہہ کے چھوکا نہ دین دیا بیٹھ
کہہ دیا دیو نے مار اب ہول
داغ یہہ اور داغ ہوگا
کہ نہ دہول اور نہ طمانچی لگی
یہہ بیٹھا اور زبان وہ بنی
کار فرما کیا اوسی سب پہ
صدقی اوس گہر پہ سو پہچانا
ہو گیا ہر پری پہ دیوانہ
دیکھی انکہون مین یہہ اوب انجمن
کہ یہہ ہی یا الٰہی کیا اسرار
کوئی کرتی خیال و خواب کا وہم
ایک کی دوسری یگانا تھی
ایک کی آگی دوسری آرو
منہ سی ایک تہی گئی آگ
جو یہہ بنا گیا مجہی ہی لوٹ
کردی منہ اونی میری بچ گئی
میری تو پینگ بہی نہین تہو کبھی
کہتے غیرت سی تہا حجاب آتا
گہر کی مالک کو بہی تو کبہی خبر
لیک ہتہیار ہی نظر آتا
جھوڑتا نہین مواف ہی
بند کہر کا یہہ اب کو ڈبتا
کہ کبھی ہی ہو اسکی کچھ تدبیر
آدمی تہی کوئی دیو تھا
یا دی ہی اسکا بہی مجھی افسون
کردی در پردہ ہوا ن شعلی

کچھ لگا پڑہنی جہوٹ موٹ افسون
کرکی دو پیسی لال انگارے
داغ کی ساتھ ہو تین جو دلبر انہ
بس سی داغ سی نہین فراغ
راس آئی جو داغ کی تدبیر
لی گیا پہر زنانی مین مجرم
گہر تہا تہا وہ رشک خلد برین
کم سی کم وہانپہ پانچ سو سہا
بند کر انکہہ بس بچا دی لو
ونکو جس سر جبین کو رکہتا تا
جسپہ حالت یہہ تہی گذر جاتی
گذری جسوقت یہہ باری
ایک کی اکث ایک تہی محرم
کہ یہہ کیا ٹہری ہو امیری
کوئی نگوڑا نظر نہ آتا تہا
مجہہ نگوڑی کو نہی چہو ہا
کیا مین جانون کہ ہوئی کیسا مرد
نخرہ ہی کرتی ہی عبیلو تو جہوٹ
پر نیان شب کی جب ہوئی تارہ
کونسا نقب زن ہی یہہ چالاک
سخت پیر تم ہی ہوا کشر
پہنچی جب بات یہہ وزیر کان
کیونکہ ان دیکہا جو ریگزار جا
ما در رخنہ کرتی تب یہہ کہا
دیکھی وہ سر تہ سلیمانی
جو کی ہر ریشہ شب کو دی بہلا
جب ہوا ن اوسکے انکہہ میں بچا

اور پڑا تہا وہ جب نہ ہو کون
رکہہ دی جو تر و پہ یکبارے
پہول بیٹہا وزیر جو سنید
داغ دیگا یہہ پہر داغ پہ داغ
ہو کی ممنون لطف بادشہ
اور کیا اپنا رازدان محرم
تہین پری چہرہ ماہ و خوش جمال
پی بیان باندیان تہین ماہ لقا
گر پڑا دیکہہ یار سایہ بوٹ
ڈولیا تا تب اوسکو جابیا
کہتے وہ دو پری سی شرماتی
ہوتی باہم لگی سخن سازی
دیکہہ سکہہ اپنا یہہ تہین باہم
کہہ تو ہی پست خیر سی سری
نیولا بل مین آتا جاتا تہا
یہہ غضب مجہہ پہ بہی تو ڈالا پای
ہی میری پیٹ مین ابہی تک درد
ہی ہائی میری کمر کتی پروٹ
پر بلا بولین تب تو یکبار
پہنچی ہی جہید ہی مبارک
آگی چڑہ بیٹہتا ہی جب اوپر
ماری سر پر دو ہنٹر ایک اوسان
اسکی تدبیر کیا کرون ائی
بھید سمجھی مین اسکا ہی ٹہتا
بیش کہتا ہی اکی پنہانی
مستعد ہی بہی نازنین پر جا
سر مہ ہوجائیگا دہوان اسکا

سحر اوڑتی ہی آئیگا وہ نظر
ایک پکڑین جو لوگ اوسکی تیغ زن
چاشنی ہم کی تہی وزیر کو یاد
تہی حجرے کی درمیان تنہا
آتش بہر جب گئی بجہلا
حجرہ اسمان کری گرد و
رہی جسمین جاتہی دختر دستور
جل گئی اوس شمعدان کو چہوڑ ڈالا
دور لگتی ہی آتش آئی نکل
بلکہ چہرہ ہی ایسا تا بندہ
باندہ کر مشکین اور باہر لا
چہپی ہی آگی یونہی پسپن جب
دیو لگتے ہی کہینچ لی گردن
ہمنشین اور مصاحبان وزیر
دیکہا قصہ جو رام نی ایسا
رام نی اپنی کہول وٹ تا
رام نی پہر تو استرہ لیکر
چار ابرو کی دی صفائی بنا
جا چہپا اپنی حجرے کی اندر
تہا در روز کا ہو لعر خستگا
ہاں گی دیکہا تو گرد پیش وزیر
دیکہہ کر مردہ جیبلا شلغم سا
بہر کی آہ ایک نہ بیری یہہ کہا
کہول بیرا نکو وہ بیرحرفت
بولی ڈاہن وہ ماں کہ میری تیرہ
برنہ وہم اپنی دلمین کچہہ تو لا
تہی بلا جو سوا اس سر اسی لگے

باندہین مشکین پاسبان او کہہ
کیجو تو قصد نکلنی کا نہیں
بولا مین دیکہنے کا نہیں ناشاد
پٹہ رہتی افسوس ہونگی ہتی
کاجل انجم نی تب کالیکی دیا
تو کرہ درزد سہا مہو آپ سے لکو
آتشین چہرہ شکل شعلہ طور
مار ناوک دیا نشانا تور
اور گیا سر آنکہہ سے مین وہ ہل
جس سے ہاین مہر و ماہ شرمندہ
جا کی مردہ وزیر کو یہہ دیا
ماری جہنجلا کی ایسی ہی کہ رہے
اور کہا یون پکار دو نسی سخن
دوڑی غصے سے کہینچ کر شمشیر
خواب بندی کا جہٹ فسون وہ پڑہا
باندہ مین مشکین او نہوں کی وا او بیلا
رکہی ڈاڑہی نہ ایک کی مونہہ سے
کردیا ایک دو کا مونہہ کالا
پڑہیا بن سو رہا وہ فسونگر
صورت امروان سیم عذار
بیٹہی ہین حلقہ باندہ اطراف
رام زیر نقاب ہنستا تہا
کیا کہون مین نگفتہ بی یہہ پہلا
ہوگیا اسکو باندہ کر جنت
دیکہی ہین لاکہون مین جن اور بہوت
کی ہی تدبیر مین وہ پنڈت
انکی ڈاڑہی گئی بلا سی گئی

ناتہہ آیا نہ گروہ بدکردار
کیونکہ ڈرتی نہ دیو اگر جب
بولی یہہ سنیا کہ آج اپنی گہر
کہہ کی یہہ بات جا بپردہ راز
زہرہ لی پہنچی پاس مہر ماہ
رام نی بہی لگا اوپ انجمن
جا دو شاخ لیا لبس اوسکا اوتہا
کر چکا جب حصول یہہ مقصود
محو ہوتی ہی سرمہ کی یکبا
پاسبان تہی کمین جو بیٹہی
سنکی یہہ بسکہ وہ ہوا خوشحال
بہیجا تہنو نسی جہرہ با ہر
تکر وہ طمیں جلد باہر جاو
چاہا سر کاٹ ماری ڈالیں
خواب مین آگی یون ہراک گیا
باندہ لاتی تہی جو اوسی گہر سے
ہستی کے واسطے کے جہت بند
اسکی گردنین اوسکی ڈاڑہی تا نک
لیکی تیغ سحر کو جہنے جب
رام بہی آیا مونہہ پہ یہ فعل
منفعل سرنگون وہ تہی گریان
ضبط کر الغرض ہنسی کی تیز
شب تو جب سی تیری وہ ملعون
یہہ ظرافت مگر بہت کے بد
لیک ایسا ہنسو او ظریف
پہر نہ بہنکی گا یہان وہ اگر دیو
انکی ڈاڑہی کا تو نہ کہا کچہہ غم

چارہ کر ہونگی دیو کی ناچار
جہڑ دی لبس دیکہنے کی ساتہہ اسکی جب
مین ہی جانی نہین بیر دلبر
بیٹہا ایک حجرے مین وہ رخنہ ساز
تا جلا دیوی کہنکنا کی کاہ
اور لی ساتہہ جو سپاہی تنہا
اور شمعدان مین شمع جلا
کردیا شعلہ جو لی گہر پر دو
دیکہا ہی ایک جوان سبزہ رخسار
دیکہہ اسی جہٹ وہ حجرے مین بیٹہی
جا باغ رفیق سی جہانکر وہ نکال
اور دیا ایک انار کی اندر
کاٹ کر اوسکا سر ہان لے اوڑ
سر سی آقا کی یہہ بلا ٹالیں
گاڑ کر گردن کا جو یہہ شور کر
نیند گئی آپ کیا تماشا ہی
ڈاڑہی سو جہہ ایکطرف کے کردی جنت
گر کی القصہ اسطرح کا سوانگ
مونڈ ڈالی پکڑ کے گیسوی شب
رات کا پوچہنے وزیر سے حال
ڈاڑہی کی داغ سی جگر بریان
پوچہا پکڑ آ گیا وہ پایا کہ نہیں
ناتہہ آخر یا تہا وہ جیون بہوت
گر گیا بور سی بوڑ ہو نکو ادہر
مین نی دیکہا نہ کوئی دیو چہر
کچہہ چلیگا نہ اوسکا مکر و ریو
بنشیم از غایہای رندان گم

تیری تو گئی بلا بلا یون ٹل | آنبکی اکی یتیم پہر وہ نکل
سنکی یہہ بات ہوگیا خورسند | پہونچی پہر دیو سی بہی کچہہ گزند
رہ پڑا آبا جو گہر کا اندازہ | آرزو کہنہ پہر ہوئی تازہ
پہول نعمت کا جو ہوا وہ خصلت | ہوا ہمکاسہ ولی نعمت
پہر تنبیہہ کا ہوا عازم | کیونکہ تعزیر اوسکی تہی لازم
آن پہونچا وہان یہہ ام شتاب | تہی جہان دختر وزیر بخواب
جہٹ دیا لا کی اپنی گہر مین اوتار | گہر نہ تہا تہا بڑا حجرہ وہ حصار
لائی جب اوسکو یہہ کاشانہ | دیو خانہ ہوا پریخانہ
حسن مین تہی پری سے بہی بہتر | جان اوس پر پری نثار کری
دیکہہ چہرہ کی حور اوسکی چمک | شرم سی موبہہ چہپا ہی ابتک
تیغ غمزہ تہی ایک تو بران | سنگ سرمہ تہی پہ کہی سان
جب وہ ہوئی خواب ناز سی بیدار | آئی حیرت مین آئنہ رخسار
دیکہا بالین پہ اک جوان حسین | مہر رخسار او زہرہ جبین
چشم پر فتنہ غارت دل و جان | غمزہ یغما کن متاع توان
صاحب خانہ اوسکا دیکہہ ہراس | بولا جانی نہ دلمین کر وسواس
ڈر ہی آدم کو آدمی سے کیا | ای مین تیرے پہ جان و دلسی فدا
دور کردی ہراس آنکہین کہول | بیٹہہ اوٹہہ میری پاس ہنسی بول
میری ہمخوابہ ہو چکی ہی تو | جان شوہر مجہی اب ای گلرو
خوش ہوئی اور ڈر ہوا اوسکا دور | کہول دین بند نرگس مخمور
رام تہا حسن مین نپٹ یکتا | آگیا صاف اسپر دل اوسکا
دیکہتی ہی وہ چشم پر افسون | تہی تو لیلی یہ ہوگئی مجنون
نہ چہپایا نہ کہول کر آغوش | کردی ایک دو نوئی بر دوش
تیر ہتیار بسکہ رام کا تہا | موتی بیدہا ہوا وہ پہر بیدہا
کام دل سی فراغ حاصل کر | درفشان یون ہوئی وہ عشوہ گر
تہا شگفتہ جو راجکو ہر ایک | بیدہا دو بار ہائی رے بیباک
ہوگیا پارہ پردۂ عصمت | گہر سے نکلی تو کیا رہی عفت
گہر مین ہوگی میری جو صبح تلاش | ہوگا افسوس میرا پردہ فاش

بیٹیا مانگی ہنر سے تہا آگاہ | کہ یہہ علامۂ جہان [illegible]
گذری جب چند روز بی کہٹکے | کہ دیئی دیو نی نہ [illegible]
یعنی رہ بہو نا حرام نمک | دوڑا چکہنی کو خوان [illegible]
دیکہہ یہہ بیحیائی اوسکی رام | جام غیرت سی ہوگئی خون آشام
تہا وہ جس شب حریم شاہی مین | بیخطر مشتغل مناہی مین
کر کی نشتر سی اوسکو بیخود سا | لی اوڑا پشت دیو پر بٹہلا
رام رہتا تہا وہان یہہ تنہا | یا تہا وہ دیو اور غیر نہ تہا
اوس صنم سی پری کو کیا نسبت | حور کو تہی نہ مطلقاً نسبت
زیب و زینت سی تہا وہ حسن پری | ہو وہی دیو ای اوسکو دیکہہ پری
نرگس نیم مست وہ قاتل | جس سے ہر گوشہ مردمان بسمل
وہ نگہ شوخ جس سے لٹ جاوے | بجلی اوس دل جلی پہ ٹوٹ جاوے
نہ گہر اپنا نظر پڑا نہ پلنگ | اوڑ گیا دیکہہ رنگ یہہ بیرنگ
خانہ ویران کو ہزار نکار | گل رخسار رشک باغ و بہار
خائف از بسکہ ہوئی وہ مہ پارہ | کرلی جہٹ بند چشم نظارہ
آدمی ہون نہین مین آدم خوار | اور نہ ہون دیو ای پری رخسار
جام حیرت سی بادہ نوش ہی کیون | شکل تصویر کہہ خموش ہی کیون
سن مرا حال اور سنا اپنا | جان اب جان آشنا اپنا
نازنین سن یہہ نغز گفتاری | دلبری دیکہہ اور دلداری
خوف جاتا نہ کچہہ رہا دلکو | دلکی جانیکا ڈر ہوا پہر تو
عاشق زار وہ ہوئی اسکے | محو دیدار وہ ہوئی اوسکی
ایک دو نوکی ہوگئی جب دل | بسکہ تہا تیسرا نہ کوئی مخل
غنچہ کہلنے پہ اور بلبل مست | کردی منقار غنچہ مین پیوست
قطرۂ نیسان سے جب صدف گہری | موتی پیدا ہوئی پہر اوسمین تبہی
یعنی ای نوجوان زیبارو | ابتو سچ سچ بتا کہ کون ہی تو
پہر کہا تیرے خانمان سی دور | باپ سی دور اور مان سی دور
ہوگی بدنام زیست کی ہو کیا | مرگ ہی اس سے ہی بہلی [illegible]
دلمین کیا کیا ہر ایک سوچیگا | ہوویگی بدگمانیان کیا کیا

کاش جنتی مجھی نہ میری ماں
تکیا اپنی تمام سی آ گیا وہ
کیا ستم کیا جفا و جور رہی یہہ
ہی سبب جو ان پہ نہیں ہوش
ہوگا سب اسیر انجم پہ روشن حال
اپنی بیٹھا ہے میں کہ وہ ان مجکو
رات بھر دونون نے فری کو
کھولی زحسی سحر نے جبکہ نقاب
بن کی گھر بیٹا جوان وہ سرو روان
اور کہا آہ مار کر ہیہات
زندگی اب محال ہی مادر
اپنی لیندا ب کہان پاؤن
جب نہ ہو نور چشم پیش نظر
گر آباد ہین بستی مین گاؤن
دونون صورتین ہین محال وصال
بولی وہ مان لا سادی یکبار
کہا نہ بیٹی کا بیٹا تو کچھ غم
وین خبر لی کہ فتنہ می را بید
رام نی پھیر تا بوقت پگاہ
خوش ہوا گھر مین پھر اوسی سحر
عافیت کی نقدر کچھ سمجھا
بیٹھی بیٹھی بیٹھ دل مین پہس آئی
فتنہ و لال ایک شخص ہے سول
یار سو سو طرح کی جسکو ہیل
خود غرض بمروت اور شریر
داغ کا حال بہی جتا یا سب
تک بیک سچ کی جہت تو سحر

ہوتی رسوا نہ یا مین تو پشیمان
اور بدنام یون ہوتی ہین آہ
دل ربا ئیکا کون طور رہی یہ
سوز بان غنچہ سان مین ہٹا ہوا
یعنی ہون نیر سپہر جلال
بانوی بانوان تو بہی سب ہم
لب سی لب تا سحر بہر چہوٹے
نکلا پہ دیسی مہر عالمتاب
آیا گھر مین وہ پر سر کے لرزان
کچھ سنی ہا ئی تو شب کی بات
کیا کہون کیا ملال ہی دلبر
چھوٹون اس غم سی گر مین جاؤن بن
چشم بینا وہ کور ہی بہتر
اوس بن اوجڑا پڑی ہی پڑا
ہان مگر تیری لطف سی ہو وصال
جان بادر نہ غم تو کہا زنہار
تجسی مجھکو فزون ہی اسکا الم
مادر آن دختر شس ہمی گا یہ
لوٹی اوس رات بہی وہ ہی آرام
اور رہوا ماکا ہی بہت مشکور
پہیر شہ کی حرم سرا مین گیا
کیجی پہر اسکی تازہ رسوائی
ڈہونڈہ لایا جو لیتا جھگڑا ہو
فتنہ پرداز و مفتری و محیل
جسکو شیطان کہی تہا اپنا باپ
تہا پڑ ہانا جو کچھ پڑہا یا ب
تا در دیتا ہوا وہ سوجہ نہیں

گرہی بیباک شوخ ای عیار
تنگ ہی ناموس سب گی میرا
وہ رام بولا کہ راحت دل و جان
کر ہو فضل خدا سی جو ہو نہ سید
تجھسی کہتا ہون مین جدا کی ہم
عہد و پیمان ہوا ہی جب باہم
دیکھتا دستر گروہ وزیر
گھر مین اوس مہ جبین کو کر کے
بیٹھی تھی دیکھتی ہی بس مان کو
گر پڑا مجھہ پہ آسمان اب تو
گھر ہی گھر مین تہی آگی تو نہ تہی
زیست میری محال ہی جان بن
میری بستی ہی جب گہر مین ہو
لی اوسا آدمی وہ دیکو سیر
کر برا ی خدا تو کچھ نہ سیر
آج کی شب پہ سو گئی وہ ستر
بیٹا آگہ تہا ما کی اوس سو نے
شب کی لی رخ یہ مہر نی جو نقاب
کر کی پہر چشم اوسکی خواب آلود
پہر جنبی رہا جو راحت سے
اوس گدا گھر کی کا دیکھکر یہہ ڈہنگ
بہ چھوڑ تا ہی نہین یہہ اپنا طور
راہ چلتی ہوئی جو گر تا تھا
بال کے کہان کہیں پھیلا دو لا
دیکھی کچھ اوسکو اور اپنا کر
ایسی ہا تو تکی تہی لو تہی تلاش
آگی دیو آمین سر دربار

نہ گھلا تیرا مجھہ پہ کچھ اسرار
بگڑا ایسا شوخ کہہ تو گیا تار
ہو نہین تشہیر اوہ زمین و زمان
یہی نقاب آج شا د لبید
ستو ون بستر پہ عیش کی جیسی
ہو گئی خوش وہ دل شکستہ تیم
کو ستا چھاتی اپنی ہو دلگیر
صندلی رام نی لی اوڑہ زنجیر
رو دیا مونہہ پہ لیکی اماں کا
لی گیا یعنی چور گہر کو لوٹ
لی اوڑا گنج استوار دو دلیر
زندگی اب بال ہی جان بن
گھر یہہ ویران لگی نہ کیون مجکو
کہا گیا دیو یا کہ لیجا کر
دیکھون دیدار اوسکا مین دلگیر
آملی تجھسی جو تیری وہ دختر
ہوگیا شاد یہہ سخن سن کے
چشم مہ مین لگا بس آنی خواب
باپ کی گہر اوسی کیا موجود
اور مصون ہر ایک آفت سے
ہوگیا رام بہر غیبت دلتنگ
داغ پر داغ دیکی اب اور
کوئی نہو تو ہوا ئے لڑتا تھا
جسنی تہا سیکڑون کا گہر گہا
تہی اوسی اپنی درد کی خبر
روز ہی اوسکی یہی ہی اوسکا شعار
بگڑا وہ امن و زیر کا کیا

اور کہنی لگا کہ ای بد ذات
بیوفا ہوگا تجھسا کون غلام
اب تو پہچانتی نہو گی مجھی
چربی آنکھوں مین چھا گئی ایسی
گر نہ کرتا پڑھا لکھا تھا بل
اصل بد از خطا خطا نکند ؂
چھوڑ ای بیوفا تر این خیال
یہہ سخن سنکے سب ہوئی حیران
اوس سی شاہ دادگر نی کہا
کہ ہی مملوک اسی تو ٹھہرا تا
شاہ مجھا ہی حقیقت یون
پرورش کر بشکل فرزندان
جی کہتا ہی ایسا جو بنین حبیب
قابل اسی بیوفا کو آہ کیا
باد غا پیشگان ہوا دمساز
چھوڑتا ہی نتھا جو پاتا تھا
کیا فضیحت تھی میری سگی سبب
خوی بد در طبیعتی کہ نشست
ہی طلب گر گواہ کے شاہا
داغ کر ہو تو ہی غلام
داغ کا جب سنا وزیر نے نام
درمیان آئی چند دانشمند
پہیر پہونچا حریم سلطان تیز
راہ میں یہہ جو کچھ ہو گیا ناچار
نتو سمجھا ہی اور نہ سمجھی گا
وقت پایا جو وسنی خاطر خواہ
بار ہا جا کی یہہ مجلس خاص
خوب دوڑایا مجکو تین دن رات
خواجہ تنہا اس اور نمک بحرام
آقا یہہ کسطرح کہو گے مجھی
بھولی صورت ہے اپنی آقا کی
رنیہ ہوتا یہہ کسطرح حاصل
بیوفا با کسی وفا نکند
خرج جو مین کیا ہی سود کی لالچ
سرنگون ہو کی رہ گئی سنسان
باتین مت یہہ بنا بنا کی سنا
جاکی شاہد نہین ہی کوئی لاتا
تہا لایہی شیر خوار یہہ ملعون
زر کیا اسپہ خرچ مین بخدا
مار پیٹھوں جو اسکے سر پہ دہپ
بولو صاحب مین کیا گناہ کیا
ٹھہری او باتین سکی محرم راز
جو تیون تک تو بس چھپاتا تھا
ایسا رسوا نہو کوئی یارب
نرود جز بوقت مرگ از دست
داغ ہی اسکا ہی گواہ میرا
ورنہ مجرم مین ہو چکا تیرا
منفعل ہو گی جب ہوا ناکام
ویکی قیمت اوسی کیا جو نہ سنید
اور کہانی لگا بس اک خوان
کہ نہ سمجھا یہہ ہا ہی بد کردار
کبھی پورا ہی اب علاج اسکا
آیا دوڑا ہوا بخدمت شاہ
تازہ کرتا تہا شیوہ اخلاص
ڈھونڈھتی ڈھونڈھتی ہو گئی حجاب
ٹوپلی چڑہا گیا وہ بھول اپنا
یا وزارت یہانیہ بھول گئی
میری ہی جو تیونکی صدقی کر
اصل ہو تی اگر نہ بد تیری
خیر تجسی کبھی نہو گی خیانت
دی میری داد شاہ عدل گستر
عقل بس ہو گئی وسیکے رنگ
دعوی ثابت ہی کرنا کر منظور
شاہ عادل لگا سنکے یہہ سخن
جو خریدا تھا مین ایسے بہت
ہو گیا نان شب کا جو محتاج
رکہہ اتالیق نوکر او را دب
جب یہہ سن تمیز کو پہونچا
گہر کا اسباب بس چرانی لگا
اور نکیہہ نہ یہا ربازی تہو
بند او رہند سب مین گذرا
جانکر آخر الدوا ناچار
کہول کر دیکہہ لیجی اسکی تن
داغ بن یہان نہین ہے کوئی گواہ
خوف رسوائی سے کیا اقرار
سہل مین یہہ ٹل گئی جو بلا
نت حرم مین حرام کرتا تہا
سب بلا و نکو ہی سمجھتا سہل
تاک بیچ تو تہا لگا ہر دم
آمد و رفت پہلی سی اسکے
شعبدہ باز بان دکہاتا تہا
باری اگر ملا یہان یہ نشان
کی بجا یہان مشیخت اب پیدا
حق نعمت ہمارا بھول گئی
ہو وزارت کی ریتی کو یہہ
جانتا قدر آج تو میری
سچ ہی لا خیر فی العبید یہ بھی
کیونکہ بندہ مرا ہی تیز اور بد
ہکا بکا سارہ گیا دلتنگ
ہون جو بیر گواہ لا کے حضور
بولا حاضر جواب وہ پر فن
لیک اس موذی کی کہون کیا بات
اور یہہ پہچانتا نہین ہے آج
ہم معلم ہر ایک فن کی ادیب
تہا نہ از بس اسین یہہ مرغا
چیزین بیگانہ تکی اور انی لگا
چوری تہی یا قمار بازی تہی
چال سی اپنی یہہ نہ در گذرا
داغی اسکی سرین مین یکبار
یعنی وہ داغ اوسپہ مین کہ نہین
کبھی اب جو تڑ و نیہ اسکی لگا
کہہ ہوت اسکا غلام ہی تکرار
تب ہی سمجھانہ ہا کچھ وہ کدیلا
رات اور دن حرام کرتا تہا
ہای یہہ کور باطن نا اہل
جو گیا دنکو وہ درون حرم
واسطی سی وزیر کی تا ہو
ساتھی محفل کتین ہنساتا تہا

بذلہ گوئی لطیفہ پردازی
کرتا سو سو طرح سخن سازی
شاہ بھی خاطر وزیر سی خوب
خاطر اوسکی کری تہا مرغوب

جاکی اوس روز بہی وہ شعبدہ گر
محفل آرا ہوا بنوع دگر
پہیر بولا کہ شاہ شعبدہ جو
ہی تماشا پسند از بس تو

اندرون حریم حرمت سی
سانگ طرفہ نکالون گر تو کہی
شعبدی اوسکی تہی جو … ظریف
متوجہ ہوئی سب اوسکی طرف

ہوئی افسون خوان وہ زال شعبدہ باز
خواب آور فسون سی دمساز
پڑہنی کی ساتہہ ہی حرم مین وہ آہ
سوگئی بس وزیر و بانوی شاہ

سوگئی دونو دیو سی یہہ کہا
جا او ٹہا لا پلنگ اونکا
لا پلنگ اونکا دیو نی اوس آن
رکہہ دیا روبروی شاہ زمان

دیکہا شہ نی کہ سوتی ہین بیغم
اوسکی ہمخوابہ اور وزیر بہم
ہوئی بیدار جب وہ دو … نصیب
دیکہہ شہ کو ہوی بمرگ قریب

دم بخود رہ گئی جو تہی محرم
اور وہ مجرم بہی سرنگون بیدم
پر غضب ال یہہ ہوا سلطان
یعنی ای بیحیا و ننگ زنان

لازم ایسی نہ تہی فسونساری
پر ملا کرنی یون یہہ غمازی
آگہی ایسی تہی اگر تجہکو
کی نہانی نہ کیون خبر مجکو

سب مین کیون یون کیا مجہی رسوا
رہ تو دیتا سزا ہون تجکو کیا
حکم جلاد کو کیا کہ ابہی
تن سی گردن اوتار … کی

رام نی دیکہہ حال یہہ جہٹ پٹ
دی نقاب اپنی چہری پر سی اولٹ
شکل دیکہہ اوسکی شہ ہوا حیران
کیسی پر ہیبا ہی یہہ تو مرد جوان

صندل آلود بسکہ چہرا تہا
صاف پہچان بیٹی کو سکا
رام نی لی کی آب شہ کی حضور
کردیا جب حجاب صندل دور

دیکہا شہ نی بہی یہہ تو نور العین
راحت سینہ اور جگر کا چین
بہر کی آہ اور تخت پر سی اوٹہ
لپٹا دل بند سی وہ خستہ جگر

پاؤن پر باپ کی گرا بی آرام
رو دی دل کہول دونو وہ ناکام
سینہ سینی سی جب ملا اونکا
خون دونو کا جوش مین آیا

اشک شادی بہا … تو بہی
دہو گئی اوس سی جو داغ لگی تہی
دہو گئی جب دلونکی کلفت
رام نی کہہ سنائی تب حالت

دیکہنا اپنا دونو کو یکجا
اور تہمت لگانا وہ اونکا
قصہ سرمہ کا اور دیو کی مار
داغنی جو تہا اوسکی آخرکار

وہ غلامی کا داغ پہر دینا
انتقام اپنا ہر طرح لینا
کرنی وہ دستبرد سب گہر کا
پاسبانونکو باندہنا یکسر

بیٹی نی کہہ سنایا جب احوال
باپ سنکر ہوا بہت خوشحال
پہیری یا رب یونہی اونکی جیسی دن
جملہ عالم کی پہیر ویسی ہی دن

میری بچہڑی بہی آملین یا رب
ہووین حاصل جہین میری مطلب
گر غرض شہ نی شکر حق کا ادا
ہو رضامند رام سی یہہ کہا

تیری آوارگی تہی انکی سبب
سو بنیتا ہون نہین مین تجکو اب
دی سزا یعنی تو جو کچہہ چاہی
تا نہ کام ایسا کوئی کری کاہی

رام نی خرج کر جو از در سی
بندی آزاد دونو کے گرد سی
زاد راہ اونکی جب حوالہ کیا
ملک سی اپنی پہر نکال دیا

عہد دختر سی اوسکی تہا جو کیا
عقد مین اپنی اوس صنم کو لیا
شاہ نی دیکہہ بیٹی کو قابل
کر ولیعہد اوسی کیا خوشدل

رام جب ہو چکا سریر آرا
کرنی یاد خدا لگا دارا
رام کی کامیابی کا باعث
صندل از بسکہ تہا ہوا باعث

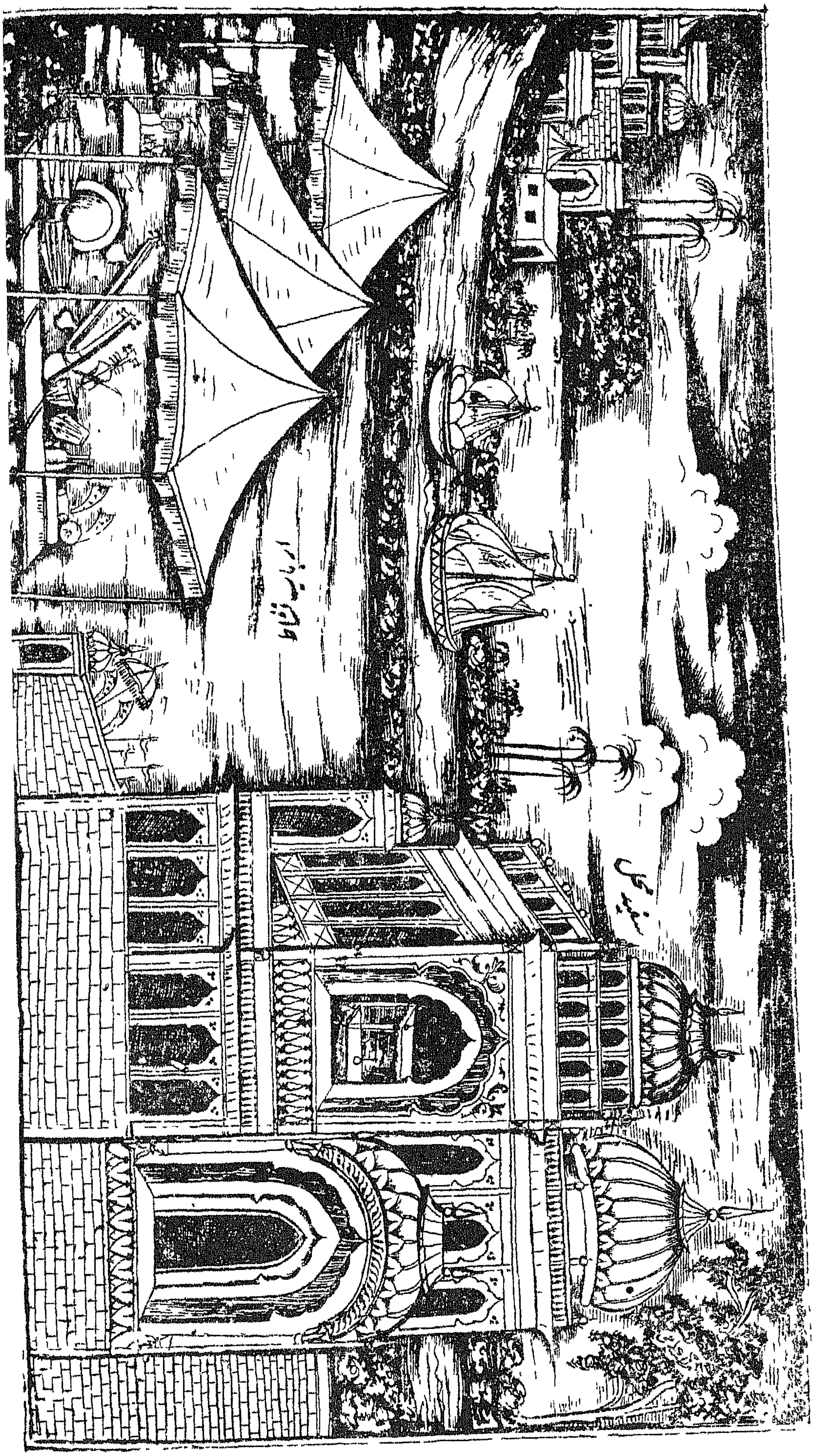
تخت و کرسی ہو صندلی اسباب
چوب صندل سی کروہ یا احباب
سب لباس اپنا اور حرم و محل
صندلی رنگ کر لیا آخر

صندلی رنگ نت علی ہی
درد سر کا وہ کہوتی تہا
باعث فرحت اسکی ہی ہو بال
ہمدل و ہمدم و دماغ کو تہی

صندلی رنگ ہوتی کیون مشہور
جنکی دیکہی سی درد سر ہو دور
صندلی رنگ شوخ افسونگر
کہکی یہہ داستان سرتاسر

درد سر کا مٹا کی شہ کی خلل
سوگئی بہرام کی لگا صندل

گلزار آٹھوان تعریف فرما بہرام کا روز جمعہ برج کا فوری مین ہونا اور ساتہہ زہرہ جبین خوارزمی کی ہمبستری کرکی سونا



اوس مکان مین تھی شوخ خوارزمی / اوسنی کی شہ کی ساتھ ہمسری
ہوکی کافور رو جب پران / مشک اذفرسا ہوگیا دوران
تھا جو خوگر ہوا افسانی سنے / بولا اوس سے کوئی فسانہ کہے
یعنی ای خسرو زمین و زمن / جو ہیا در پہ تیری شاہ ختن
کجکلاہون پہ کجکلاہ سے کر / بادشاہون پہ بادشاہی کر
تحفۂ داستان مرا کیا چیز / لائی جسکو حضور مین یہ کنیز

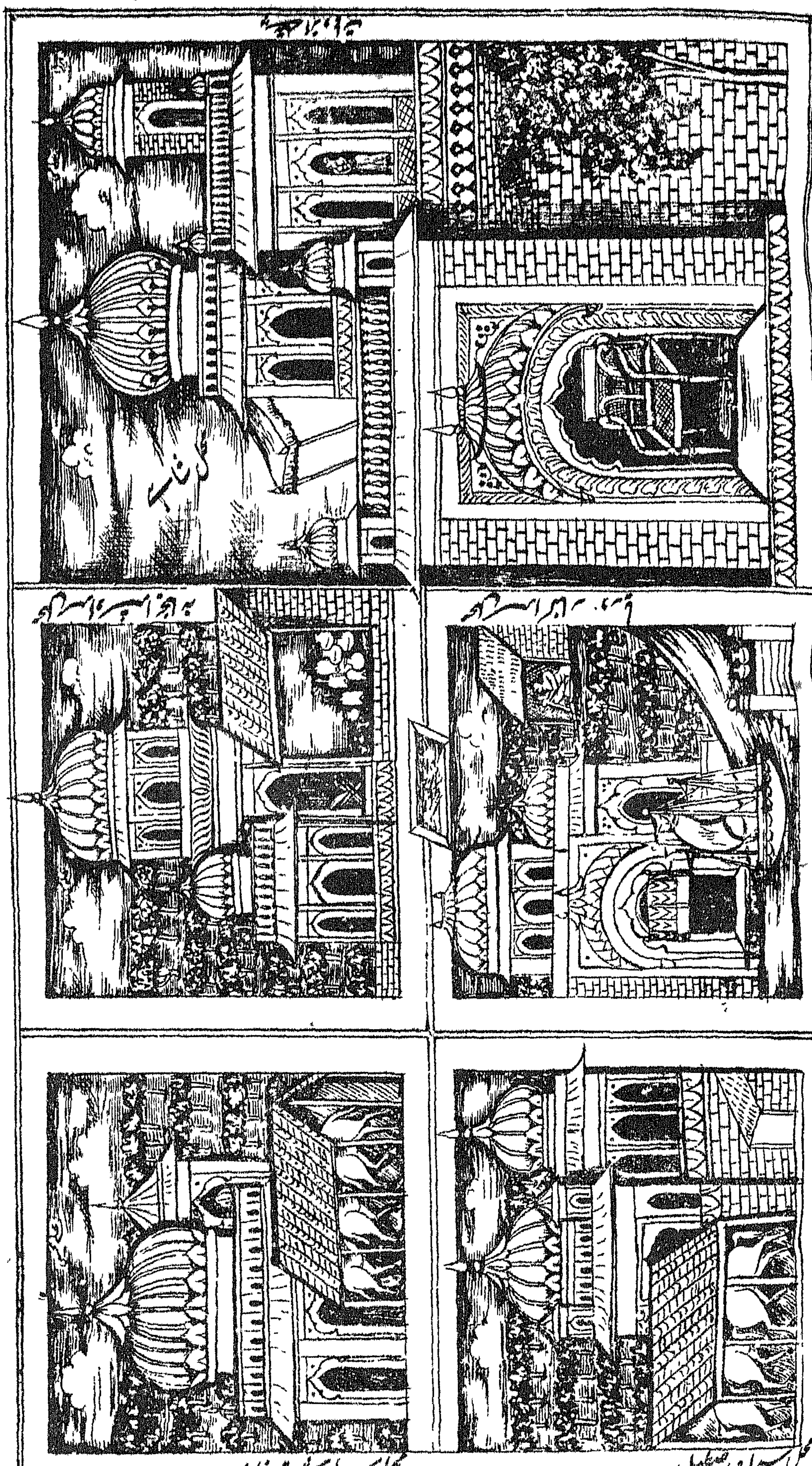
افسانہ سرائی اوس زہرہ جبین کی اور نغمہ آرائی شوخ و نازنین کی

گردش انجم اوسکو تھی معلوم / از بر اوسکو تھی سب فنون علوم
دیکھ تلے و نکی گردش اور ساعت / تھا دکھاتا عجب عجب صنعت
گاہ سوکھی شجر مین لاتا پہل / چلتی اشجار گروہ کہتا چل
تھین غرض اوسکی صنعتین بیحد / یاد اوسکو تھین حکمتین بیحد
گردش آسمان پہ کرکی نگاہ / پیکر آرا ہوا کہ واہ جی واہ
کر چکا لعبت اسے جب طیار / آزمائش کر اوسکی سو سو بار
شہ نے بھی اوسکی آزمائش کی / جہٹ وہ سنکر سخن محال ہنسی
بادشہ جس جگہہ پہ سوتا تھا / لا کی اوسکی تئین وہان پہ رکھا
کہتا بات اوسکی کچھ حضور محال / خندہ زن ہوتی سنکی وہ تمثال
جانتا تھا انہونکی تئین مکار / بیوفا بیحیا و بدکردار
نفرت انسی اگرچہ تھے سبکو / ایک دم دی بھی تھا نہ خالی وہ
لی انہون کی نہ گو تھی انکو خوشی / لیک کرتا بجبر نفس کشی
اسکی تدبیر کیا کرون مین یہی / ہین وہ تو طبع سے آگاہ نہین
کیسی مکارہ اور ہو بدراہ / بیوفا ہو کہ باوفا اسے آہ
نہ تھا ر از قرین بد زنہار / وقنا ربنا عذاب النار
انسی سو اسطے ہین خائف ہون / نفس سرکش مگر کری ہی یون
کیا سبھی عورتین ہین بدکارہ / جلتی ہو جیسے وہ شرم کا پارہ
اونکی عصمت سے ہی جہان قائم / جیسے زمین اور آسمان قائم
کہ جو چاہی کرے وہ دیدہ دلیر / ہو خصم لومڑی بنی وہ شیر
آپ جسوقت مرد ہو ہشیار / ہو نہ بدکارہ اوسکی زن زنہار

صبح سے لیکی شام تک پہر تو / عیش و عشرت مین وہ رہتی دونو
شاہ بہرام عیش کا ماتا / اوس مہ کی خلوت مین بسر جاتا
کرکے آداب بندگی کی ادا / نازنین نی کہا بناز و ادا
تخت گردون سریر ہو تیرا / تاج مہر منیر ہو تیرا
ہو جو سرکش ترا عدو ناپاک / خاک پا ہووی تیری اوسکی خاک
پر ہی لطف شہی جو پردہ پوش / عرض کرتی ہون شاہ عذر نیوش
تھی سنا مین نی یعنی کہ شاہ زمن / فیلسوف ایک تھا ملک ختن
سیمیا اور علم نیرنجات / یہہ تو تھی اوسکی آگی گویا بات
گاہ کرتا جماد کو گویا / گہہ گل کاغذی کی تئین بویا
کاٹھ کی گہہ بناتا ایسی پرند / کہ وہ اوڑنی پرند سی دہ چند
الغرض ایکدن وہ کان ہنر / مہر پر صورت آسمان ہنر
روئی مس سے بنائی اک تمثال / کہ وہ ہنستی تھی بات سنکی محال
لی گیا خسرو ختن کی حضور / اوسکا دکھلا ہنر کیا مسرور
خوش ہوا اور دیا اوسی انعام / لائق انعام ہی کی تھا وہ کام
جاتا جب اوس مکان مین سلطان / تھی کہڑی لعبت طلسم جہان
تھی یہہ اوس بادشاہ کی خصلت / صحبت زن سی یعنی تھی نفرت
کہتا تھا مکر سے خمیر انکا / کان نیرنگ سے ہی ضمیر انکا
نفس امارہ ہوتا تھا سرکش / رہتی شہوت کی شعلہ زن آتش
ایکدن میل طبع سے ناچار / ہوکی بولا وزیر سے یکبار
ہی یہی ڈر کہ گہر جو لاؤن عروس / کہو دی ایسا نہو مرا ناموس
زن بد در سرای مرد نکو / ہم دریں عالمست دوزخ او
شان مین انکی در کلام قدیم / آیا ہی ان کیدکن عظیم
عرض کی یون وزیر نی کہ شہا / ہون مین حیران کہ شہ نی کیا یہ کہا
ہی بیان نیک ایسی ہین اکثر / پڑہتی جنکی نماز دامن پر
اس سے بہی گہی آپ قطع نظر / زن کو مختار کیون کری شوہر
زن پہ حاکم رکھی نہ تا اپنی تئین / گر ہو محکوم تو وہ مرد نہین
ہی عجب خوب دکر ہی نہ رکھو الی / دیتا جو روکی تئین پہر کالی

کر سبھی غوث سیکی جیو دلکو | قطع رشتہ تناسل ہو
تو ہی سلطان دہر تسبیہ جوان | رکھ نہ اے کشیدہ تو وا ان
کیونکہ بی اصل ہی ترا یہ گمان | ہین قبا جات اسکی بی پایان
خاصہ شاہونکا بی خلف ہونا | ملک و دولت کا ہی تلف ہونا
ملک کا چاہتی چراغ ضرور | دی شبستان کو مہ خونسی نور
مکر سی انکی کرسبے در تجکو | تو نہ پابند ایک زن کا ہو
جسکی تیئین ہای صاحب عصمت | اوس سی لیل و نہار کر عشرت
بلکہ اون بیچیا و نکا شاہا | صفحہ زیست سی ہی نام مٹا
لی یہ پہلی سراغ اور نشان | یعنی ہین یہ جو خسرو ذیشان
پاتی ہی جب نشان یہ یکباری | کی وکیلونکی شہ نی طیاری
کردئی جہٹ روانہ چار طرف | تاکہ لاوین در مراد بکف
یعنی وہ چار رکن دلداری | بیاہ لائی یہ چارون یکباری
دیکہ یہ خدمت خجستہ اساس | خوش ہوا اونسی شاہ قدر شناس
پہر درون حرم سرا لاکر | کر دیا چارون مہ کو جلوہ گر
پورب اور پچہم اوتر اور دکہن | تہی مکانات آہین اور چمن
باغ کی نیچی تہا روان دریا | تند و مواج اور بہت گہرا
تا لب رود باغ سی لیکر | گہاٹ پختہ بنا تہا اک بہتر
شکل آب روان ادہر سی شاہ | غسل کو جای تہا گہ و بیگاہ
اصطبل خاص اوسکی پشت پہ تہا | سیڑہی بہی تہی اک ادہر ہی بنا (?)
تہا جو سوی شمال قصر رفیع | تہا شترخانہ اوسکی پیچہی وسیع
تہا جو دکہن کی سمت یہ کاشانہ | تہا ادہر بادشہ کا میخانہ
بادہ خواری تہی روز و شب اوس جا (?) | زہد و تقوی کا ذکر وان کیا تہا
آتی جب بات لیکی مہ کا جام | ایا خلوت مین شاہ جم خدام
تہی پہر اکا اون مین آفت دوران | غمزہ غارتگر متاع توان
ہندوی زلف دیکہکر اور تل (?) | زہد زنار بند و سبحہ گسل
ادہر بہی اچہی پہر کچہ بین پائی جب (?) | قد وہ بوٹا سا اور خرام غضب
دیکہ یہ ہنسین شاہ کو رہا قرار (?) | نہ رہا بلکہ آپ مین زنہار

جانتی کر یہ فعل ہے منکر | مجتنب رہتے اس سی تہی شہ پر (?)
عیش و عشرت کی داد دی شہ نی ہات (?) | کہو جوانی نہ ہاتہ سی ہیہات
نسل ہوتی ہی منقطع اس سی | بی خلف حق عدد کو بہی رکہی
کہو نہ دانستہ ملک و مال اپنا | چاہ ہی ہی نہ تو زوال اپنا
تا نہو شاہ عمر و ملک تلف | ہم ہو عشرت حصول ہم ہو خلف
متعدد نکاح کر دو چار | امتحان اونکا پہر کر یکبار
بدچلن ہون جو اور آوارہ | دی نکال اونکو گہر سی یکبارہ
ناصح مہربان و دانا کی | شہ کو یہ مصلحت پسند آئی
کسکی گہر مین ہی ایسی مہ پارہ | جس سی ہو خیرہ چشم نظارہ
کاروان چار شخص باتمیز | با متاع و زر و غلام و کنیز
تہوڑی ہی دنون مین لی در مقصود | خدمت شہ مین وہ ہوئی موجود
حسن کی جنکی دیکہتی ہی جہلک | جای خورشید کی ہی آنکہ جہپک
کی نوازش اونہون پہ حد سی سوا | مال و زر منصب اور خطاب دیا
رشک جنت وہ شہ کی تہی کوشک | رات دن جس پہ تہا نثار فلک
رنگ فردوس اک طرف تہا باغ | لالہ سان جس سی اوج خلد کی داغ
تہا لب رود پر مکان وہ عجب | کہتی کرسی کو جسکی عرش نسب
زینہ پر زینہ یون لطافت بہر | لہر پر جس طرح سی آتی ہی لہر
دوسری سمت تہا جو قصر بلند | جسکی کرسی تہی عرش سی دہ چند
گاہ بیگاہ شاہ عالی جاہ | جاتی تہا اصطبل مین سیر اوس راہ
تر دبان تہی بنا ہی اسلئی وان | آمد و رفت تا کری سلطان
ساقی اوس جا تہی رشک مہر و ماہ | ٹہری تہی مہر کی نہ جن پہ نگاہ
تہا مرتبہ اودہر ہی زینہ وہ | تا کری شاہ اوس طرف سی گذر
آئین چار و عروس ماہ لقا | رو برو شاہ کی بناز و ادا
سرو نوخیز باغ رعنائی | گل رعنای نخل زیبائی
چشم جادو جو ہو وہ چشمک زن | پارسا دیکہکر ہون توبہ شکن
بانکپن تمکنت غرور و حیا | تشنہ بیتیا خستہ ہر ایک ادا (?)
ہو گیا ہر یکا دیوانہ | صبر و ہوش و خرد سی بیگانہ



لطف سب پر کمال فرمایا
دل ہر اک پر نثار جاتا تھا
بارے اوس رات اوسکی بس تھکے
سالہا سے تھی شاہ کو جو طلب
نار پستان پہ گہ تھا پڑتا ہاتھ
شہ کی گلدستہ ہاتھ مین اک تھا
لگتی پہر تھی کے گر سیکو چوٹ
دانت کی نیچے اپنے داب بان
اوسکی ہنسنی پہ شہ کو آیا عجب
دیکھی استادہ صورت رو تین
بولی ہی ہی یہ شکل نامحرم
سوچتا تھا کہ کیا ہنسی کا سبب
بعبث صبح جب ہوی خندان
جاگی اوس سیج مین ہی وہ ماہ
جلوہ گر پہر جو ہوئی عروس شب
چھوٹی ہی ٹکہری اپنے زلف سنبل تاب
بوسہ بازی جو شہ نی کے اوسپر
آیا از بسکہ شاہ کی تئین پیار
تلملا کر تڑپ سے گئے گلرو
بولی ہی ہی یہ کیا بلا تھی شہا
یہہ سخن سنکی ہنس پڑی تمثال
ہنسنی کو تو ہنسی مین ڈال دیا
ہی یہ اکت جو تجھ مین سرتاسر
ہلکی آہستہ اوسنی کی جو نگاہ
کیونکہ گہورتی ہی بی حجابانہ
کشتکاشہ کو ہنسی ہوی وسکی ہوا
سو رہا کام دل کو حاصل کر

تخت پر اپنی پاس بٹھلایا
پیار سا سب پہ پیار آتا تھا
اوٹھ سکا اور ونی آہ بھرکی
کی میسر خدائی جو اوس شب
گہ تھا سیب ذقن پہ گہ تھا ہاتھ
عین غلطی مین ہنس کے ہاتھ اوٹھا
وہ بہی جاتا نہ اسطرح سی لوٹ
چپکا جون غنچہ رہ گیا سلطان
یعنی ہنسنے کا آہ کیا ہی سبب
غیرت لعبتان کشور چین
کیون نظر مجکو آتی ہای ستم
گذری ساری اسی خیال مین شب
ہوگئی ہاتھ سے عروس شب نہان
اصطبل کی طرف تھی جسکی راہ
پہر ہوا آسکے شہ عروس طلب
چشم پر فتنہ دو نو خانہ خراب
دیکی آنکھ سے اوڑ کی خاکستہ
کھینچا آغوش مین اوسی یکبار
جست کر ہو گئے وہ جا بہ کیو
پشت انکار ہوئی جو سرتاپا
آیا اوسکی ہنسی شہ کو ملال
اور یون ہنس کی اوس صنم نے کہا
کر تو چہری پہ آنکھی مین نظر
جہانکا پہلو سے اوسکی جہک کر شاہ
کون ہی مردوا یہہ بیگانہ
کہ سبب کیا ہنسی کا یار خدا
ہوگئی اتنی مین نمود سحر

دیر تک مختلط رہا سب سے
لیک اک نازنین زیبا رو
شمع رو وہ گیتن جو اپنے گہر
کھینچا آغوش آرزو مین تنگ
الغرض اس روش بصد آئین
مارا ہلکی سی تاک کر رخسار
لوٹنا اک طرف ہوی بیہوش
تھی جو اوس جا طلسم کے تمثال
آئی جب ہوش مین وہ غیرت ماہ
دیکھ شکل اوسکی مونہہ پہ آنچل
سنکی یہ بات پہر ہنسی تمثال
رات پہر عیش کر صنم کی ساتھ
مہ جبین شبنشینہ ہوسے ناموس
خانہ داری کی جو اسطی سامان
دوسری نازنین سراپا ناز
لعل لب دونو تھی مسی آلود
شاہ پہنی قبای قاقم تھا
زیر دامن جو آئی اوسکی پشت
گر بدن مین کسیکی چبھتی خار
یون ہی کانٹی کو گوشہ و تاوا
سوچ پیدا اگرچہ شہ کو ہوا
ہی جو نازک بدن تو ای گلرو
رنگ رو ہو گیا ہی کیا تغیر
دیکھ وہ شہ کی آنکھ مین جہلک
کھکی یہ مونہہ چھپا لیا یکبار
دل ہی مین شہ کی دل لگی بات ہی
ہو گئی سلطان صبح قائم ہو شہر

کچھ یہ سنا اور یہ کچھ کہا سب سے
تھی جو سب سے حسین وہ شعلہ خو
رہ گیا شاہ اور وہ مہ پیکر
لب سے لب چہٹا تھی کہ وہ دلتنگ
تھا وہ مخمل ہرا سی گل چین
نازنین سے تڑپ گئی یکبار
آگئی غش مین کہول کر آغوش
ہنس پڑی دیکھکے یہ ایسکا حال
اور چپ چاپ راستی کی جو اوٹھکی نگاہ
کر لیا اپنی چہری کو او جہل
سوچ کچھ شہ گیا ہنسی کو ٹال
صبح کی ناز اور فہم کی ساتھ
صورت مہر با فراوان نور
چاہتی جو ہوا مہیا وان
آئی شہ کی حضور ہو طناز
دیکھو دیکھا نہو جو لعل کبود
نرم مخمل سے جسکی بال سوا
نازنین کی چبھی وہ موی درشت
ہو تابی صبر یون نہ وہ زنہار
دم ہی پیرا نکل گیا تھا آہ
بھید ہنسنی کا یہ نہ اوسکی کھلا
موی قاقم کو خار سمجھی تو
تیری صورت تو ہن کتنی نقوش
بول اوٹھی اکڑا دا کی ساتھ جہکی
ہنسی تمثال وہ قہقہہ مار
بات ہنسنی کی کچھ نہ اوس سے ہوی کہی
سکلا شب کے ہرا دانہ مک اندرون

نازنین کو یہہ شہ کا حکم ہوا / جلوہ آرا ہوا وس محل مین جا
خواہش شاہ یون ہوئی اوس روز / یعنی ہو دن ہی کو نشاط اندوز
مسکن خاص خسروی تہا جہان / باغچہ مختصر عجب تہا وہان
مچھلیان رنگ رنگ کی بی ڈر / تیرتی اوسمین تہین ادہر سی اودہر
اوس مین وہن پانچ باندیان تہین سوار / مہ لقا مہ جبین و مہ رخسار
نی غلط بلکہ سوچا ہی کچھہ اور / کیجو انصاف ہی یہ جای غور
شاہ اور نازنین وہ مہر و ماہ / سنبل و گل پہ گاہ کرتی نگاہ
جا پڑی اتنی مین صنم کی نظر / باز کشتی سے حوض کی اندر
موہنہ پہ دامن کو لی صنم نی کہا / کیسی ہہ مچھلیان ہین شوخ شہا
چشم بادہ سی جب مجہی ہو حذر / ہی ستم مجکو دیکہے انکا نظر
گو نہ سمجہا ہنسی کو اوسکی غلط / پر گیا ٹال اوس ہنسی مین فقط
اتنی مین نا گہان بحکم خدا / جہوکا ایسا ہوا کا تند چلا
غوطہ کوئی کہا کی پہر اوچہلتی تہی / ڈوبتی کوئی کوئی نکلتی تہی
خوف سی تہرتہرا کی جن مین ہوش / گر پڑی لب پہ ہو بیہوش
سوچ مین جا کی شہ نی ہو مضطر / لاکی چہڑکا گلاب اوس گل پر
ساری وان اوس سی شادمانی کی / داد دی خوب کامرانی کی
اوس محل مین گئی وہ جلوہ پذیر / برلب رود جسکی تہی تعمیر
چار مین مہ جبین کو لی آوین / ماہ روتی زمین کو لے آوین
مسند شہ کو دیکہتی ہی صنم / شکل محراب ہوی سلام کو خم
تخت پر نا گیا نہ شہ نی طلب / نہ گئی آپ سی بپاس ادب
خدمت شاہ سی یا اوسی کام / با ادب ہی سی تہی جام پہ جام
کوئی نکلا نہ موہنہ سی ایسا سخن / جس سی بیکروہ ہوتی خندہ زن
جب صبوحی کی وقت ساغر خور / بادہ نور سی ہوا سب پر
چارو گلرویون سی وہ چالاک گہر / ہو گئی چار باغ سی خوشتر
بیکلی جا کی دل کو چین آیا / تب یہ معمول اوسنی ٹہرایا
عیش کرتا رہی زخود رفتہ / ماہ دو ہفتہ سے بہر ہفتہ
تہی یہ چال اوسکی لیک صد افسوس / تہا مہ چارمین سی کم مانوس

ہی شترخانہ کی طرف جو مکان / جسکا احوال ہو چکا ہی بیان
تیسری نازنین کو بلوایا / پاس اپنی بلطف بٹہلایا
حوض سنگین تہے اسمین اک پر آب / لمبی چوڑی وسیع اور غرقاب
کشتی اک اوس مین تہی ہی لمبی شکل / آسمان پر ہلال ہو جس شکل
تہی یون بسکہ ہر طرف بہتی / کشتی بہرتی تہی شکل کف بہتی
جنبش باد سی ادہر اور ادہر / تہی روان اک ہلال چند قمر
گاہ تہی سیر نہر مین مصروف / کشتی بادہ سی گہی مالوف
دیکہی تو مچھلیان نکالی سر / جہانکتی ہوئی ہین مین سو بہر
گہورتی ہین جو مجکو آنکہہ نکال / لیکی پانی سی انکو آگ مین ڈال
یہہ سخن سن ہنسی طلسم حکیم / دل ہوا شاہ کا ہنسی سی دو نیم
مختلط ہو کی نازنین کی ساتہہ / سوی گلشن چلا پکڑ کر ہاتہہ
کشتی جو ہو گئی نگون یکبار / ڈوبی پانی مین تہی جو اوسمین سوار
نازنین کی نگین جو آیا نظر / غرق ہونا وہ اونکا آب اندر
دیکہہ یہ حال پہر ہنسی تمثال / یعنی ہی یہ خلاف اسکی حال
نازنین کی تہین جب آیا ہوش / لایا خلوت مین شاہ عشرت کوش
شام کی وقت ماہ زہرہ جبین / حکم شہ سلے کے با ہمہ تمکین
جلوہ گر جب فلک پہ ماہ ہوا / صادر اس طور حکم شاہ ہوا
آئی وہ نازنین سراپا ناز / ناز سر تا قدم تہا با انداز
تخت کی پاس آ ادب کی ساتہہ / ہوی استادہ دونو باندہ کی ہاتہہ
تخت پر بہی گئی جو وہ مہوش / نہ ہوئی اور ونکی طرح سرکش
کہہ رہی تہی بطرز دلداری / ہم حریفی و ہم پرستاری
شوخ مہ پارہ تا سحر وہ رہی / دم بدم طالب رضای شہی
جس محل کی تلی تہا میخانہ / ہوئی خرامان وہان وہ جانانہ
شاہ کی جو ہوئی مراد حصول / تہا سدا اسی طلب مین جسکی ملول
یعنی جب تک ہی چند روز حیات / ہر مہینی مین گذری چین دن رات
ایک اک ہفتہ تک ہر اک کی گہر / عیش و عشرت مین کاٹی شام و سحر
رہتا تینون سی تین ہفتہ شاد / کرتا چوتہی کو ہو لکر ہی نہ یاد

گاہ بیگاہ اوسکی گہر جاتا
بیٹہتا اوٹہتا پہر چلا آتا
ناز و انداز و عشوہ و شوخی
غمزہ و آن و ادا اسی بہرے
دلبری جانی ہی نہ دلداری
یاد ہی شیوۂ پرستاری
چاپلوسی سی نہین اونہین سروکار
تمکنت بلکہ ہی اونہونکا شعار
تب تو ہی عجز اور نیاز سی کام
دلبرانہ نہین ہی ناز سے کام
اونہین تینون سی شہ کو الفت تہی
اوس عفیفہ سی صاف نفرت تہی
او بین نازنین کی گہر اوس شب
کل سی جسکو لگی تہی چوٹ غضب
دیکہا تو پہلو مین نہین وہ ماہ
جا نکہ سہل سو رہا پہر شاہ
دیکہا چارون طرف جو سر کو اوٹہا
نہ ملا نام کو نشان اوس کا
دیکہا جس در کو نہ اوسے پایا
بہر در تہردبان پہ جب آیا
سیڑہی نیچی آگی او چھپ کر
دیکہا جون اصطبل مین کرکی نظر
کہینچا جس تن نی کل سی تہا ازار
کوٹہری او سپر رہا ہی وہ پہنکار
کہتی ہی گر اگر اسکے وہ پہر
کر نہ غصہ سری بیکر تک پہر
[illegible] تک کی پیدا اوسکو جو آن پڑی
دوڑتی تیری پاس ہون آئی
پڑی پہ مار اوسی نظر جب آی
یاد تمثال کی ہنسی تب آی
یا یہ سختی ہی یا ہی وہ نرمی
یا وہ عفت تہی یا یہ بیشرمی
یا تہا تمثال سی چھپا یا مونہہ
مونہہ سی زنگی کی یا ملایا مونہہ
سوچ اوسدم یہ دلمین یہ آیا
گر غضب اتنہ مین ابہی لایا
سوچ کر دل مین پہر اپنا باب
لیٹا بستر پہ آکے پر بیخواب
خسرو مہر جب بجنگ سحر
تازیانہ شعاع کا لیکر
شاہ بہی اوس محل سی پہر آیا
دوسری نازنین کی گہر آیا
دن چھپا اور رات جب آی
شاہ عیار وہ بد اناثی
گذری جب دو پہر شب دیجور
نازنین شاہ کو سمجہہ مخمور
کہول دروازہ شتر خانہ
بادۂ آرزو سے مستانہ
دیکہا سی او سنی ایسی کی اک حسبت
کودتا جسطرح ہی اشتر مست
بستر خار او ربلاس پڑا ال
اشتر کینہ کش سا چڑہ فی الحال
بشت قاقم سی تہی ہوئی جو نگار
اوسکی نیچی ٹہری تہی شتہ خار

دلمین کہتا کہ تینون یہ محبوب
طاق ہین دلبری کی فن مین خوب
چو تہی کو ہی حسین و خوش اندام
پر نہین طرز دلبری سی کام
ہین وہ ناز و نعیم مین جو پلین
ہین بری ہی ادائین اونکی بہلیز
ظاہرا یہ مہ اپنی گہر مین ہی
لاڈلی مادر و پدر کی نہ تہی
پر غلط بات یہ سمجہہ ہیہات
تہا کنارہ کش اوس سی دن رات
خواہش حق سی کیا ہوا اک روز
مست تہا می سی شاہ عیش اندوز
بیخبر تہا بخواب جو یکبار
ہو گیا آدہی رات کو بیدار
دوسری شب بہی دیکہا تو بستر
خالی ہے اور نہین وہ رشک قمر
ڈہونڈہا اوٹہ کر ادہر اودہر سحر
کچہہ نہ اوس گلبدن کی پائی بو
دیکہا قفل او در پڑا ہی کہلا
لیکی تلوار پہ غضب ہو چلا
دیکہا خربندہ زنگی اک سرمست
تازیانہ لئی ہوئی در دست
اور یہ کہتا ہی سچ بتا خندی
دیر آئی ہین اسقدر کیون کی
جاگی کمبخت جب تلک سلطان
ہوتی کس طور چلد میری جان
نازنین کا یہ سنکی شاہ جواب
بس لگا دل مین کہانی پیچ و تاب
دلمین کہتا تہا طیش اپنی کہان
یعنی سبحان ربی الاعلی
کل کی نگہی سی پاکی تہی بوٹ
لگتی ٹوٹی کی پانہین اب چوٹ
شہ نی چاہا یہ تیغۂ خونخوار
لیوی سر کاٹ دونو کا یکبار
تینون ہون کی وہ سنکی پہ ہشیار
سر کہلیگا نہ اونکا پہر نہان
بعد عرصی کی آنکہ وہ صنم
سوی پہلوی شاہ مین بی غم
پہر سپہر جہان سوار ہوا
ہر طرف نور آشکار ہوا
ساری دن گرچہ بادہ خوار سی تہی
دامن بہر شب کی انتظار سی تہی
مست و سرشار آپ کو کرکی
لیٹا چپ او پہ آکے بستر کی
اوٹہہ کی پہلو سی شاہ کی بی ڈر
چل ہی نکلی بشکل باد سحر
پہونچی معشوق سا ربانکی پاس
تہا وہ بیٹہا بچہا کی فرش پلاس
کرکی شتر غمزہ اور اس ہی لپٹ
دی اٹرنگا گرا دیا جہٹ پٹ
داب کر نیچی دودہی کہسی
رو یہین تن بانگی الامان جس سی
پیچہی پیچہی گیا تہا اوسکی جو شاہ
دیکہہ سمجہا یہ کا یہ حال ای آہ

سوی تن غصے سی بشکل سنان
بہر جو منظور شاہ کی تئین تہا
وان سی جب باز نین خلاص ہوئی
یہ چہوڑا اوس ماہرو کو شہ تنہا
جام دینی لگی وہ آتش خو
جب بط آفتاب سے نے تکبیر
شاہ گل کیطرح سی ہو مدہوش
نصف شب کی قریب گذری جا
چہاتی پیچہی گہڑا اور آپ اوپر
پیچہی ہی اوسکی باندہ لنگ چلا
دیکہہ اوس سیمتن کی تئین وہ گدا
لوٹ سی بس مچادی یکباری
لیک ناچار گہر کو پہر آیا
عابد ماہ پڑہ نوافل شب
سنکی بانگ خروس جاگ پڑا
شہ نی بہی اوٹہہ کی اوس یگانی کا
شاہ زر بخش جیون رہ ستم
آکی اوس بت نی شہ کو کی تسلیم
وہ نہ می نہ کباب کہاتا تہا
بسکہ فرزانہ تہے وہ جانانہ
ساغر مہر مین سے بادۂ نور
کر کے گسترہ شب کا سجادہ
طاعت حق سی تہی فارغ ہو
دیکہا اوس بت نی گذری آدہی رات
سر بسر پہن کر سفید لباس
سبحۂ اشک ست مژگان مین
بجز زاری او سجود و رکوع

تن بہ استادہ تہی ہوئی اوس ان
حال دریافت کرنا اور وںکا
شہ کی آہ ہمنشین خاص ہوئی
آشنا ماہ سو مین کا ہوا
عالم آب کر دیا ہر سو
غوطہ مارا بہ قلزم خاور
لیٹا ہو کر عروس سی ہمدوش
پہلوی شاہ سی وہ ماہ اوٹہی
یون شنا ور ہوی صنم بیدار
وا عجب اوسکی حال پر کہتا
تا نہ پہلائی گہر سی جہٹ نکلا
مارنی کندہی گنج پہ ماری
پار سی وار گہر کو پہر آیا
ختم واللیل کر چکا جب سب
ہو مصلی بہ آسمان کی کہڑا
والضحی پڑہ کیا دوگانہ ادا
چرخ کہاتا ہوا بہ بوتہ غم
شیوہ اوسکا تہا جسطرح سی قدیم
زہر غم پیچ و تاب کہاتا تہا
تہی پرستار پر حریفانہ
شکل کافور جب ہوا کافور
ماہ ہو ہر طاعت آمادہ
بستر اوپر گیا بظاہر سو
اور گیا سو شہ خجستہ صفات
صورت زاہدان زہد اساس
دیکی بیٹہی وہ یاد سبحان مین
آہ وافغان تہی باخضوع و خشوع

ماری غیرت کی گو کہ پشت دست
غصہ کہاتا ہوا پہر اپنا بسد
صبحدم شکل خوب بانوی مہر
آتشین چہرہ شوخ لائی شراب
مجلس آرا تہی شوخ شام تلک
لی سبو ماہ کی عروس شب
چشم پر خواب لیک دل بیدار
آگی دریا پہ اور لباس و تار
تیر پر تاب جب گئی وہ دور
پار دریا کی اک کلبۂ تنگ
گہر مین بیٹہی بہائی جوگی سنج
سانپ کی شکل کرچہ شاہ جہان
دیکی تاراج گنج نعمت و سیم
زاہد صبح خیز فرض گذار
آب شبنم سی کر وضو بضرور
چاہا یہ شوخ چار مین کا زر
آیا اوس سیمبر کے گہر مین دوان
نقل و می لائی اور ساقی ہو
کی نہ خدمت مین اوسنی پر تقصیر
دلربایانہ کار بند تہی گاہ
ہو گیا مشک شب سی یکبار
سبحۂ کہکشان کو لی در دست
اوس صنم نی رغبت از بس تہی
اوٹہہ کی بستر سی سحر مین جاگکر
ہو بیک پا ستادہ شمع صفت
یون لگی کرنے طاعت ہو
مغفرت کی طلب تہی گہ زنہار

کاٹتا تہا بشکل پشت دست
دل جگر آتش غضب سی کباب
جب شنا ور ہوی بہ بحر سپہر
کر کے ساغر مین جمع آتش و آب
بابط بادہ و کباب و گزک
تیرہی دریای کہکشان مین سب
بند تہی چشم مست پر ہشیار
لی سبوی گلی سے چلی بس پار
نہر پاد لگو شاہ کی بہی صبور
تہا قلندر کا وان سی اک سنگ
پایا ویرانی مین گدا نی گنج
پیچ اور تاب کہا رہا تہا وہان
لیتی خسرو کی پاس آئی نہ ہم
یعنی خورشید مطلع الانوار
بس لگا پڑہنی جہر سورۂ نور
کسکی تک دیکہہ لے کسوٹی پر
اوسکا بہی تا عیار لی نہان
بس لگی دینی جام خسرو کو
تہی یہ دلدار سے شہ دلگیر
گہ کنیزانہ تہی بخدمت شاہ
عنبر سارا سا جہان سارا
زاہدانہ ہوا یگانہ پرست
بات مطلب کی کچھ نہ اوس سی ہی
گوش و گردن سی دور کر زیور
اشک سوزان بہا بصد رقت
گہ زمین نیاز پر تہا سجود
گاہ شہ کی سلامتی کے دعا

نادم اپنی گناہوں سی ہو کر
اشک ریزاں تہی شمع سان یکسر

یعنی بیکی جو یہ خدا خواسے
ہی برائی فریب سلطاں نے

پایا جو وہ خطا سی اوسکو بری
پائی تر دامنی اوس مین ذرے

جب بدکارہ اوسکی تیین پایا
دلمین شکر خدا بجا لایا

امتحان جاریکا کیا جب خوب
کہیل کیا جسکا جیسا تہا اسلوب

جلد بیسی اک منکا سبو جہ خام
پانی لگتی ہی کہل جو جای تمام

آئی جب اپنی وقت پردہ بکار
کہ سبو لیکی جاسے دریا پار

مرکب خام کہل چلا افسوس
قعر کی سمت ڈہل چلا افسوس

جا نہ آب مین وہ در یتیم
پہونچی پانی سے جا بنار جحیم

لو نہ دنیا کی یہہ سبو تی خام
تا نہ غرق بلا ہو یون ناکام

گر سہارا ہی تجہہ تجہی درکار
لی سبوی رضای حق بکنار

جب سزا حسب حال اوسنی پائی
بارہی اور ونکی پہر سزا کی آئی

کوڑی اس سنگ مار جیج بالکل
ٹکڑی ٹکڑی بدن ہوا جون گل

اس سیہ رو کی تیین اوسی کو دیا
انتقام اور رکہہ نہ اوس سی لیا

بیٹہہ جسکی جہلی تہی قاقم سے
تہی جو دلبستہ اونٹکی دم سی

کر کمک پاشی اوسکی تن پہ خوب
دی سزا نازنین کو اس اسلوب

تاکہ ہی جب شتر کی پتنگ کشی
یاد کر بوی مشک کہای سے غشی

پاکدامن تہی شکل گل جو نگار
رنگ شہوت سی تہی بری دلدار

جسقدر اوس سی تہی اسی نفرت
اوس سی وہ چند اب ہی الفت

لو سکی مہر و وفا کا مارا ہی دم
دمبدم ہو بغلمیں وہ ہمدم

بسکہ اوس نازنین کا صورت نور
تہا لباس سپید جون کافور

شہ نی کر اوس صنم کی تبعیت
کی لباس سفید مین شرکت

جیتی جب تک رہی وہ مہر و ماہ
تہا لباس سفید ہی دلخواہ

کیونکہ نہیں یہہ رنگ سب سی ہی اعلی
جسکو بہتر کہی حبیب خدا

روز روشن جو ہی سراپا نور
اس لئی ہی کہ ہی وہ جون کافور

ہشوی جب مشک آدمی کافور
تب تو کہلائی وہ خدا کا نور

کیا کرون آہ مین سپید نامہ
کہ سپید رو ہوون صورت خامہ

جہاں تک کرشمہ یہ دیکھتا تہا حال
بندہ گیا بدگمان کو او خیال

یون ہی جب چند روز تک باہم
آزمایش کی شاہ نی ہر دم

مستقیم اوسکو پایا عفت مین
اور سالک طریق عصمت مین

کی نکوئی نی اوسکی دل مین جگہہ
پر نہ اس سی کیا اوسی آگہ

چاہا ہر ایک کو سزا دیوے
سب کی اعمال کی جزا دیوے

تہی دہری پختہ جس مقام سبو
رکہہ دی اوسکی جگہہ وہ خام سبو

رکہہ سبو جہاتی کی تلی بی غم
قطرہ زن پہونچی بیچ مین جسدم

دی جنیبت کش اجل کو لگام
رہ گیا نصف رہ مین مرکب خام

پختہ مغزان سنو یہ پہیری بات
طمع خام مت کر و ہیہات

آسرا اس سبو کا چہوڑ دلا
مرد ہی تو سبو یہ توڑ دلا

پار جس سی ترا یہ بیڑا ہو
دی تجہی ما نجہہ دہار مین ڈبو

پہونچا جس گل کو کل سی تہا آزار
خوب شلاق کی اوسی یکبار

تہا جو یار اوسکا زنگی شب چہر
جسکی اوس ماہ کی تہی دلمین مہر

لید کہوڑون کی تاکہ ہی جب پاک
یاد کر یہ نعیم ہو وہی ہلاک

سر سی تا پا جہای اوسکی خار
تہی جو نشتر سی بہی فزون خونخوار

دی اوسی ساربانکو وہ بدرگ
چاہتی سگ کو نیم خوردہ سگ

کیونکہ یہ دیکہتی ہین لوگ مثال
قدر نعمت ہست بعد زوال

عاشق زار اوس صنم کا ہو
بانوی بانوان کیا اوسکو

عہد یون اپنی دلمین شہ نی کیا
تاکہ ہی بیوفا یہ زیست وفا

اور محبوب سی نہ رکہی کام
دو سپیدکا نہ ہوے بلکہ نام

صورت ماہتاب اور ناہید
دوست رکہتی تہی جامہای سپید

تخت اور تاج چتر اور لوا
شکل ناہید سب سپید کیا

رنگ کافوری ہی غرض بہتر
ہی نفاست ہی آہین سر تا سر

بہتہا سکی تیین جو تہا پایا
تب تو خیر الثیاب فرمایا

موی انسان سیاہ جب تک ہو
نور حق کا کہی نہ کوستا اوسکو

پوچہتا کیا ہو جسکا سر تا سر
نامہ اعمال کا سپید اگر

ہی مگر لطف ایزدی سی امید
کر دی جہہ روسیہ کا نامہ سپید

بت ہمت سی اوسکو ہو دیوی — دہوکی ساری سیاہی کہو دیوی
نور افشان ہے یہ داستان سنکر — سویا بہرام اور وہ پیکر

بعد ازین جب تلک شہ بہرام — دار دنیا مین تہا انکو فرجام
صورت مہر و ماہ لیل و نہار — لیتا ہر برج مین تہا وہ قرار

و نہی ہر ہفتہ بس گذرتا تہا — ہفت گنبد مین عیش کرتا تہا
یک یہ ہفت گنبد گردون — گہات مین اوسکی تہا مگر افسون

آخر اک روز اوسکو دم دیکر — ہفت گنبد سی کر دیا باہر
چرخ ہی ہفتہ دو سیت اسپہ بہول — دوستی پہ نہ اسکی جون گل پہول

گور سی اوسکو تہی بس نسبت — گور کی اوس سی کی بزور الفت
تہا جو بہرام گور اوسکا نام — منزل گور ہی مین پایا مقام

وفات پانا بہرام گور کا گور کی جستجو مین اور جانا چاہ گور مین گور سے آرزو مین

یون بیان اب کرے ہی سکار راز — قصہ بادشاہ گنبد ساز
یعنی تا سا تہا شہ بہرام — ساتون گنبد مین تہا بعیش مدام

آخر اس گنبد فلک نی ہای — گنبد گور مین سلایا وای
گور افگن جو تہا یہ لیل و نہار — ہو گیا آپ گور کا وہ شکار

گور کو گور کی تہی از بس چاہ — گور نے گور کا دکہایا چاہ
بسکہ تہا گور کی شکار کا شوق — بعد مدت وہ پہر آیا ذوق

صبحدم ایک روز ہوکی سوار — گہر سی نکلا بہ جستجوی شکار
اشقر باد پا کو دشت بدشت — دیکی جولان وہ کر رہا تہا گشت

گور کی جستجو مین مضطر سا — ہر طرف وحشیانہ پہرتا تہا
آہ کرتا تہا وہ گور تلاش — بلکہ کرتا تہا اپنی گور تلاش

بسکہ تیر اجل تہا اوسکا تیر — جان سی ماری سیکڑون نخچیر
پاڑہی آہو چکاری اور چیتل — صید اوسکی تہی بہ تیر اجل

پر تسلی ہوا نہ دل مضطر — تہی ہر اک آن گور ہی پہ نظر
اتنی مین ایک گور آہو وش — آہو چشمون سی شوخ اور سرکش

تہا نہ وہ گور اک چہلاوا تہا — گور کیا زور اک چہلاوا تہا
شکم و پشت و پہلو اور سینہ — یون چمکتا تہا جیسی آئینہ

دلبرونکی طرح سی تہا چنچل — شکل سیماب تہی اک جا کل
برق کی شکل سی دکہا کی جہلک — کہ زمین پر تہا اور کہ فلک

الغرض لیتا یون وہ جاتا رہا — نظر آتا تہا اور نہ آتا تہا
تہا نہ وہ گور تہا فرشتہ مرگ — خط پشت اوسکا تہا نوشتہ مرگ

سامنی جب قضای کار آیا — بس قضا کا پیام وہ لایا
دیکہتی ہی وہ گور دیدہ دلیر — لپکا بہرام اوسپہ صورت شیر

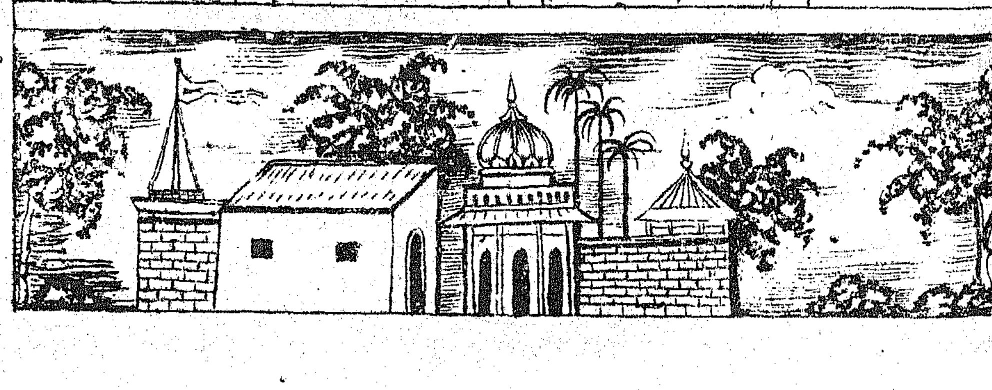
لیک اشقر کی آہ تیز دوی — گرد کو بہی نہ اوسکی پہونچی تہی
باگ کو اوسکی دی تہی اسنی چہوڑ — دوڑتا اوسکی پیچہی تہا گہوڑ

اور بہی سی تہا پرا وسی تکتا — سایہ کو اوسکی تہا نہ چہو سکتا
تیر پر تیر کو لگاتا تہا — نصف رہ مین پہ وہ جاتا تہا

چوکتی پہر کی خالی ہی جو تیر — وہ بہلا کب کمند مین ہو اسیر
قادر انداز شاہ کہا کی خطا — کاٹ کاٹ اپنا ہاتہ کہاتا تہا

ناگہان اس وہ اودشت مین آہ — سامنی آیا ایک اندہا چاہ
صید خالف وہ گور رہ بقضا — تہا کا جاہی تہا تیز سا جو چلا

زر پڑا قعر چاہ مین یکبار — سرنگون کہاتا تہو کرین وہ جاکر
ساتہ ہی اوسکی شاہ کا اشقر — گر پڑا اور سمین بشاہ کو لیکر




صحرا شکارگاه که در چاه آن بهرام وفات یافت

انہ سور دور سی ہیہات
ی شل یہ قضا جب آتی ہی
ضہ کوتاہ لوگ دو لتخواہ
امی جب آفتاب زیر زمین
پہنچی کو فت سب ہی ہلکان
شکل گہوڑی کی تہی ہوئی اس شکل
ہو دکر ہر طرف زمین ڈہونڈہا
جای جو گور مین زکشو کون
اک مین مشت خاک جب ملجای
ی اس خاک کا سدا ہی کام
ہی خاکی تو خاکساری کر
اک بہرام کی بہت چہانی
بمقدور کی او نہون نی تلاش
سینہ پر غبار چشم پر آب
بلک مدت تلک رہی گریان
یانہ وہ صبر بلکہ تہی غفلت
ودی خانہ خراب غفلت کا
ردم از عمر میرود نفسی
وتا کس نیند ہی تو ای بہائی
یا یہ غفلت ہی ہای نادانی
فلہ عمر کا ہر ایک نفس
یہ کیو نکر نہ تیری حال پہ ای
ل آنکس کہ رفت و کار نساخت
س عیشی بکوز خویش فرصت
ل سی رفتگان کی لی عبرت
سکندر یہ ہا نہ دارا آہ
قو باقی رہی نہ آہ بیان

دیکہی تہا جو ہو گوا ندہیری رات
بدتر اتنہ گور کر دکہاتی ہی
لی طناب رازاو تری بچاہ
آدمی سی نکل سکی ہی کہین
نملا نام کو پراوسکا نشان
طفل اسپ کلی کولی جس شکل
گنج کا وان ملا پہ وہ نہ ملا
پہیراوسکو بہراکی لاوی کون
خاک پہر کوٹی خاک اوسکی پای
خاک پائی وہ پہر گل بہرام
آتش کبر اور ہوا سی گذر
یہ تہی دشوار خاک ہو جانی
کر جگہ مین زمین کی خبر بی خراش
لیک گہر کو پہر آئی خانہ خراب
سوز بہرام سی جگر بریان
قاطع رشتہ بندی الفت
دور ہوتا حجاب غفلت کا
چون نگہ می کنم نماند بسے
عمر ہوئی تمام اب آئی
سوچ اس بات کو مری جانی
مرحلہ سخت ہی بیانگ جرس
ہی مسافر تو اس سرا مین ہای
کوس رحلت زنند و بار نساخت
کس نیارد زپس تو پیش فرست
نیک بد کر گئی سبہی رحلت
نی سلیمان سا شاہ عالیجاہ
نام ہی انکا رہ گیا بجہان

روز روشن مین اوس کی پاس سی آہ
گور کی چاہ سی بنا کر گور
خاک ماہی تلک بہت چہانی
تہا وہ مہر زمین مین گیا
ڈہونڈہا جب خوب جانب آخر کا
یتھر و نسی کچل کہر سی آتا
تہا وہ گنج روان نقد روان
کہود کر گرد ہی زمین مین خاک
خاک اس خاک پر جو آئی ہین
جب ہوا ہی بہائی اسکی چال پیچ
کر بصیرت کی ہی گی تجکو نگاہ
کہود کر خاک پہونچی جا تا آب
ہو گئی ناچار سب نکل و جای
ہاتہی پہ جن کر لیا بس کہود
آخر الامر جان لا حاصل
یہ ہی غفلت ہماری ہی بخدا
خوف عقبی سی اس سی ہین غافل
خواب غفلت ملا یہ کہتا کی
ایکہ پنجاہ رفت و در خوابی
عمر بیست و آفتاب تموز
منزل کوچ مین ہی تو دن رات
وان ہی نقارہ کوچ کا ہوتا
ایک دن اوس سی تمہی جانا
کہو لگی انکا ہی برادر دیگہ
نہ فریدون ہا نہ یان ضحاک
یان نہ جمشید کا رہا کچہ زور
بس یہ بہتر ہی سوچ ٹک اسکو

نہ دکہایا خدا نی دیکہو چاہ
لا گرا ہی دیا بچاہ گور
نملا پر وہ ماہ کنعانی
کب نکالی سی وہ نکلتا تہا
پایا گہوڑی کو پر ملا نہ سوار
باکہ تہیلی مین کوئی بہری آتا
جب زمین مین گیا تو پانی کہان
خاک چہانی ہوا نہ حاصل خاک
خاک نی خاک مین ملائی ہین
خاک شو پیش از انکہ خاک شوی
خاک بہرام پہ نظر کر آہ
نملا لیک وہ گڑہا پایاب
خاک سر پر اوڑاکی اشک بہائی
بن کی ستر پایا بصورت دود
رکہی چہاتی پہ اپنی صبر کی سل
نام غفلت کا ہی جو صبر کہا
عمر جاتی سب چلی ہی لا حاصل
ہائی نادان خبر تجہی کہ ہی
مگر این پنجروزہ دریابی
اندکی ماند و خواجہ غرہ ہنوز
غفلت اب بہی ہی تجہی ہیہات
غافل اس جا ہی تو پڑا سوتا
توشہ لی کہ پہر نہین آنا
چونک کر خواب سی نظر بہر دیکہہ
خاک مین مل گئی او نہو نکی نماکس
جہانکی بہرام گور نی ہی گور
سمجہا غافل نہ آہ تو بہی ہو

نیک بد چون ہمی بباید مرد   خنک آنکس کہ گوی نیکی برد
نہ رہیگا کوئی یہان پر نیک   نام رہ جائیگا ہو بد یا نیک
آن رہا کن و بن کہن بنیاد   گر تو خلقی کنند بہ نیکی یاد

خاتمہ اس تصنیف بی نظیر کا اور عجز و نیاز مصنف حقیر کا

با ہزاران شگفتگی بہار   با دو صد تازگی و نقش و نگار
جب کہ رضوان کو اسپر آئی رشک   روضہ رضوان کا کیون نہ کہائی رشک
اوسکا رضوان وہ اسکا ہین رضوان   ہی یہ میرا بہشت رشک جنان
معنی تازہ ہین لفظ ہین نگین   چون گل نو بہار خلد برین
ہی ہر اک لفظ غیرت گلزار   ہر سطر سی عیان ہی سنبل زار
سلسبیل اسکی دیکہ اور کوثر   یعنی بین السطور سر تا سر
صاف ہین لفظ جیون چہاجہ دُر   مَی معنی ہر ایک ہین ہین پر
معنی یون لفظ مین ہین جلوہ گرا   ہو بہری جیسی شیشہ مین صہبا
طرفہ مَی جس سی مست ہون ہشیار   اور ہشیار مست ہون سرشار
جرعہ اس مَی کا پیوی جو یکبار   حشر تک مست وہ رہی سرشار
دیکہلی پیکی یون نہ ہین نا تون   پہر ہو ہشیار اگر تو ہین جا تون
جب بیاض ورق پہ سر تا سر   کر کی ہمدوش صفحہ کی مسطر
مثنوی جو جو تہین مانی مین   یعنی یان کی کتاب خانی مین
سنتی گر مثنوی یا انداز   طوطی ہند و بلبل شیراز
حسن دہلوی اگر ہوتی   مثنوی اپنی پانی مین ڈبوتی
کن تراتی نہ کر حقیقت تو   اپنی منہ سے نہ بن میان مٹہو
نہ کہ اوسکو سخن ہی خود عطار   کرنی تعریف کیا تجہی درکار
پر خریدار جبکہ ہین سب لیتی   ترش و شیرین ہین جکو کی گرد تیا
گرچہ لرزان ہون عیب جو لیتی   اور ہراسان ہون نیش خو لیتی
دیکہی اسکی تیز کور واج   تیر تشنیع کا بنا آماج
پر نہین منصفون سی ڈر مجکو   ہی تو بہت ہرون سی خطر مجکو
آج تک اونکو یہ نہین معلوم   نثر ہی یہ کلام یا منظوم
ہین یہ بحر جہالت ایسی غرق   نقطہ اور نکتہ مین نہین فرق

نہ رہا اور نہ رہیگا کوئی   جیسا ہو ویسا ہی کہیگا کوئی
پہر تو لازم ہی ہی میری جان   ساتہ نیکی کی چہوڑ اپنا نشان
آگی تو جان اور تیرا کام   ہین کہا و السلام و الاکرام
شکر حق کا یہ رشک باغ ارم   غیرت خلد اور رد باغ ارم
چند ہی روز مین ہوا بجہان   رشک افزای روضہ رضوان
بولا رضوان بہی دیکہ اسکی زمین   ہشت خلد برین یہ وہی زمین
تازہ تازہ کہلی گل مضمون   سرو الفاظ ہر روش موزون
کیون نہ ہر گل پہ عندلیب آسا   طائر خلد ہو وین نغمہ سرا
سرخی شنجرف کی جہان ہی عیان   داغ ہی اوس سی لالہ نعمان
آب معنی ہی سلسبیل نسب   ہر سیہ لفظ جسد تیل حسب
مَی معنی جہلک رہی ہی یون   آب گوہر مین ہو نمایان جون
مستی افزا زبسکہ یہ مَی ہے   مست عاقل ہون پیتی ہی یہ مے
نشہ کہ دیر پا ہی کس مَی کا   نشہ ہی یہ مدام اس مَی کا
ہو وہی منکر کوئی جو اب اسکا   چکہ لے اک جرعہ دیکہلی وہ مزا
صندلی بو یہ مَی عجیب ہی یار   درد سر ہی کبہی نہ جسکا خمار
مثنوی یہ قلم نی کے ترقیم   ماہ را مشک راند بر تقویم
جاری اسکی حضور اوس پہ ہوا   حکم تقویمہای پارین سکا
وہ شکر سی دہن مرا بہرتا   گل تحسین نثار یہ کرتا
حسن الطاف سی پکارتی مجہی   کہتی احسنت بار بار مجہی
مشک وہ ہی جو آپ بو دیوی   بو ہی خوش خود وہ سو بہو دیوی
ہی مثل یہ کہ بیچنی والا   چہاچہ کو اپنی کب کہی کہٹا
کرنی لازم نہین یہ لاف گزاف   ہین جو منصف کرینگی خود انصاف
لیک نقصان جنکا ہی پیشہ   اونکی باعث نہین کچہ اندیشہ
کیونکہ یہ کہگئی ہین اہل سلف   یعنی من صنف قد استہدف
ربط دو حرف کو نہ دی جانین   نظم سی نثر کو نہ پہچانین
چار مصرع جہان وہ سن پاوین   جہٹ رباعی ہی اوسکو بتلاوین
نکتہ گیریکہ تسیہ ہای ستم   موج زن اونکی ہی زبان جون یم

حرف رکھتی ہے دل سی ہو شیدا / جون قلم دو زبان کرین پیدا
کہ سکین خاک اک مصرع بہی / پر مثالی کو ہین بڑی سی آہ ہی
رسی ہی بی بصیر تو نہ پر یہ / ہی کہاوت زبان زد کہ و مہ
اے حقیقت یہ کیا ہی قیل و قال / شرم کر کر رہا ہی کیا یہ مقال
منفعل تک تو اپنی دل مین ہو / خود فضیحت نصیحت اور ونکو
ہو شک جب دل مین آپنی کی ہو / روشنی خاک بخشی غیرونکو
طفل مکتب ہی آپ تو ہیہات / چہوٹا منہ اور بڑی یہ کہنی بات
لکھی بی ربط چند یہ اشعار / فخر ہی اسقدر تجھی ای یار
جا بہ کنج خمول بیٹھ کہین / میر میدان شاعری تو نہین
جب کہ مین دیکھتا ہون اونکی کج / حاشا کلا گھمنڈ اگر مجھی ہو
سرکو زانو پہ جون قلم رکھکر / گریہ کرتا ہون آپ اپنی پر
دعوی شاعری زبان پہ گر آئی / شمع سان تو زبان مری جل جائی
میری استاد کا تہا فیض مجھی / جو یہ موزون چند شعر ہوی
چند یہ شعر جو کئی موزون / نکی بی ربطی سی تخجل خود ہون
مصرع اک سا لہا مین ہی نجدا / ہوتا موزون نہین سہی ایسا
ربط ہی اسکا ہی چہپا مجسی / شعر برجستہ پہر ہون کیا مجھی
آمر اسکا جو دل مرا یہ ہوا / امتثالا لا امرہ مین سیہ کہا
یعنی کیا زیست کا بہروسا ہی / اس سہی بی اعتبار تر نہین شی
یادگاری کہ آدمی را دست / سخن ہست و دگر ہمہ باد است
حق مطلق سہی ہی یہ مجکو امید / کہ رہون اس سہی بندہ جاوید
ذہن ناقص مین جبکہ یہ آیا / اسکو مین قید نظم مین لایا
کر کی کاغذ قلم دوات بہم / حوصلی کی موافق اے ہمدم
اک تو تہا مین اسیر دام مرض / مجکو انواع کی مرض تہی غرض
تب تو اسیر اور درد فراق / انکی ہاتہون سہی ہی تہا جینا شاق
اس سوا اور تہی بہت آلام / ہون مین کس کس کا بتری گی نام
بسری روزگار کا عالم / تہا نہ کچہ اختیار کا عالم
صبح سی اک پہر تلک ای یار / تہا فراغ اور باقی تہا دربار

ہیچ ہین ادنی سی ہون ہیچ نامہ / نشو ہی سینہ بصورت خامہ
آپ پر عیب سی ہین سر تا سر / نسرو اور ونکی عیب پہ ہی نظر
کانا دیکھی نہ ٹینٹ اپنا واہ / پہلی اورون کی تاکتا پہری آہ
اور ونکا یون کری ہی نقص عیان / اپنی کرتا ہی عیب کیون پنہان
بحر نادانی مین تو خود ہی غریق / جہل کا ہو رہا ہی آپ رفیق
رنگ کر پہلی اپنی دلکا دور / بخشش جو ہر اورکو تب نور
بی بغل دل کا خیر و نادانی / نہ کر اب زانوی سبق خوانی
لاف ہی شاعری کی تجکو اونہ / بس اسی منہ پہ یار چپکی منہ
یارو مین معترف ہون خود قصور / کوسون ہون لاف شاعری سی دور
آپ کو خوب مین سمجھتا ہون / اپنی کیا بی سلیقگی مین کہون
دعوی شاعری نہین مجکو / نسبت اس سی نی نہین مجکو
نسبت اس فن سی ہی بہلا مجھی کیا / خوان استاد ونکا ہون ذلہ ربا
ہی یہ فیضان حضرت جرات / ورنہ کیا شعر سی مجھی نسبت
دل کی کہنی سے یہ کہی اشعار / ورنہ کیا شعر سی مجھی سروکار
چاہی اسکو روز و شب کی مشق / جسطرح سی ہی اور سبکی مشق
ہی مثل یہ جہان مین مشہور / یعنی مامور ہی اجی مقدور
جی مین یہ بات سوچ کر ای یار / کی جگر کاوی اس مین لیل و نہار
یادگار اپنا کچہ تو یان رہ جای / دم کا کیا اعتبار آی نہ آی
باقی رہنی کا مین نہین ناکام / باقی رہ جایگا یہ اس سی نام
این ورق کز نشاط دارد بہر / یادگاریست از من اندر دہر
تہا پریشان اگرچہ دل میرا / لفظ و معنی کو جمع کر یکجا
سخن آرا ہوا مین جون خامہ / تا ہوا نقش گیر یہ نامہ
درد سر رفع اور نفث الدم / نزلی سی ناک مین تہا ہو نکام
دق و حکہ اور خارش و دمہ / کر رہی تہی جدہی ہی پیدا دو
لاحق افکار و نیوی تہی سیر / ایک دن پہر فکر شعر ہو کیونکر
فرصت اسکی سبب تہی دم بہر / دم بہی لی سکتا تہا نہ مین مضطر
اتنی فرصت مین ہی غرض کہ مدام / مشتغل تہی اپنی فرات کی کام

کیونکہ انسان سی ہین پیوستہ
اونکو کرتا تہا صاف صاف رقم
ربط معنی نہ چست الفاظ
اس سی بعد سترہ ماہ
بیس دن سی فزون نہین ہوتی
عرصہ تہوڑا ہی اور وہ حالات
فکر مضمون ہو وی نہ ای آیا
جو کہ ہین فن شعر سی آگاہ
اور مضمون تازہ کی تو تلاش
منصفون سی یہ التجا ہی مجہی
طبع رکہتا ہو کیسی ہی عالی
آدمی ہون نہین فرشتہ ہین
آدمیت سی ہی اگر باہر
کر تو خوبی یہ خوبرو کی نگاہ
ہو خداداد حسن جس کا
تو ہی اس نیک کی سینت بخدا
خسرو شاعران ہندستان
وہ بلاغت مین ابلغ البلغا
غلغلہ اوسکا پہونچا تہا یہانتک
عرف مین نام تہا قلندر بخش
اوسکی دیوان کا کیا کہون عالم
ہر رباعی ہی ربع مسکون گیر
ہی قصیدہ کا قصد یہ بخدا
بیت معمور سے ہی بہتر بیت
نرہا وہ مگر رہیگا نام
جیسکہ خلاق ہو سخن کا نوشت
شیوہ جنسے سخن طرازات تہا

نت حوائج بہت سی وابستہ
ہوتی مضمون تازہ کیونکہ بہم
ہی شکستہ درستی الفاظ
مثنوی مین لی یہ لکہی ہی آہ
بلکہ کم اس سی بہت کہین ہوتی
عرض مین کر چکا ہون جو حالات
منفکر کرین نہ جب انکار
راست سمجہین گے قول یہ اہل
دلکو دیتی ہی سو طرح کی خراش
ہین بری اپنی شعر یا کہ بہلی
وہ بہی ہو کا خطا سی کب خالی
ہون خطا سی غرض سرشتہ مین
ذوق سی پہر تو کر خطا پہ نظر
نست بدی کچہ لباس دیکہ آہ
دست مشاطہ زیبا دہی کیا
ست بدی پہ لباس کے اب جا
بلکہ سلطان شاعرات جہان
بفصاحت وہ افصح الفصحا
گوش سکان عرش اعلی تک
درِ معنی سی تہا وہ گوہر بخش
جس پہ مفتون ہوا ہی کہ عالم
مشکل ارکان اربعہ ہی شہیر
کہ ہی قاصد جہان کی لینی کا
قدر عالم مین اپنی ہر ہر بیت
زندہ شعر و سخن سی تا بقیام
آتی کیونکر نہ پہر سخن کو موت
مثل ہو گئے تو ہی ایند ہیرا

اتنی فرصت مین الغرض جو تون
کچہ نہین شاعری کو دخل دیا
ہو ئی اپنی اگرچہ اس درست
کبہی ساعات کا حساب اگر
بخدا اس مین کچہ دروغ نہین
کیا مضامین اس مین ہون رنگین
فکر تب ہو نہ ہو دی جب کچہ فکر
ربط دو لفظ دینی مین یکسر
گرم ہو جای شعر گوی تب تو
عیب بینی سی کر کی قطع نظر
پہ خطا اسکا ہو نہ کیونکہ ضمیر
اس سی خالی اگر تو ہو وی یا
کو نہین ہی لباس اسکا خوب
جب ہو بیساختہ حسین للہ
کہتی ہین یہ دزحشر بہی میان
جیتا رہتا اگر مرا استاد
مصحف انوری و خاقانی
لفظ پیدا اگر ہی تہا کیا موزون
ایسا آوازہ کسکا تہا سمجہا
دوسرا ایسا کب غزلخوان ہی
حجت قاطع اوسکا ہر قطعا
اوسکی ہر ہر غزل سی غزالے
مثنوی بہی ہین اوسکی مستغنا
کیا کہون اوسکی ہین ادا اسکے
وہ نہین مر گیا ہی اوسکو حیات
حق ہی حقا سخن حقیقت کا
نہ رہا اس جہان مین وہ مرحوم

ہوتی اشعار جسقدر موزون
قصہ موزون فقط ہی نہین کیا
معنی و لفظ تب تو ہوتی جستہ
نظم جنہین ہوتی ہین یہ گوہر
جہوٹ کہنی سی کچہ فروغ نہین
دخل ہو خاک شاعری کی تمیز
فکر مین فکر شعر کا کیا ذکر
کہانا پڑتا ہی کتنا خون جگر
شمع سان جب دماغ سوزی ہو
دیکہین اسکی طرف بچشم ہنر
سہو نسیان ہی آدمی کا خمیر
کر خطا جو تب تو اپنا شعار
شاہد داستان تو ہی محبوب
زیب زینت ہی کیا او سہی دربکا
بخشتی جاوینگی باعث نیکان
سرو و ناسرہ کا وہ نقاد
سعدی وقت و خسرو ثانی
تہا وہ خلاق معنی و مضمون
یعنی یحیی امان جرات کی
جسکا ہر حرف ایک دیوان
جس کی انقطاع تک شعر
فیض لینی سے تک نہین
منقطع جس سی سکا ہی کیا
کیون نہ پہر اوسکی ہوا دا
ریختہ مر گیا مگر ہیہات
ثانی پیدا نہ ہو کا جرات
آسمان ہینسہ جہان علی

دی اصلاح تا وہ سر تا پا
نہی مجہسی تب نہ مین ہوتا
کیا کہون کیون نہون جگر خستہ
دیوی خلد برین مین اوسکو خدا
اور ملی مجکو ہے بہروز جزا
ہوئی اتنے ہی مجہ مین گر قوت
نامۂ نامی جب ہوا یہ طے
شعر اتنے ہوی کیا جو شمار
ہان اگر کوئی منصفی پیشہ
اور اگر اس سی ہو ذرا بہی شاد
یہ نہو جہل کر کے کوئی خرد
یعنی آدم کو کیا عصا سے کام
دیکہین وہ سقم اسکین کیسا ہی
رنگ جو ہی بدل نہین سکتا
مشتری سیب بہ کی ہین چمن جا
گل کی طالب ہین لوگ گرچہ ہزار
گو یہ ہی خار پر مجہی ہی گل
کیسا ہی عیب ناک ہو فرزند
انکی دیدار سی ہی نور مجہی
تجہسی گر سب ہین لالہ زار طلب
تیری بدکہی سی نہ خوب ہو بد
تیری بدکہی سی نہ بد ہو گا
پائی جب اسی وان قبولیت
ہوی خوش سی دماغ کو جون گل
کرا ہی تو عزیز خاطر ہا
سرمہ اسکی سواد کا ہو مگر
ہو یہ مطبوع طبع خاص و عام

رہنی دیتا نہ سقم اس مین ذرا
نرہا وہ رہون نہ کیون روتا
سیر اکہنا تہا اوسی لبستہ
بجوار رسول اطہر جا
قرب مین آل احمدی کی جا
دینا جو اسکی سقم کو صحت
سن ہی بچپین اور بارہ سے ۱۲۲۵
سات سو مین سٹھ اور چار ہزار
خوب سا دل مین کہہ گئے اندیشہ
فاتحہ پڑھ کے نوکری مجہی یاد
خر عیبی وہ جای موسے پر
تہا عصا موسے کا علیہ سلام
دین نہ اصلاح چھوڑین ویسا ہی
زنگ اب یہ نکل نہین سکتا
پکتا حنظل ہی ان پہ ہی نجد
پر ہین خواہان خار ہی بار
گرچہ ہی خس یہ مجکو ہی سنبل
نسبت ہی جان پہر ہی اور نہ بند
انکی دیکھی سی ہی ہنر مجہی
عجب ہی ہو کا کوئی خار طلب
ہو یہ مقبول حق کوئی وہ رد
تیری درگہ فی سی نہ رد ہوگا
کیونکہ پہر کہ سکیگی رد خلقت
راحت افزا ہو یہ بصورت گل
ہو یہ نا چیز چیز خاطر ہا
روشنی بخش چشم اہل ہنر
بس اسی پر کیا ہی ختم کلام

گر صحیح اسکا قول ہو جاتا
مجہ کو کتی بلا نہ تب میری
سو گیا مین تہی میری نشت نصیب
یا الہی دعا یہ ہو وی قبول
گرچہ پر سقم سے رہا یہ کلام
سقم کا ہی کو اس مین یہ جا
ختم جبر وز مثنوی یہ ہوے
جیسا ہے ویسا یہ رہا نامہ
غلطی کچہ صریح اگر پاوی
خوف اصلاح سی نہین اونکی
فصحی آدم کی جا اے آہ
ایسون ہی کہ سجاہون ہین کہتا
گل ہی یا خار ہے گہر یا سنگ
لعل و گوہر گرچہ عزت ہی
شہد و شکر کے گو ہین سب خواہان
باغبان کا ہو گل سی تازہ دماغ
شبہ اسکو جان لو بد تر
ز... مین ہی یہ میری ہال
دہونڈہی ہر کوئی گر نفیس ہی چیز
آنکہ باشد جو من سے تہے مایہ
نہ رہا گر تو کچہ نہین پروا
گر یہ نقش قبول غیب سی پای
یا الہی یہ لو بر نامے
عاشق اسیر ہون مشکل بلبل لوگ
رکہ نوای واقف جلی و خفی
کور باطن کے چشم سی کہ دو

کسکا منہ تہا غلط جو ٹہراتا
عاجزی اوس پل سہی بیسی
حق نی اوسکو کیا بہشت نصیب
بطفیل جناب پاک رسول
پیر ہون مجبور ستین ہیں ناکام
کہہ چکا مین جو کچہ نہا کہ آتا تہا
گیارہوین تہی ربیع الاول
کسکا اصلاح دہ ہوا خامہ
دیوی اصلاح جسمین گر آوی
ہی خطر دل مین قوم کی ہی یہ
فصحی ہو سی دی نہ بکہ داستنر
گل نہ کترین وہ یہ برای خدا
کہریا کہ لعل ہی خوش رنگ
کچہ یہ کچہ لو نہ کوہی قیمت ہی
ہین خریدار سر کی ہی میلان
خار کش کو ہی خارزار ہی باغ
پہر مجہی تو ہی یہ نہ لعل و گہر
راحت دل مین ہت جا کی مثال
پہر ہو نا چیز چیز کیونکہ عزیز
لوکہ ریزہ دبر این رقم سایہ
داد حق ہی قبول خاطر ہا
شکہ اس زر کا پہر کون ستانی
ہو وی پختہ رہی یہ کچہ خامے
پائین اس سی نشاط جون بلبل لوگ
عیب جو یون سی اسکی تہین مخفی
دیدۂ اہل دید کو دی نور

شگفتہ ہونا گل تاریخ کا نسیم فیضان سرمدی سی اور یہ

رنگ و بو پایا تا آبیاری سے الطاف تائید ازلی ابدی سے

ہلد ہی کم نہ اسکی بائی بہار
بلکہ اسنی فزون دکھائی بہار
مثنوی یہ جو گلشن ہی رنگین

ہشت گلزار کا کھلا جب گل
دیکھ یہ مصرع سنبل تاریخ
ہے گل نو بہار خلد برین ۱۲۲۵

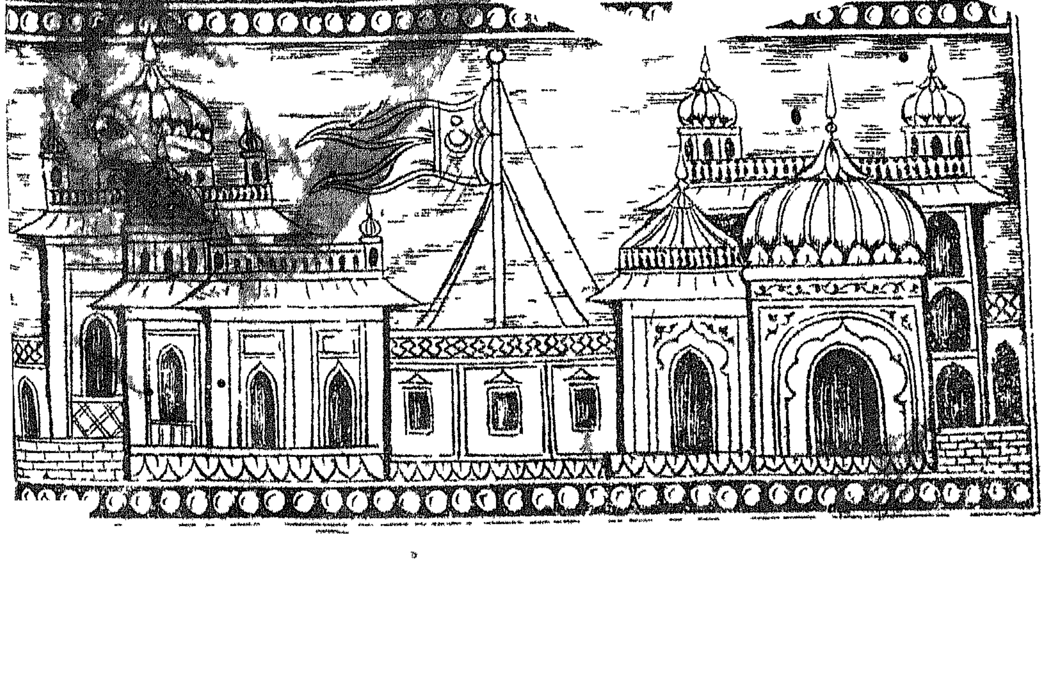
اور آیا بہار ...
یوں شگفتہ ہوا گل تاریخ

الحمد للہ کہ این بہار بہارستان معانی و نگار نگارستان ثانی مثمن و ضمیمہ جابجا بہار یعنی مثنوی ہشت گلزار تصنیف لطیف نخل نو بند حدیقۂ فصاحت
شاہ حسین متخلص بہ حقیقت کہ فی الحقیقت در سیرابی مضامین رنگین و سرسبزی ہای تازہ آئین گلستانیست نظر مردم فریب و
بوستانیست پر حسن و زیب باکلفت مع نقشہ ہای چست در مطبع مصطفائی امیدوار مغفرت ایزد منان
محمد مصطفی خان خلف حاجی محمد روشن خان مرحوم در بیت السلطنت
لکھنؤ محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ بتاریخ پانزدہم شہر ذی الحجہ ۱۲۶۶ ہجری
بقالب طبع در آوردہ تاریخ طبع از اشرف علی اشرف

قطعہ

چھپا ہے جو یہ مثنوی حقیقت کی کھل گیا جس سے گلزار طبع
لکھا اشرف نے مصرع تاریخ ہشت گلزار ہے بہار طبع

سنہ ۱۲۶۷ ھ



CALL No. { ۸۹۱۶۴۳۱ / ۶۸۳۴۲
ACC. No. ۶۸۳۴۶
AUTHOR حضرت شاہ حسین
TITLE مثنوی بست گلزار

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.